خوفِ الٰہی سے بہنے والے

آنسو

وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا



تالیف
ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

تخریج واضافہ
حافظ حامد محمود الخضری

انصار السنہ پبلی کیشنز رجسٹرڈ

خوفِ الٰہی سے بہنے والے آنسو
ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی
انصار السنہ پبلی کیشنز رجسٹرڈ

انتساب

اپنی والدہ محترمہ کے نام

جس نے توحید کے سائے، دُرود پاک کی چھاؤں اور صوم وصلوٰۃ کی ٹھنڈی ہواؤں تلے میری پرورش فرمائی، مجھے کامل یقین ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم، اور میری والدہ، بھائیوں اور بہنوں کی دعاؤں سے مجھے گمراہی کے گھٹاٹوپ اندھیروں، شیطانی راستوں اور دنیا کی رعنائیوں سے ہٹا کر صراطِ مستقیم اور منہج سلف صالحین پر لا کھڑا کیا۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے، میرے اہل خانہ، میرے والدین اور میری بہنوں کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

فہرستِ مضامین

❀❀❀

مقدمہ

(محدث العصر، عالمی مبلغ، فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ)

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ .

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (النساء: ۱)

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ (الأحزاب: ۷۰۔۷۱)

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، أَلضَّلَالَةُ فِي النَّارِ. "

اللہ رب العزت کی نعم جلیلہ میں سے ایک گرانقدر نعمت یہ ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی خشیت عطا فرما دے، اوراس کے ظاہر و باطن کو اپنی خشیت کے نور سے منور فرما دے، طبرانی اوسط

میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کی خشیت کو منجیات میں شمار کیا ہے:

((وَأَمَّا الْمُنْجِيَاتُ : فَالْعَدْلُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَاءِ ، وَالْقَصْدُ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى ، وَخَشْيَةُ اللّٰهِ تَعَالىٰ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ))

''یعنی ''نجات دینے والے تین عمل ہیں: (۱) ہر غضب و رضا میں حق و انصاف کی بات کہنا (۲) ہر فقر و غنی میں میانہ روی اختیار کرنا (۳) اور ہر ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کی خشیت اختیار کیے رہنا۔''

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک دعاءِ ماثور میں اللہ تعالیٰ سے انہی تین چیزوں کا سوال فرمایا:

((أَسئَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَوُ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا ، وَالْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى))

ہر غیب اور شہادت میں اللہ تعالیٰ کی خشیت سے مراد یہ ہے کہ بندے کا ہر سرّی و مخفی معاملہ اور ظاہری و اعلانی امر پر اللہ تعالیٰ کی خشیت کا پورا رنگ ہو اور تقویٰ کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہو۔

ظاہراً و علانیۃً خشیت کا روپ دھارنے والے ہیں، لیکن سرّاً و خفیۃً خشیت کا مظاہرہ کرنے والے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ واضح ہو کہ خشیت الٰہی ہر حال میں مطلوب ہے، بندے کا ظاہر بھی خشیت کے ساتھ ہو باطن بھی۔

کھلم کھلا معصیتوں کا ارتکاب، خشیت فی الشہادۃ کے مقام کے منافی ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

طبرانی اؤسط، رقم: ۵۵۸۴،صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۰۴۵،سلسلة الأحاديث الصحيحة،رقم: ۱۸۰۲.

رواه الإمام احمد فی مسنده والنسائی في سننه من حديث عمار بن ياسرؓ والسيوطی في الدر المنثور: ۲۹۴/۶.

((كُلُّ أُمَّتِي مُعَافِيُ إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ))

''یعنی پوری اُمت معافی کی مستحق ہے، سوائے علی الاعلان گناہ کرنے والوں کے۔''

اسی طرح سرّاً و باطناً بھی خشیت کے مقام و متقاضیات کی حفاظت ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ قیامت کے دن ان لوگوں کی پہاڑوں کے حجم کے برابر نیکیاں ''هباءً منثورا'' کردی جائیں گی جو لوگوں کے سامنے تو نیک اعمال کرتے تھے، مگر خلوت میں اللہ تعالیٰ کی حدوں کو پامال کردیا کرتے تھے۔

((وَلٰكِنَّهُمْ اَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْ بِمَحَارِمِ اللّٰهِ اِنْتَهَكُوْهَا))

ان نصوص سے واضح ہوا کہ جس طرح ظاہراً و علانیۃً خشیت وتقویٰ کے مقام کی حفاظت ضروری ہے، اسی طرح سراً و باطناً بھی خشیت الٰہی کی صفتِ عظیم سے متصف ہوکر رہنا ضروری ہے۔ بلکہ یہ ایک انتہائی اہم مطلوب ہے، جس کی شریعت نے توجہ بھی دلائی اور بے تحاشہ اجر و ثواب کے وعدے بھی فرمائے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ هُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴾ (الأنبياء: ٤٩)

''ان لوگوں کے لیے جو اپنے رب سے اُسے بغیر دیکھے ڈرتے تھے، اور جو قیامت کے تصور سے کانپتے تھے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝ ﴾ (ق: ٣٣، ٣٤)

''جو رحمٰن سے، اُسے بن دیکھے ڈرتا تھا، اور اس کی طرف رجوع کرنے والا دل لے

أخرجه البخاري في الصحيح، برقم: ٦٠٦٩ من حديث أبي هريرة رضي الله عنه.

أخرجه ابن ماجة في السنن برقم: ٤٢٤٥، وصححه الألباني في سلسلة الأحاديث الصحية، رقم: ٥٠٥.

کر آیا ہے۔ تم لوگ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ دن اُن کے لیے ہیشگی کا ہوگا۔''

تیسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ﴾ (المائدہ : ۹۴)

''تاکہ اللہ ظاہر کر دے کہ کون اُس سے بغیر دیکھے ڈرتا ہے۔''

اور سورۃ الملک میں ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ ﴾ (الملك : ۱۲)

''بیشک جو لوگ اپنے رب سے غائبانہ ڈرتے ہیں، ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر و ثواب ہے۔''

تنہائیوں کی خشیت کا عظیم صلہ و ثواب جاننے کے لیے سورۃ السجدہ کی آیت (۱۶۔۱۷) پر خوب غور و خوض کیا جائے، یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک عجیب نظارہ و مظاہرہ ہے۔

﴿ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا زوَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً ۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ (السجدہ : ۱۶، ۱۷)

''رات میں ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں، اپنے رب کو اس کے عذاب کے ڈر سے اس کی جنت کی لالچ میں پکارتے ہیں، اور ہم نے انہیں جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کے نیک اعمال کے بدلے آنکھوں کی ٹھنڈک پہنچانے والی کون سی نعمتیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔''

واضح ہو کہ راتوں کے اندھیروں میں نرم و گرم بستروں سے علیحدہ ہو کر، اللہ رب العزت کے ساتھ راز و نیاز یقیناً ایک سرّی عمل ہے جو کہ اخلاص کا مظہر اتم ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کی محبت

اور پیار کا انداز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی جزاء بھی انتہائی مخفی رکھی ہوئی ہے۔ ﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ﴾ (السجدہ : ١٧)

چنانچہ چھپا کر نیکیاں کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا پروگرام مخفی کر کے رکھا ہوا ہے اس کی حقیقت، ماہیت یا کیفیت کا نہ کسی کو علم ہے نہ اندازہ نہ تصور، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

((أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَالَا عَيْنٌ رَأَتْ ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ)) ✍

تب ہی آگے ارشاد فرمایا: ﴿ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ یعنی یہ ان کے اخلاص سے پر مخفی عمل کی، ہماری محبت پر مخفی جزا ہے جو ان کے عمل کے عین مطابق ہے۔ واضح ہو کہ تنہائی کے اس خوف وخشیت کے ساتھ۔ جس کی اساس قلب انسانی۔ اگر آنکھوں کے آنسو بھی شامل ہو جائیں تو یہ ایک ایسی عظیم سعادت ہے جس کی عظمت کے ادراک کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ یہ تو انبیاء ومرسلین کی قابل اتباع وامتثال سنت ہے۔ سورۂ مریم میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیاء کا ذکر کر کے فرمایا:

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّ مِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْرَآءِيْلَ ۫ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝ ﴾

(مریم : ٥٨)

''یہی وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ نے اپنا خاص انعام کیا تھا، جو آدم کی اولاد اور ان کی اولاد سے تھے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا، اور جو ابراہیم اور یعقوب کی اولاد سے تھے، اور وہ ان میں تھے جنہیں ہم نے ہدایت دی تھی اور جنہیں

✍ أخرجه الامام احمد فی مسند: ٤٣٨/٢٥

ہم نے چن لیا تھا، جب ان کے سامنے رحمٰن کی آیتوں کی تلاوت ہوتی تھی تو سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے زمین پر گر جاتے تھے۔''

اہل علم کی خشیت اور ان کا تقویٰ ان کی کثرتِ بکاء کا آئینہ دار ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِہٖۤ اِذَا یُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ یَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ سُجَّدًا ۙ وَّ یَقُوۡلُوۡنَ سُبۡحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنۡ کَانَ وَعۡدُ رَبِّنَا لَمَفۡعُوۡلًا ۝ وَ یَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ یَبۡکُوۡنَ وَ یَزِیۡدُہُمۡ خُشُوۡعًا ۝ ﴾(بنی اسرائیل: ۱۰۷،۱۰۹)

''بے شک جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا تھا، جب ان کے سامنے اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارا رب ہر عیب سے پاک ہے، بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے، اور وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر کر روتے ہیں، اور قرآن ان کے خشوع کو اور بڑھا دیتا ہے۔''

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں حقیقی خشیت، علماء کرام کا وظیفہ وخاصہ بیان فرمائی ہے، اور ظاہر ہے علماء کرام ہی انبیاء کے وارث ہیں، رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ))

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا ؕ ﴾ (فاطر: ۲۸)

''بے شک اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿ الَّذِیۡنَ یُبَلِّغُوۡنَ رِسٰلٰتِ اللّٰہِ وَ یَخۡشَوۡنَہٗ وَ لَا یَخۡشَوۡنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ ؕ ﴾ (الأحزاب: ۳۹)

أخرجه أبو داؤد في سننه، برقم: ۳٦٤۱ وصححه العلامه الألبانيؒ

''وہ انبیاء جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے رہے اور اس سے ڈرتے رہے، اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے۔''

امام مسروق جو علماء تابعین میں سے ہیں، فرمایا کرتے تھے:

((کَفٰی بِالْمَرْءِ عِلْمًا أَنْ یَخْشَ اللّٰهَ))

''کسی شخص کے عالم ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ خشیت الٰہی اختیار کیے ہوئے ہو۔''

خلوتوں اور تنہائیوں میں خشیت الٰہی سے بہنے والے آنسوؤں کی زبردست فضیلت، صحیح بخاری و مسلم کی اس حدیث سے بھی عیاں ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے سات قسم کے ان انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے سائے عظیم نعمت کا ذکر کیا، جس سائے سے لطف اندوز ہونے والے انسان کے لیے پچاس ہزار سال کے برابر طویل دن یوں گزر جائے گا جیسے محض ایک نماز کا وقت۔ ان سات انسانوں میں ایک انسان کا ذکر ان الفاظ سے وارد ہے:

((وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ))

''وہ شخص بھی اللہ تعالیٰ کے سائے تلے ہی ہو گا جو تنہائی میں اسے یاد کر کے رو پڑے۔''

((عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَی مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ حَتّٰی یَعُودَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ ، وَلَا یَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِی مَنْخَرَیْ مُسْلِمٍ أَبَدًا))

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی خشیت سے رونے والا شخص جہنم میں نہیں جا سکتا تا آنکہ تھنوں سے نکلنے والا دودھ دوبارہ تھنوں

سنن دارمی، رقم: ۳۲۱.

أخرجه البخاری فی الصحیح برقم: ٦٨٠٦ و مسلم فی الصحیح برقم: ٢٣٨٠

رواه أحمد والترمذی وأبو داؤد والحاكم وسنده صحیح، راجع جامع الترمذی، كتاب الجهاد، رقم الحدیث: ١٦٣٢.

میں داخل ہو جائے، اور کسی مسلمان کی ناک میں اللہ کی راہ میں پہنچنے والا گرد و غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہو سکتا۔''

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوعٌ ، وَإِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ، ثُمَّ تُصِيبُ شَيْئًا مِنْ حُرِّ وَجْهِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ))

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مؤمن بندے کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ خوف سے آنسو ٹپکے خواہ وہ مکھی کے سر کے برابر کیوں نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام فرما دے گا۔''

خشیت الٰہی، رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ مبارکہ ہے، بلکہ کائنات میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی خشیت آپ ﷺ کو حاصل ہے۔ صحیح بخاری میں اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک طویل حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے:

((فَوَ اللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً))

''یعنی اللہ کی قسم! میں سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والا، اور سب سے زیادہ اس کا خوف رکھنے والا ہوں۔''

آپ ﷺ کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

((فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ))

سنن ابن ماجه ، كتاب الزهد ، رقم الحديث : ۴۱۹۷.

صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم الحديث : ۶۱۰۱.

راجع، سنن أبی داؤد، كتاب الصلاة، رقم: ۹۰۴ ، سنن ترمذی، ابواب الشمائل المحمدیه، رقم الحديث: ۳۲۱.

''رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو آپ کے سینے سے رونے کی وجہ سے اس طرح آواز نکلتی تھی، جیسے چولہے پر رکھی ہوئی ہنڈیا سے نکلتی ہے۔''

آپ ﷺ قیام اللیل میں آیاتِ تخویف بار بر دہرایا کرتے اور رویا کرتے تھے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک بار آپ کے کہنے پر سورۃ نساء کی تلاوت کی، جب قیامت کا یہ منظر آیا:

﴿ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴾ (النساء: ٤١)

''پس اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ بنائیں۔''

تو آپ ﷺ کی ہچکیاں بندھ گئیں اور مزید تلاوت سننے کی سکت بھی نہ رہی۔

آپ ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے:

((يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ، وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا))

''اے اُمت محمد ﷺ! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو تم بہت زیادہ رونے لگو اور بہت کم ہنسو۔''

ایک حدیث میں ہے کہ:

((وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تُجَأَرُوْنَ إِلَى اللّٰهِ))

''بستروں کی لذتیں اور نیندیں بھول جاؤ اور گھر والوں کو چھوڑ کر جنگلوں میں جا نکلو اور مسلسل آہ وبکا کرتے رہو۔''

صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۳۵۸۲، صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۸۰۰.

صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، رقم: ٦٦٣١.

سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، رقم الحدیث: ٤١٩٠.

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُمورِ نجات کا سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيْئَتِكَ))

''یعنی اپنی زبان کو قابو میں رکھ، اور زیادہ تر وقت اپنے گھر میں گزار اور اپنے گناہوں پر خوب رو۔''

اللہ تعالیٰ کے لیے یہ آنسو تیری پذیرائی اور انتہائی قدر و منزلت کے مستحق ہیں، بشرطیکہ ان آنسوؤں کا محرک محض اللہ تعالیٰ کا خوف ہو۔

اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے بیان کردہ وعدوعید کے نصوص پر توجہ دی جائے، نیز اس کی سخت پکڑ، انتقام اور قہر و غلبہ پر غور کیا جائے۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: ''اے ابن آدم! کیا تیرے اندر اللہ تعالیٰ سے محاذ آرائی کی طاقت ہے؟ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا دراصل اس سے اعلانِ جنگ کر رہا ہے۔''

بعض علماءِ سلف کا قول ہے: اس ضعیف پر تعجب ہوتا ہے جو اس قوی کی نافرمانی کرے۔''

اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی ہمیشہ مراقبت کا یقین ہو اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر بندے کے تمام ظاہری اور پوشیدہ اعمال سے باخبر ہے، اور کسی لحظہ، کسی بندے کا ظاہر و باطن اس سے مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ﴾ (المجادلہ : ۷)

''جب بھی تین اشخاص آپس میں سرگوشی کرتے ہیں تو وہ چوتھا اُن کے ساتھ ہوتا ہے، اور جب پانچ اشخاص ایسا کرتے ہیں تو وہ چھٹا ان کے ساتھ ہوتا ہے، اور چاہے اس

جامع الترمذی، کتاب الزهد، رقم الحدیث : ۲۴۰۶، سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم : ۸۸۸.

مجموع رسائل ابن رجب : ۱/۱٦٤ .

سے کم افراد ہوں یا زیادہ، اور جہاں کہیں بھی ہوں، وہ اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔''

اور سورۃ النساء میں فرمایا:

﴿ يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ هُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا۝ ﴾

(النساء: ۱۰۸)

''وہ لوگوں سے چھپانا چاہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نہیں چھپاتے، حالانکہ وہ تو اُن کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ ایسی باتوں کی سرگوشی کرتے ہیں جسے وہ پسند نہیں کرتا، اور اللہ تعالیٰ اُن کے کیے کو خوب جانتا ہے۔''

زیر نظر کتاب ''خوفِ الٰہی سے بہنے والے آنسو'' اپنے موضوع میں ایک مکمل کتاب ہے جس میں موضوع سے متعلق تقریباً ہر بات تفصیلاً اجمالاً مذکور ہے، رقائق کے باب میں یہ ایک عظیم اور مؤثر اضافہ ہے۔ یہ تصنیف لطیف ہمارے دو انتہائی عزیز بھائیوں اور دوستوں کی مخلصانہ مساعی کا نتیجہ ہے، ہم ان کی اس عظیم کاوش کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور ان کے اضافہ علم وعمل کے لیے ہمیشہ دعا گو رہتے ہیں۔

ان میں سے ایک محترم بھائی ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی حفظہ اللہ ہیں جو منہج سلف صالحین کے نور سے منور، علماء کے محبّ اور زمرۂ محدثین کے سچے خادم ہیں۔ حدیث کی نشر و اشاعت کے جذبہ سے سرشار ہیں، اور چونکہ اخلاص وتقویٰ کی دولت سے مالا مال ہیں ﴿ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ﴾ (الحديد: ۲۱) لہٰذا ان کے دل سے نکلی ہوئی باتیں سیدھا پڑھنے والوں کے دلوں میں داخل ہو جاتی ہیں، فجزاء الله عنا و عن المسلمين خير الجزاء

دوسرے ہمارے انتہائی قابل احترام ساتھی فضیلۃ الشیخ حامد محمود حفظہ اللہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم وعمل کے رسوخ واتقان سے نوازا ہے، بڑی لگن، محنت، جانفشانی اور عرق ریزی سے علم اور بالخصوص حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مصروف ہیں بہت سی عربی اور اُردو کتب کے

مصنف ہیں اور بہت سی کتب زیر طباعت و زیر تالیف ہیں۔ آج کے پرفتن دور میں جنہیں اشتغال بالسنۃ اور اہتمام بالعلم النافع کی توفیق مل جائے وہ بڑے برگزیدہ لوگ ہیں۔ اور محترم حافظ صاحب کی جملہ جہود مساعی کا محور و مدار یہی نکتہ ہے، اللہ تعالیٰ ان پر مزید علم نافع اور عمل صالح کے دروازے کھول دے اور دل کو تقویٰ و اخلاص سے معمور فرمادے۔ وجعله سندا لخدمة الاسلام والمسلمين ، وحفظه ورعاه و سدد خطاه

زیر نظر کتاب اس سے قبل بھی زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے، اب بہت سے فوائد وزوائد کے ساتھ دوبارہ ہدیہ قارئین کی جارہی ہے، ہم نے اسے چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھا اور اسے انتہائی نافع پایا۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت ہی اصل علم ہے، بقول امام مالک رحمہ اللہ ((لَيْسَ الْعِلْمُ بِكَثْرَةِ الْمَسَائِلِ وَلٰكِنَّ الْعِلْمَ خَشْيَةُ اللّٰهِ))

اور ان شاء اللہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے خوف وخشیت میں اضافہ کے تعلق سے انتہائی ممدو معاون ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کے مؤلفین و جملہ معاونین و مساعدین کو اجر جزیل سے نوازے، اور اس کتاب کو ان کی میزان میں حسنات کا ذخیرہ بنادے اور اس کا نفع عام فرمادے۔ وما ذلك على الله بعزيز . وأصلي وأسلم على نبيه و خليله محمد و على آله و صحبه و أهل طاعته أجمعين .

وكتبه

عبداللہ ناصر رحمانی

۶/۸/۲۰۰۷م

❀❀❀❀

تقریظ

(الشیخ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ، وَجَعَلَ لَہٗ عَیْنَیْنِ وَّلِسَانًا وَّشَفَتَیْنِ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَمَّا بَعْدُ!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اَن گنت اور لاتعداد نعمتوں سے نوزا ہے۔ اگر کوئی فرد بشر ان نعمتوں کا احصاء وشمار کرنا چاہے تو اس کی ہمت جواب دے جاتی ہے۔ مالک الملک کی نعمتوں میں سے آنکھ نعمت عظمیٰ ہے، اور اس کی قدرت کا عظیم شاہکار اور لطیف کرشمہ ہے۔ اگرچہ یہ اپنے مدار (Orbet) میں ایک ہلکا سا حاسہ اور نازک تر حصہ ہے، لیکن صانع مطلق نے اس میں ایسی قوت، حدت، لطافت اور روانی رکھ دی ہے کہ لمحہ بھر میں نظامِ فلکی و ارضی کی بے بہا اشیاء کا نظارہ کر لیتا ہے۔

مالکِ ارض وسما نے اپنی کمال کاریگری کی طرف انسان کی توجہ مبذول کراتے ہوئے فرمایا:

﴿الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ ۝﴾ (الملک: ۳،۴)

”اللہ تعالیٰ ایسی ہستی ہے جس نے تہ بر تہ سات آسمان بنائے، تم رحمٰن کی تخلیق میں کسی طرح کی بھی بدنظمی نہ پاؤ گے، پلٹ کر دیکھو، کہیں تمہیں کوئی خلل نظر آتا ہے، بار بار نگاہ دوڑاؤ تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی۔“

معلوم ہوا کہ نگاہ، اللہ کی قدرت کا مشاہدہ کرتی ہے، اور اللہ کی کمال کاریگری پر یہ

ایک زندہ و پائندہ دلیل ہے۔ لیکن اگر انسان اس نگاہ سے صحیح اور کما حقہ فائدہ نہیں اُٹھاتا تو یہ سہم مسموم کا کام دیتی ہے، اور ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اس لیے شرع میں نگاہ کی حفاظت اور اس کی آفات و بلیات سے بچنے پر بڑی تاکید کی گئی ہے۔ زیرِ نظر کتاب ''خوفِ الٰہی سے بہنے والے آنسو'' میں اس اہم مسئلہ پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

سچ یہ ہے کہ جو شخص فساداتِ قلبی کا مریض ہو جائے، وہ خالقِ حقیقی کو بھول جاتا ہے، اور کئی گمراہیوں اور ضلالتوں کی خاردار وادیوں میں ٹامک ٹوئیاں مارنے لگتا ہے، اور رقتِ قلبی کے باعث آنکھ سے خشیتِ الٰہی کے آنسو بہتے ہیں، اور آدمی اپنے گناہوں کی سیاہیاں دھوڈالنے کے لیے رقتِ قلبی سے کام لیتا ہے۔ جو فرد یہ چاہتا ہے کہ اس کا دل نرم ہو، خشیتِ الٰہی سے لرز اُٹھے اور احساسِ ندامت میں اس کی آنکھ سے آنسو بہہ پڑیں اور وہ اپنے مالکِ حقیقی کو راضی کر لے تو وہ اس کتاب کا عمیق نظروں سے مطالعہ کرے، اور انبیاء و رسل علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف رحمہم اللہ اجمعین کی سیرتِ طیبہ اور حیاتِ برگزیدہ کو پڑھ کر اپنی عارضی زندگی کو سنوار لے، اور آخرت سیدھی کر لے، کیونکہ قیامت والے دن صحیح عقیدہ اور درست عمل ہی نجات کا وسیلہ و ذریعہ ہوگا۔

اس اُخروی زندگی کو سنوارنے کی خاطر محترم المقام، خادم الحدیث واہلہ ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی حفظہ اللہ نے اس موضوع پر قلم اُٹھایا اور رواجب الاحترام، فاضل ذی شان بھائی حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ نے اس میں کچھ جاندار اضافے، اس کی تحقیق و تخریج کا ان تھک کام کیا اور کتاب کو تحقیق و تعلیق سے چار چاند لگا دیے۔ یہ کتاب اس موضوع پر ایک مرجع کی حیثیت رکھتی ہے اور آثارِ سلف کا ایک گنجینہ، علم و حکمت کا خزینہ، رقتِ قلبی کا دفینہ اور غضِ بصر کا شاہکار نرینہ ہے۔

مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ

مقدمہ مؤلف

أَحْمَدُهُ، وَأُصَلِّيْ وَأُسَلِّمُ عَلىٰ رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ أَمَّا بَعْدُ!
فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
﴿ تَرَىٰٓ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ ٱلدَّمْعِ ﴾ (المائدہ: ۸۳)

''تم دیکھتے ہو کہ (حق شناسی کے اثر سے) ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں۔''

﴿ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۩ ﴾

(بنی اسرائیل: ۱۰۹)

''اور وہ منہ کے بل روتے ہوئے سجدہ میں گر جاتے ہیں، اور اسے سن کر ان کی عاجزی وخشوع بڑھ جاتا ہے۔''

آنسو (اشک) دراصل وہ پانی ہے جو حالتِ تکلیف یا خوشی میں آنکھوں سے جاری ہو جاتا ہے۔ بندہ مومن کے آبدیدہ ہونے کے لیے کافی ہے، خواہ جنت کے حصول کی ترغیب ہو یا جہنم سے چھٹکارے کی ترھیب۔

خصوصاً خوف وخشیت الٰہی کے نمو پانے کے نتیجہ میں آنکھوں سے سیل رواں ہونا ناگزیر ہے بشرطیکہ قلب انسانی میں دھیما پن پایا جاتا ہو۔ دل کی نرمی اور رقت کی پیدائش کے کئی ایک

اسباب ہوا کرتے ہیں:

اوّلاً : نصیحت وموعظت پر کان دھرنا ہے

ثانیاً : انابت الٰہی

ثالثاً : کثرت نوافل

رابعاً : دنیا سے بے نیازی

خامساً: کلام الٰہی میں تدبر

سادساً: اپنی لغزشوں پر یاددہانی، اور ندامت

سابعاً: فکرِ آخرت، اور موت کو بھولنے سے گریز

ثامناً: اللہ رب العزت کا ڈر

تاسعاً: ذکر ومحبت الٰہی

ان مذکورہ نوعلتوں کا وجود چشم سے پانی کی رَو بہنے کو مستلزم ہے۔

﴿ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا ۚ ﴾ (التوبہ: ۸۲)

''وہ لوگ تھوڑا ہنسیں اور روئیں زیادہ۔''

اس آیت کی تفسیر میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول نہایت مفید ہے:

((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّبْكِيَ فَلْيَبْكِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَتَبَاكِ .)) ✍

''تم میں سے جو رونے کی استطاعت رکھتا ہے، پس اسے (خشیت الٰہی سے) رونا چاہیے، اور جو رونے کی طاقت نہیں رکھتا تو کم از کم بناوٹی رونا رولے یعنی روہانسا منہ ہی بنالے۔''

✍ كتاب الزهد لابن المبارك، رقم: ٤٢

اس سے گریہ زاری اور آنسو بہانے کی تاکید مزید ثابت ہو جاتی ہے، دیارِ غیر میں اقامت کے دوران اتفاقاً ایک سفر میں جو میرے وطن عزیز سے ارسال کردہ آڈیو کیسٹوں کے حصول کے لیے تھا، مجھے ایک خطبہ بنام ''حشر کے دن کا منظر'' از شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ، سننے کا موقع میسر آیا، اور میرے ہم سفر رفقاء بشمول میرے تمام کی آنکھوں سے اشک کا بہاؤ تھم ہی نہ رہا تھا۔ چونکہ اس بیان میں تاثیر ہی ایسی تھی کہ میرے دیگر ساتھیوں پر بھی اس کے سماع کا یہ اثر تھا کہ تمام ساتھیوں کی آنکھیں بھر آئیں۔ اس بنا پر میرے گوشہ قلب میں ایک خیال نے انگڑائی لی جو کہ عزم صمیم سے تغیر کرتے ہوئے اب اس کتاب کی صورت میں پیش خدمت ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے اس کا نام ''خوفِ الٰہی سے بہنے والے آنسو'' رکھا ہے۔ اور اس میں تمام بحوث ومباحث اسی سے متعلقہ ہیں۔ مزید برآں ہم نے رقتِ قلبی کے اسباب وعلل کے ساتھ ساتھ انبیاء علیہم السلام اور خاص کر رسول مکرم سیدنا محمد ﷺ کے آنسوؤں کا تذکرہ کیا ہے، اور سلفی منہج کی رُو سے اور ذہن انسانی پر دستک دینے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات قلم بند کیے ہیں اور سلف صالحین کے رقت آمیز حالات اور ان کے آبدیدہ ہونے کا سپرد قلم وقرطاس کرنے کا مقصود یہ تھا کہ کہیں یہ پہلو تشنہ نہ رہ جائے تاکہ ہمیں اس سلسلہ میں بہترین وعمدہ قدوہ ونمونہ حاصل ہو جائے۔

آخر میں اس بات کی تذکیر ہے کہ ہم شریعت پر عمل پیرا ہو کر دوزخ سے نجات پا کر روزِ محشر حسرت اور بے جا اشک بہائی سے رہائی حاصل کر سکیں۔

مجھے اُمید واثق ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ ایمان کو تازگی وشادابی ملے گی، اور خوفِ الٰہی سے لبریز ہونے میں ممد ومعاون ثابت ہوگی، از روئے حدیث:

((لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ مَنْ لَّا يَشْكُرُ النَّاسَ .))

''جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کا شکر گزار نہیں ہوتا۔''

سنن أبی داؤد، کتاب الادب، باب فی شکر المعروف، رقم: ٤٨١١

اپنے معاونین کی قدر دانی نہ کرنا ناسپاسی ہوگی، چونکہ شکرِ الٰہی اللہ کی نعمت کا اعتراف اس کی حمد وثناء کے ساتھ ہوتا ہے، جبکہ لوگوں کا شکریہ اللہ کی نعمت واحسان کا اعتراف دعا کے ساتھ ہوتا ہے۔ لہٰذا میں بارگاہِ الٰہی میں دست بدعا ہوں کہ کمپوزر، ناشر، خصوصاً مرتب ومخرج حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ جنہوں نے کتاب میں جاندار اضافے کیے، اس کی تحقیق وتخریج کا ان تھک کام کیا اور کتاب کو ترتیب وتعلیق سے چار چاند لگادیے، اور جملہ معاونین خاص کر جناب ابومومن منصور احمد حفظہ اللہ اور بھائی محمد رمضان محمدی کی محنت شاقہ حوصلہ افزا ہے، کتاب کی طباعت ان کے حصہ میں آئی، جب کہ کمپوزنگ بھائی عبدالرؤف نے کی ہے، ان کو دنیا وآخرت میں کامرانی وکامیابی سے نوازے۔

وکتبہ

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

باب نمبر:۱

آنکھ! ایک زہریلا تیر

واضح رہے کہ آنکھ اللہ کی طرف سے نعمت عظمیٰ ہے، جو کہ انسان کو ذاتِ باری تعالیٰ کی قدرت کے کرشموں کا ادراک ومشاہدہ کراتی ہے، یہ ایک ہلکا سا حاسہ پل بھر میں انسان کو کائنات کے دل کش مناظر اور نظام فلکی وارضی کی بے شمار اشیاء کا نظارہ کرا لیتا ہے، علاوہ ازیں یہ آنکھ صانع مطلق کی کمال خوشنما کاریگری وتخلیق پر زندہ پائندہ دلیل ہے۔اس کے برعکس انسان اگر اس سے فائدہ حسنہ حاصل نہ کر پائے، تو یہی آنکھ ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہریلے تیر کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

خبردار! اپنی آنکھ کی بے پناہ حفاظت کیجیے، تاکہ یہ زہریلا تیر اپنی زہر آلودگی کا اثر آپ کے خانۂ قلب میں نہ پہنچا پائے۔

آنکھ ایک عظیم نعمت ہے:

((اَلنِّعْمَةُ)) انعام، دولت، رزق، قابلِ قدر شے، آسودگی اور احسان وحسن سلوک کو کہتے ہیں۔کہا جاتا ہے ((لَكَ عِنْدِیْ نِعْمَةٌ لَا تُنْكَرُ)) مجھ پر تمہارا ناقابل فراموش احسان ہے، ((النِّعْمَةُ)) کی جمع ((نِعَمٌ)) اور ((اَنْعُمٌ)) آتی ہے۔[القاموس الوحید ص:۱۶۷۵]

اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر بے شمار احسان فرمائے ہیں، اور انہیں لاتعداد نعمتیں عطا کی ہوئی ہیں فرمان باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ (النحل: ۱۸)

''اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو گے تو نہیں گن سکو گے۔''

اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا ہے، چاہے وہ ظاہری ہوں، جیسے اچھی شکل وصورت، اور مناسب اعضائے انسانی، مثلاً کان، آنکھ وغیرہ، اور چاہے وہ باطنی ہوں، جیسے عقل و

ادراک، علم ومعرفت اور دیگر بے شمار نعمتیں۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاَسۡبَغَ عَلَيۡكُمۡ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ﴾ (لقمان : ۲۰)

''اور اس نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر تمام کردی ہیں۔''

الغرض اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی کوئی انتہا نہیں ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاٰتٰىكُمۡ مِّنۡ كُلِّ مَا سَاَلۡتُمُوۡهُ ؕ وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَظَلُوۡمٌ كَفَّارٌ ۝﴾ (ابراهيم : ٣٤)

''اور تم نے اس سے جو کچھ مانگا تمہیں عطا کیا، اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو گے تو نہیں گن سکو گے، بے شک انسان بڑا ظالم، بڑا ناشکرا ہے۔''

انہی نعمتوں میں سے ایک نعمت آنکھ بھی ہے جس کے ذریعہ سے آدمی دنیا کی رنگینیوں کو دیکھ کر لطف اندوز ہوتا ہے، آنکھ نہ ہو تو دن بھی رات ہی محسوس ہوتا ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَوۡ نَشَآءُ لَطَمَسۡنَا عَلٰٓى اَعۡيُنِهِمۡ فَاسۡتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبۡصِرُوۡنَ ۝﴾

(يس : ٦٦)

''اور اگر ہم چاہیں تو ان کی جگہوں میں ہی ان کی صورتیں بدل دیں۔پھر وہ نہ آگے بڑھ پائیں، اور نہ پیچھے لوٹ سکیں۔''

اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کے متعلق اپنے بندوں سے سوال بھی فرمائیں گے کہ انہوں نے ان پر اپنے خالق ومالک کا شکر ادا کیا؟ یا نہیں، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ ۝﴾ (التكاثر : ٨)

''پھر تم اُس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھے جاؤ گے۔''

مزید کان، آنکھ اور دل کے متعلق ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡـُٔوۡلًا ۝﴾

(الإسراء : ٣٦)

''یقیناً کان، آنکھ اور دل ہر ایک کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

مراد کہ اللہ تعالیٰ ان اعضاء کو قوتِ گویائی عطا کرے گا، اور ان سے پوچھے گا کہ ان کے ذریعہ کن کن گناہوں کا ارتکاب کیا گیا تھا، تو جس نے دنیا میں ان اعضاء کا حق ادا کیا اور اپنے مالک وخالق کا شکر ادا کیا ہوگا وہ نجات پائے گا، اور جس نے ناشکری کی ہوگی وہ اس کی گرفت میں آجائے گا۔ ایسے لوگ جو کہ اللہ کی نعمتوں کا حق ادا نہیں کرتے، اور اپنے خالق و مالک کا شکر ادا نہیں کرتے اُن کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ○﴾

(الأعراف : ۱۷۹)

''اور ہم نے بہت سے جنوں اور انسانوں کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے، ان کے دل ایسے ہیں جن سے سمجھتے نہیں، اور ان کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے دیکھتے نہیں، اور ان کے کان ایسے ہیں جن سے سنتے نہیں، وہ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گم گشتۂ راہ ہیں، یہی لوگ درحقیقت بے خبر ہیں۔''

لہٰذا ہر نعمت کا شکر لازم ہے۔ امام ابو حازم سلمہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ اگر تو ان سے کوئی اچھی چیز دیکھے تو اس کا اظہار کرے، اور اگر بُری چیز دیکھے تو اس کی پردہ پوشی کرے۔''

ا۔ نگاہ نیچی رکھنے کا حکم:

نگاہ کی حفاظت شیطان کی کمر توڑنے اور بنی نوع انسان میں اس کے لالچ کو ختم کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے، فتنہ کی ابتداء فضول نگاہ سے ہوتی ہے، اسی لیے اللہ رب کائنات نے فرمایا:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰي جُيُوْبِهِنَّ ۠﴾ (النور: ۳۰،۳۱)

''اے میرے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، ایسا کرنا ان کے لیے زیادہ بہتر ہے، بے شک وہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے، اور اے میرے نبی! آپ ایمان والی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر رہتا ہے ، اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں۔''

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حکم ہوتا ہے کہ جن چیزوں کا دیکھنا میں نے حرام کردیا ہے، ان پر نگاہیں نہ ڈالو، حرام چیزوں سے آنکھیں نیچی کرلو، اگر بالفرض اچانک نظر پڑ جائے تو بھی دوبارہ یا نظر بھر کر نہ دیکھو۔ (تفسیر ابن کثیر: ۳/۶۰۷)

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((يَا عَلِيُّ! لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُوْلٰى ، وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةَ)) [1]

''اے علی! ایک بار نظر پڑ جانے کے بعد دوسری بار مت دیکھ کیونکہ تیرے لیے پہلی نظر معاف ہے، دوسری نہیں۔''

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے مجھے حکم فرمایا: ((أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِيْ)) ''کہ

[1] صحيح سنن ترمذي، كتاب الأدب، باب ماجاء في نظرة الفجأة رقم: ۲۷۷۷، مسند أحمد رقم: ۲۲۹۷۴.

میں اپنی نگاہ فوراً ہٹالوں۔'' [1]

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول کریم ﷺ اونٹنی پر سوار تھے، اس وقت آپ ﷺ کے ردیف فضل بن عباس رضی اللہ عنہما تھے جو خوبرو نوجوان تھے، خثعم قبیلہ کی ایک خوبصورت عورت آپ ﷺ سے مسائل پوچھنے آئی، آپ ﷺ جواب دے رہے تھے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو وہ عورت اچھی لگی اور اس کی طرف دیکھنے لگے، رسول مکرم ﷺ نے جب دیکھا کہ فضل اس کی طرف دیکھ رہے ہیں، چنانچہ آپ نے ان کا رخ اپنے ہاتھ سے دوسری طرف موڑ دیا۔'' [2]

مزید حضور ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ ، فَقَالُوْا:يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، مَالَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا ، فَقَالَ: "فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوْا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ قَالُوْا: وَمَاحَقُّ الطَّرِيْقِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَىٰ ، وَرَدُّ السَّلَامِ ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)) [3]

''راستوں پر بیٹھنے سے بچو، لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! کام کاج کے لیے وہ تو ضروری ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا تو راستوں کا حق ادا کرتے رہو، انہوں نے کہا: وہ کیا ہے؟ فرمایا نیچی نگاہ رکھنا، کسی کو ایذا نہ دینا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا۔''

---

[1] صحیح مسلم، كتاب الأدب، باب نظرة الفجأة رقم: ٢١٥٩، سنن ابو داؤد، كتاب النكاح، باب فيما يؤمر به من غض البصر رقم: ٢١٤٨، سنن ترمذی، كتاب الأدب، باب ماجاء فی نظرة الفجأة، رقم: ٢٧٧٦.

[2] صحيح بخاری، كتاب الاستئذان، رقم: ٦٢٢٨.

[3] يح بخاری، كتاب الإستئذان، باب قول الله تعالىٰ: يأيها الذين آمنوا لا تدخلو...... رقم: ٦٢٢٩.

۲۔نظر نیچی کیوں؟

اس لیے کہ فتنہ کی ابتداء فضول نگاہ سے ہوتی ہے، اور اسلام کا مقصود پاک وصاف معاشرہ ہے، نیز طبیعت کو کشورِ تہذیب سے مزین کرنا بھی اسلام کا اہم مقصد ہے، تا کہ مرد کی مردانگی اور عورت کی نسوانیت کو انسانیت اور اسلام کے اہم مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے۔

رسول کائنات ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ .)) ❶

''عورت پردہ ہے، پس جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو اس کو شیطان جھانکتا ہے۔''

پس نگاہ کو نیچی رکھو، اسی میں عافیت ہے۔

۳۔آنکھ کا زنا:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ ، وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ ، وَالْفَرْجُ يَزْنِي)) ❷

''دونوں آنکھیں زنا کرتی ہیں، دونوں ہاتھ زنا کرتے ہیں، دونوں پاؤں زنا کرتے ہیں اور انسان کی شرمگاہ بھی زنا کرتی ہے۔''

مزید برآں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيبُهُ مِنَ الزِّنَا ، مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَامَحَالَةَ ، فَالْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظْرُ)) ❸

---

❶ سنن ترمذی، ابواب الرضاع، باب استشراف الشيطان المرأة إذا خرجت، رقم: ۱۱۷۳۔ ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ رقم: ۱۶۸۵

❷ مسند أحمد: ۱/۴۱۲، مسند أبي يعلى ، رقم: ۵۳۶۴۔ صحيح الجامع الصغير رقم: ۴۱۵۰ .

❸ صحيح مسلم، كتاب القدر، باب قدر على ابن آدم حظه من الزنا وغيره، رقم: ۶۷۵۳ .

''ابن آدم پر اس کے زنا کا حصہ لکھ دیا جاتا ہے، جسے وہ لازمی پہنچے گا، پس آنکھوں کا زنا نظر بازی ہے۔''

نظر نیچی رکھنا شرمگاہ کی حفاظت کے لیے مقدم ہے، کیونکہ اکثر حادثات نظر ہی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ عرب شاعر کا کہنا ہے:

نَظْرَةٌ ، فَبْتِسَامَةٌ ، فَسَلَامُ   فَكَلَامٌ ، فَوَعْدٌ ، فَلِقَاءُ

''پہلے نظر بازی، پھر مسکراہٹ، پھر سلام، پھر کلام، پھر وعدہ اور پھر ملاقات''

بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ: ((فَالنَّظْرُ بَرِيْدُ الزِّنَا .)) [1]

''نظر زنا کا مرسلہ ہے۔''

ایک دانش ور کا مقولہ ہے کہ: ''نظر دیکھنے سے سیر نہیں ہوتی۔'' [2]

غیر محرم کو دیکھ لینے سے دل چاہے کتنا ہی باعفت ہو، اس کا اس عورت کے حسن اور خواہش میں جکڑا جانا لازمی ہے، کسی نے خوب کہا ہے:

آنکھیں صلاح کار ہیں جوشِ شباب کی
دو کٹنیاں ہیں، یہ دلِ خانہ خراب کی

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''دین کی حفاظت چار چیزوں میں ہے: نظر، دل، گفتگو اور پاؤں سے آمد ورفت کا خیال رکھنا۔'' [3]

۴۔ نظر کی خرابی، دل کی خرابی ہے:

گھر بچانا ہو تو دروازے پر پہرہ دیجیے
دل بچانا ہو تو نظریں بچاتے جایئے

---

[1] اضواء البیان.   [2] مخزن اخلاق.

[3] الجواب الكافی، ص: ۱۱۷.

بعض مسلم ماہرین نفسیات کا کہنا ہے:

''آنکھوں سے دل تک کا ایک راستہ ہے، جب آنکھ خراب اور فاسد ہو جاتی ہے تو دل خراب اور فاسد ہو جاتا ہے، پھر جس طرح کوڑا پھینکنے کی جگہ نجاست اور گندگی کا مقام بن جاتی ہے اس طرح آنکھ کے فاسد مناظر کو دل تک پہنچانے کی وجہ سے دل گندگی کا مقام بن جاتا ہے، اور جہاں گندگی ہو وہاں معرفتِ الٰہی، محبتِ الٰہی اور انابت الٰہی کا سرور حاصل کرنے کا کوئی موقع نہیں ہوتا۔'' [1]

۵۔ نظر کی حفاظت کیسے؟

شرمگاہ کی حفاظت کا بہترین طریقہ غضِّ بصر ہے، اب سوال یہ ہے کہ نظر کس طرح نیچی رکھی جائے، اور نظر کی حفاظت کیسے کی جائے؟ اس سلسلے میں کتاب وسنت نے کئی ایک تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اُن میں سے چند کا بیان ذیل کی سطور میں آ رہا ہے۔

☆ ......نظر کو پھیر لینا

بلا ارادہ اچانک نظر پڑ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور نہ ہی انسان اس کا مکلّف ہے، لیکن بعد میں نظر کو پھیر لیا جائے۔ چنانچہ سیّدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ:

''اگر اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا:

((اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ)) [2]

''(اچانک نظر پڑ جائے) تو میں نظر پھیر لوں۔''

☆ ......نکاح کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

[1] تزكية النفوس، ص: ٢٨. [2] صحيح مسلم، كتاب الأدب، باب نظر الفجأة، رقم: ٥٦٤٤.

((یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ !مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَ ةَ فَلْيَتَزَوَّجْ ، فَإِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرَجِ)) [1]

''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو استطاعت رکھے وہ نکاح کرے، کیونکہ نکاح آنکھوں کو نیچا کر دیتا ہے، اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔''

☆ ......روزے رکھنا

مذکور حدیث کے لفظ اس پر واضح نص کی سی حیثیت رکھتے ہیں، پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ))

''اور جو شخص خرچ کی طاقت نہ رکھے تو وہ روزے رکھے، کیونکہ روزہ اس کی خواہش نفس ختم کر دے گا۔''

☆ ......خوفِ الٰہی

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴾ (المؤمن: ۱۹)

''وہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے بھیدوں کو خوب جانتا ہے۔''

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے خبر دی ہے کہ اس کا علم تمام قسم کی اشیاء کو محیط ہے، کوئی بھی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے، وہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے بھیدوں کو خوب جانتا ہے، تاکہ لوگ نظر بازی کے ذریعے اس کی نافرمانی سے بچیں، اور تقویٰ اور عمل صالح کی راہ اختیار کریں۔

''خیانت نظر'' کی تفسیر کرتے ہوئے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آدمی کسی کے گھر میں جائے، وہاں کوئی خوبصورت عورت ہو جسے لوگوں سے نظر بچا کر دیکھنے کی کوشش کرے

---

[1] صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح...... رقم: ۳٤۰۰.

اور جب لوگوں کو اپنی طرف متوجہ پائے تو نظر نیچی کرلے، لیکن اسے یاد رہے کہ اللہ اس کے دل کا حال خوب جانتا ہے، [1]

یہ تصور (کہ اللہ دل کا حال خوب جانتا ہے) انسان میں اللہ کا ڈر پیدا کرتا ہے، اور انسان کے اندر خوفِ الٰہی آجائے تو نظریں جھک جاتی ہیں۔

☆......اجنبی عورت سے سوال پردے کے پیچھے سے کرنا

اگر اجنبی عورت سے کوئی چیز مانگنے کی ضرورت پیش آجائے تو پردے کے پیچھے سے سوال کرنا چاہیے۔ اللہ حکیم وبصیر نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ﴾ (الأحزاب : ۵۳)

''اور جب تم اُن (امہات المؤمنین) سے کوئی سامان مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو، ایسا کرنے سے تمہارے اور ان کے دل زیادہ پاکیزہ رہیں گے۔''

اس آیت کریمہ میں ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ امہات المؤمنین سے اگر کوئی چیز مانگنی ہو تو بے دھڑک ان کے سامنے نہ چلے جائیں، ان کے ساتھ ادب واحترام کا تقاضا یہ ہے کہ دروازے کے اوٹ سے اور پردہ کے پیچھے سے کوئی چیز مانگی جائے، تاکہ ان کی بے پردگی نہ ہو جائے، اور اس کا فائدہ یہ بتایا کہ اس سے تمہارے اور امہات المؤمنین کے دلوں کی پاکی محفوظ رہے گی، اور شیطان کو ذہن میں بُرے خیالات پیدا کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔'' [1]

☆......استیذان: (اجازت طلب کرنا)

نظر بازی سے بچنے کے لیے اسلام نے اجازت طلب کرنے کا حکم فرمادیا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۵۱۹/۴، طبع مکتبہ قدوسیہ، لاہور [2] تیسیر الرحمٰن، ص: ۱۱۹۷.

﴿وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝﴾

(النور: ۲۷)

''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں نہ داخل ہو، یہاں تک کہ اطمینان حاصل کرلو، اوران گھر والوں کو سلام کرلو، ایسا کرنا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

''کیونکہ بعض اوقات آدمی اپنے گھر میں ایسی حالت میں ہوتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا اس حال میں اسے دیکھے! اب اگر کوئی شخص بغیر اجازت اس کے گھر میں چلا جائے تو کئی قسم کی اخلاقی اور سماجی بیماریاں جنم لے سکتی ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان تمام خرابیوں کا سد باب کرنے کے لیے کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونے کو ممنوع قرار دیا ہے۔

اگر کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کے گھر میں داخل ہوتا ہے، تو اسے چاہیے کہ السلام علیکم کہے اور داخل ہونے کی اجازت مانگے ، اور ایسا تین بار کرے، اگر اجازت مل جائے تو داخل ہو، ورنہ واپس چلا جائے۔

آیت کریمہ میں ﴿ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا ﴾ کا لفظ آیا ہے جس کا معنی اجازت لینا ہے، اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اجازت لے کر داخل ہونا مانوس انسان کی خصوصیت ہے، اور بغیر اجازت کے داخل ہونا وحشی جانور کا کام ہے کہ وہ کسی بھی گھر میں بغیر اجازت داخل ہو جاتا ہے۔'' [1]

اور اگر کوئی شخص بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانکے بھی تو گھر والوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ ، فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ اَنْ يَفْقَؤُوْا عَيْنَهُ)) [2]

---

[1] تیسیر الرحمٰن، ص: ۱۰۰۰.

[2] صحیح مسلم، کتاب الأدب، باب تحریم النظر فی بیت غیر، رقم: ۵۶۴۲.

’’جو شخص کسی کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکے تو ان گھر والوں کے لیے جائز ہے کہ وہ اس شخص کی آنکھ پھوڑ دیں۔‘‘

☆ ...... فحش اور عریاں تصویریں نہ دیکھنے سے اجتناب:

نظر بازی سے بڑے بڑے فتنے اور اس کے برے نتائج نکلتے ہیں۔ آج کے اس پُر فیشن دور میں زیب و زینت، نمائش کا رجحان، عریانی و فحاشی پورے عروج پر ہے، عورتوں کا گھروں سے باہر انتہائی تنگ و چست لباس پہن کر نکلنا، فتنے سے خالی نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ)) [1]

’’کتنی ہی عورتیں لباس تو پہنے ہوئے ہوں گی لیکن وہ ننگی ہوں گی۔‘‘

اور غیر قوموں کی مشابہت کرتے ہوئے گھروں سے باہر آنا۔ برانگیختہ جذبات اور فضول و بے جا بناؤ سنگھار اور نیم عریاں بدن وغیرہ کا نتیجہ ایک ہی ہوتا ہے، حیوانی جذبات کا بھڑکنا، اور اگر شیطانی شہوت کو تسکین مہیا نہ کی جائے۔ تو پھر اعصاب اور ارادے بے لگام ہو جاتے ہیں، اور خطرناک اور گندی جنسی و جلدی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ شہوت کو تسکین نہ پہنچانے یا حرام طریقہ سے شہوت رانی کرنے کا نتیجہ ذہنی امراض بھی ہو سکتے ہیں۔ جذبات کو بھڑکانے والی اشیاء میں سے سرفہرست نگاہ ہے، پھر اشارات، مسکراہٹیں، کھیل کود، رومانوی مکالمات کے نتیجے میں بہنے والے آنسو بھی جذبات کو دو آتشہ کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، بہرحال جذبات کو قابو میں رکھنے اور فطرتِ سلیمہ کے تابع بنانے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ شہوانی جذبات کو برانگیختہ کرنے والی تمام اشیاء کو ختم کر دیا جائے۔ تب ہی جذبات کنٹرول ہوں گے۔ یہی وہ اسلامی منہج ہے، جس پر چل کر انسان کامیاب ترین زندگی بسر کر سکتا ہے۔ نیز طبیعت کو کشور تہذیب سے مزین کرنا بھی اسلام کا اہم مقصد ہے۔ تاکہ مرد کی مردانگی اور عورت کی نسوانیت کو انسانیت اور اسلام کے اہم مقاصد کے لیے استعمال کیا جا سکے۔ ہر وقت گوشت و خون کے لوتھڑوں کو آگے

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب التكبير والتسبيح عند التعجب، رقم: ٦٢١٨.

پیچھے کرنے میں مشغول رہنا انسانیت کی تذلیل، قرآن وسنت کی توہین اور موروثی خباثت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ❶

اسی لیے سلف صالحین کے متعلق آتا ہے کہ:

''سلف فضول دیکھنے کو بھی حرام سمجھتے تھے۔'' ❷

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ)) ❸

''کوئی مرد کسی مرد کو اور کوئی عورت کسی عورت کو برہنہ نہ دیکھے، اور نہ کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے، اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔''

☆......اپنے آپ کو برہنہ دیکھنے سے نظر بچانا

رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا حکیم رضی اللہ عنہ بن معاویہ سے فرمایا:

((اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ، قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ اِنْ كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ:إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا تُرِيَهَا أَحَدًا فَلَاتُرِيَنَّهَا" قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنْ كَانَ اَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ "فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيٰ مِنْهُ مِنَ النَّاسِ)) ❹

---

❶ تفسير فی ظلال القرآن: ٤/ ٢٥١٢.

❷ مدارج السالكين: ١٣٣، كتاب الزهد للامام أحمد، ص: ٢٥٥.

❸ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب تحريم النظرإلى العورات، رقم: ٧٦٨.

❹ صحيح سنن ترمذی، ابواب الاستئذان و الآداب، باب ما جاء في حفظ العورة، رقم: ٢٧٦٩۔ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب التستر عند الجماع، رقم: ١٩٢٠.

''اپنے ستر کو اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا ہر ایک سے محفوظ رکھو: (حکیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے کہا: جب قوم کے بعض آدمی بعض کے پاس ہوں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں یہ طاقت ہے کہ کسی کو نہ دکھاؤ تو نہ دکھاؤ، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے پاک پیغمبر! اگر ہم میں سے کوئی بالکل تنہائی میں ہو تو...... فرمایا: پس اللہ تعالیٰ سب لوگوں سے زیادہ اس کا حقدار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔''

۶۔ نظر نیچی رکھنا ایک عبادت ہے:

مذکورہ احکامات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نظر نیچی رکھنا ایک عبادت ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ ہر نیکی اور عبادت پر اللہ تعالیٰ دس نیکیوں کا اجر عطا فرماتا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (الانعام: ۱۶۰)

''جو شخص نیکی کرے گا تو اسے اس کا دس گنا ملے گا۔''

بہر کیف جو شخص اپنی نظر کی حفاظت کرنے میں کامیاب ہو گیا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درج ذیل چند خوشخبریاں دی ہیں:

☆...... نظر نیچی رکھنے سے جہنم کی آگ سے نجات مل جاتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَايَلِجُ النَّارَ أَحَدٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِى الضَّرْعِ ، وَلَايَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِى سَبِيْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِى مِنْخَرَىْ مُسْلِمٍ أَبَدًا)) ❶

''اللہ کے ڈر سے رونے والی آنکھ جہنم میں نہیں جائے گی تا آنکہ دھویا ہوا دودھ

---

❶ صحيح سنن ترمذى، كتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء فى فضل الغبار فى سبيل الله، رقم: ۱۶۳۳. سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب الخروج فى النفير، رقم: ۲۷۷٤. مستدرك حاكم، رقم: ۷۷٤۱.

نتھنوں میں واپس ہو جائے، اور نہ ہی کبھی مسلمان کے نتھنوں میں فی سبیل اللہ غبار پڑنے والا اور جہنم کا دھواں اکٹھے ہو سکتے ہیں۔''

ایک اور مقام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا تَرَى أَعْيُنُهُمُ النَّارُ، عَيْنٌ حَرَسَتْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ كَفَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ .)) ❶

''تین قسم کی آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی: (ایک) وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتی ہے، (دوسرے) وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے رو پڑتی ہے، اور (تیسرے) اور وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ اشیاء (کو دیکھنے سے) رُک جاتی ہے۔''

☆ ......نظر جھکا کر رکھنے والے کے لیے جنت کی ضمانت

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((اضْمَنُوْالِی سِتًّا مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ، اُصْدُقُوْا إِذَا حَدَّثْتُمْ، وَاَوْفُوْا إِذَا وَعَدْتُمْ، وَأَدُّوْا إِذَاأُوتُمِنْتُمْ ، وَاحفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوْا أَيْدِيَكُمْ .)) ❷

''تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دے دیتا ہوں۔'' (۱) جب بات کرو تو سچ بولو۔ (۲) جب وعدہ کرو تو پورا کرو۔ (۳) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کرو، (۴) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ (۵) نگاہیں نیچی رکھو، (۶) اور اپنے ہاتھوں کو (ظلم سے) روکو۔''

☆ ......نگاہ نیچی رکھنا عرشِ الٰہی کا سایہ ملنے کا باعث ہے

محشر میں جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز کا سایہ نہیں ہوگا، اس دن اللہ تعالیٰ سات

❶ صحيح الترغيب والترهيب، رقم: ٣٣٢٦.

❷ مسند أحمد رقم: ٢٢٧٥٧، ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے رقم: ٢٧١.

قسم کے لوگوں کو اپنے عرشِ عظیم تلے سایہ عطا فرمائیں گے، جن میں سے ایک شخص وہ بھی ہے جسے کسی حسین اور مالدار عورت نے گناہ کی طرف بلایا، لیکن اس نے کہا ((إِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ)) میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ ❶

☆......نظر جھکانا قبولیت دعا کا باعث ہے

رسول اللہ ﷺ نے گزشتہ دور میں گزرے ہوئے تین مسلمان افراد کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''وہ کہیں جنگل میں جا رہے تھے کہ بارش نے آلیا، وہ ایک غار میں چھپ کر بیٹھ گئے، غار کے منہ پر ایک بڑا پتھر آ گرا اور اس کا دروازہ بند ہو گیا۔ وہ آپس میں کہنے لگے کہ کوئی ایسا نیک عمل سوچو جو تم نے محض اللہ کی رضا کے لیے کیا ہو، چنانچہ ایک نے کہا: یا اللہ! میرے والدین بوڑھے تھے، میرے چھوٹے بچے بھی تھے، میں بکریاں چرایا کرتا تھا، شام کو گھر لوٹتا، دودھ دوھتا تو پہلے والدین کو پلاتا اور پھر اپنے بچوں کو، ایک رات میرے آنے تک وہ سو چکے تھے، میں نے انہیں بیدار کرنا پسند نہ کیا، اور سرہانے کھڑا ہو گیا، اور ان کو دودھ پلانے سے پہلے بچوں کو پلانا پسند نہ کیا، حالانکہ بچے پینے کے لیے ضد کرتے رہے، حتی کہ صبح ہو گئی، یا اللہ! تو جانتا ہے اگر یہ کام محض تیری رضا کے لیے میں نے کیا تھا تو اس پتھر کو ہٹا دے تاکہ ہم آسمان دیکھ سکیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پتھر کا ایک حصہ ہٹا دیا، لیکن ابھی وہ نکل نہیں سکتے تھے۔

دوسرے نے کہا: یا اللہ! میری ایک چچازاد تھی، مجھے اس سے اتنی محبت تھی جتنی کوئی بھی مرد کسی عورت سے کر سکتا ہے، میں نے اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا، اس نے اس وقت تک کے لیے انکار کر دیا جب کہ سو دینار نہ دوں، میں نے سو دینار جمع کر لیے اور اس کے پاس پہنچا، جب میں اس سے اپنی خواہش پوری کرنے لگا، تو اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر

---

❶ صحيح بخاری كتاب الأذان، رقم: ٦٦٠. صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب إخفاء الصدقه، رقم: ٢٣٨٠.

اور لگی ہوئی مہر نہ توڑ، پس میں واپس چلا آیا، اے اللہ! اگر یہ کام میں نے محض تیری رضا کے لیے کیا تھا، تو تو ہماری مشکل آسان کر دے، چنانچہ پتھر کچھ اور ہٹ گیا، لیکن ابھی بھی وہ نکل نہیں سکتے تھے۔

تیسرے نے کہا: اے اللہ! میں نے ایک مزدور کو کام پر لگایا اور طے کیا کہ تمہیں فَرَق (تقریباً سوا چھ کلوگرام) [1] چاول دوں گا، کام ختم ہوا، اس نے مزدوری مانگی، میں نے اسے دے دی، وہ مزدوری کم سمجھ کر لیے بغیر چلا گیا۔ میں ان چاولوں سے کاشتکاری کرتا رہا، اور اس کی آمدنی سے ایک گائے خریدی اور ایک چرواہا رکھ لیا۔ مدتوں بعد وہ شخص آیا، اور کہنے لگا: اللہ سے ڈر، اور ظلم نہ کر اور میری مزدوری ادا کر دے۔ میں نے کہا: یہ گائیں اور چرواہے سب تیرا مال ہے، لے جا۔ اس نے کہا ''مذاق نہ کر'' میں نے کہا میں مذاق نہیں کرتا بلکہ یہ سب تیرا مال ہے، چنانچہ وہ شخص لے کر چلا گیا۔ اے اللہ! اگر میں نے محض تیری رضا کے لیے یہ کیا تھا تو راستہ کھول دے، اللہ نے پتھر ہٹا دیا اور وہ وہاں سے نکل آئے۔ [2]

☆......مزید فوائد ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الجواب الکافی'' میں نگاہ نیچی رکھنے کے دس فوائد بیان کیے ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسا کرنے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کی اطاعت ہے، زہر آلود تیر کا اثر دل تک نہیں پہنچتا، اللہ تعالیٰ سے اُنس ومحبت بڑھتی ہے، دل کو قوت وفرحت حاصل ہوتی ہے، دل کو نور حاصل ہوتا ہے، مومن کی عقل وفراست بڑھتی ہے، دل کو ثبات وشجاعت حاصل ہوتی ہے، دل تک شیطان کے پہنچنے کا راستہ بند ہو جاتا ہے، دل مطمئن ہو کر مفید اور کارآمد باتیں سوچتا ہے۔ نظر اور دل کا بڑا قریبی تعلق ہے، اور دونوں کے درمیان کا راستہ بہت ہی مختصر ہے، دل کی اچھائی یا خرابی کا دارومدار نظر کی اچھائی یا خرابی پر ہے، جب نظر خراب ہوتی ہے تو دل

---

[1] دیکھئے: اسلامی اوزان، ص: ۶۲، از فاروق اصغر صارم حفظہ اللہ۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الأنبیاء، باب حدیث الغار، رقم: ۳۴۶۵. صحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب قصة أصحاب الغار الثلاثة والتوکل بصالح الأعمال، رقم: ۲۷۴۳.

خراب ہو جاتا ہے، اس میں نجاستیں اور گندگیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ اور اللہ کی معرفت ومحبت کے لیے اس میں گنجائش باقی نہیں رہتی ہے۔

۷۔ نظر کی حفاظت کے لیے مسنون وظیفہ:

سیدنا شکل بن حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ! مجھے کوئی ایسے کلماتِ دعا سکھایئے جن کے ذریعے میں اللہ کی پناہ حاصل کرسکوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا، کہو:

((اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ ، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِیْ ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ ، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ ، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّ .)) [1]

''اے اللہ! میں اپنی سماعت، اپنی بصارت، اپنی زبان، اپنے دل اور اپنی شرمگاہ کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

❀❀❀❀

[1] صحیح ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب الإستعاذہ، ح: ۱۵۵۱. سنن نسائی، کتاب الإستعاذہ، باب الإستعاذہ من شرا لسمع والبصر، ح: ۵۴۴۶. مسند احمد، رقم: ۱۵۵۴۱.

باب نمبر:۲

گریہ زاری کرنا

آنسو دراصل وہ پانی ہے کہ بوجہ خوشی یا تکلیف دل کے نرم ہو جانے پر تو آنکھوں سے جاری ہو جاتا ہے، مسلمان کے آبدیدہ ہونے کے لیے کافی ہے، خواہ جنت کے حصول کی ترغیب ہو یا جہنم سے چھٹکارے کی ترہیب، خصوصاً خوف وخشیت الٰہی کے نمو پانے کے نتیجہ میں آنکھوں سے سیل رواں ہونا ناگزیر ہے، بشرطیکہ قلب انسانی میں دھیما پن پایا جاتا ہو، اور دل کی نرمی کے اسباب مختلف ہیں، اسی بناء پر گریہ کی اقسام بھی مختلف ہوئیں، چنانچہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے آنسو بہانے اور رونے کی مختلف دس اقسام بیان کی ہیں:

ا۔گریہ زاری کی اقسام:

۱ رحم دلی اور تسلی وتشفی دینے کی وجہ سے رونا۔

۲ محبت اور شوق میں رونا۔

۳ خوشی اور مسرت سے رونا۔

۴ پریشانی اور بے تابی (ناقابل برداشت درد کی وجہ) سے رونا۔

۵ غم کی وجہ سے رونا۔

۶ پست ہمتی اور کمزوری کی وجہ سے رونا۔

۷ نفاق کا رونا (اس حالت میں آنکھوں میں آنسو اور دل میں سختی پائی جاتی ہے)

۸ معاوضہ لے کر رونا (اکثر مرگ والے گھروں میں بعض عورتیں معاوضہ لے کر فضا کو غمگین بناتی ہیں۔)

۹ دوسرے کو دیکھ کر رونا (جب کوئی شخص دوسروں کو روتا دیکھتا ہے یا کسی وجہ سے لوگوں کو آہ و بکا کرتے دیکھتا ہے تو وہ خود بھی شور مچانا شروع کر دیتا ہے)

۱۰ خشیت الٰہی سے رونا [1]

۲۔ سب سے افضل اور قابل تعریف گریہ:

لیکن سب سے افضل اور قابل تعریف گریہ وہ ہے کہ جب انسان اللہ کے ڈر سے اور اس کی محبت میں، یا پھر رسول اللہ ﷺ کی محبت اور چاہت میں آنسو بہائے، کیونکہ یہ عین ایمان واسلام ہے کہ آدمی اللہ سے ڈرتا رہے اور اس کی یاد میں اس سے ڈرتے ہوئے آنسو بہاتا رہے، اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں کا جو کہ خشیت الٰہی سے روتے ہیں، ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا:

﴿ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۩ ﴾

(الاسراء: ۱۰۹)

''اور وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر کر روتے ہیں، اور قرآن اُن کے خشوع کو اور بڑھا دیتا ہے۔''

اور اگر دل سخت ہو جائے تو وہ اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے، اس میں اللہ کا ڈر نہیں رہتا، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ ﴾ (البقرہ: ۷۴)

''پھر اس کے بعد تمہارے دل پتھر جیسے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے، بعض پتھروں سے تو نہریں بہہ نکلتی ہیں، اور بعض پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکل

---

[1] زاد المعاد: ۱/ ۱۷۷، ۱۷۸.

آ تا ہے، اور بعض اللہ تعالیٰ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور تم اللہ تعالیٰ کو اپنے اعمال سے غافل نہ جانو۔''

''اس چشم دید واقعہ کا تقاضا تھا کہ بنی اسرائیل کے دلوں میں نرمی پیدا ہوتی، اور اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاتے، لیکن ان کے دلوں کی سختی کی گواہی اللہ نے دے دی کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ اور ان کے دل کی سختی کی مثال پتھر کی سختی سے اس لیے دی کہ پتھر لوہے سے بھی زیادہ سخت ہوتا ہے، کیونکہ لوہا تو آگ میں پگھل جاتا ہے، پتھر نہیں پگھلتا۔ پھر اللہ نے بتایا کہ پتھر ان کے دلوں سے بہتر ہے، اس لیے کہ بعض پتھر ایسے ہوتے ہیں جن سے نہریں جاری ہوتی ہیں، بعض پھٹ جاتے ہیں اور ان سے چشمے جاری ہو جاتے ہیں، اور بعض پتھر تو ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ کے ڈر سے لڑھکتے ہوئے نیچے آ جاتے ہیں!''[1]

اور جب دل سخت ہو جاتا ہے تو پھر اس قرآن جیسی عظیم کتاب (جسے اگر کسی پہاڑ پر اُتار دیا جاتا تو آپ اسے اللہ کے حضور جھکا ہوا، اور اس کے خوف سے پھٹا ہوا پاتے) سے بھی استہزاء کرنے لگ جاتا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۝ ﴾

(النجم : ٥٩، ٦٠)

''کیا تم اس قرآن سے تعجب کرتے ہو۔ اور ہنستے ہو، روتے نہیں۔''

کفار دلوں کی سختی کی وجہ سے قرآن سن کر ہنستے اور استہزاء کرتے ہیں، اور اس کے برعکس مومنین اور اللہ کے برگزیدہ پیغمبر دلوں کی نرمی کی وجہ سے اللہ کی آیات سن کر سجدے میں گر پڑتے ہیں اور آنسو بہاتے ہیں، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۫ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۫ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا

---

[1] تیسیر الرحمٰن، ص: ٤٧.

وَاجْتَبَيْنَا ۚ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۝ ﴾ (مریم: ۵۸ تا ۶۰)

’’یہ وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا تھا، وہ آدم کی اولاد سے اور ان لوگوں سے تھے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا، اور ابراہیم علیہ السلام اور اسرائیل کی اولاد سے تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہیں ہم نے ہدایت عطا کی تھی اور برگزیدہ کیا تھا۔ جب انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات سنائی جاتیں تو وہ روتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تھے۔ پھر ان کے بعد ان کی نالائق اولاد ان کی جانشیں بنی، جنہوں نے صلوٰۃ کو ضائع کیا اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے۔ وہ عنقریب گمراہی کے عذاب سے دوچار ہوں گے۔ البتہ جس نے توبہ کر لی، ایمان لائے اور اچھے عمل کیے تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور اُن کی ذرہ بھر حق تلفی نہ ہوگی۔‘‘

اور رسول اللہ ﷺ کا بھی طریقہ تھا کہ قرآن کو سن کر غور فرماتے، اور اللہ کے خوف سے رو پڑتے، چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ، میں نے کہا: یارسول اللہ! کیا میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں؟ جب کہ قرآن حکیم آپ پر اُترا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے علاوہ دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں، چنانچہ میں نے آپ کے سامنے سورۃ نساء پڑھی، یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا:

﴿ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝ ﴾ (النساء: ۴۱)

''پس اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے، اور آپ کو ان سب پر گواہ بنائیں گے۔''

تو آپ ﷺ نے فرمایا: بس اب کافی ہے۔ میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ❶

۳۔ کم ہنسنا، زیادہ رونا:

زیادہ ہنسنے سے انسانی دل مردہ ہو جاتا ہے، اسی لیے کثرتِ ضحک کو بنظر کراہت دیکھا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ قہقہہ مار کر نہیں ہنستے تھے، بلکہ مسکرایا کرتے تھے، چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى تُرَى مِنْهُ لَهَوَاتُه ، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ .)) ❷

''کہ میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو اس طرح قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے گلے کے کوے نظر آنے لگیں، آپ صرف مسکرایا کرتے تھے۔''

چونکہ زیادہ ہنسنا غفلت کی دلیل ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

﴿ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا ﴾ (التوبه: ۸۲)

''پس چاہیے کہ وہ (لوگ) ہنسیں تھوڑا، روئیں زیادہ۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة النساء، باب فکیف اذا جئنا ......، رقم: ٤٥٨٢ ـ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب فضل استماع القرآن...... رقم: ٨٠٠.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب التبسم والضحك، رقم: ٦٠٩٢ ـ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب تبسمه صلی الله علیه وسلم، رقم: ٨٩٩.

﴿ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۝ ﴾ (النجم: ٦٠)

''اور تم ہنستے ہو، اور روتے نہیں ہو۔''

افادہ :......علاوہ ازیں کھلکھلا کر اور ٹھٹھے مار کر ہنسنے سے انسان کا وقار اور اس کا دبدبہ ختم ہو جاتا ہے، اس لیے باوقار، سنجیدہ اور اصحابِ شرف وفضل اس طرح ہنسنے سے گریز کرتے ہیں، گو ان کے لبوں پر ہر وقت مسکراہٹ رہتی ہے۔ مطلب یہ کہ ہنسنے میں بھی دائرہ ادب سے باہر نہیں نکلنا چاہیے۔

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا .)) [1]

''اگر تم وہ باتیں جان لو جن کا مجھے علم ہے تو تم ہنسو تھوڑا، اور روؤ زیادہ۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ، إِنَّ السَّمَاءَ أَطَّتْ، وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ، مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلَّهِ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا، وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا، وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُونَ إِلَى اللّٰهِ، وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ .)) [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم، لو تعلمون ما أعلم لضحکتم قلیلا و لبکیتم کثیرا '' رقم: ٦٤٨٥.

[2] سنن ترمذی، رقم: ٢٣١٢، سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الحزن والبکاء، رقم: ٤١٩٠۔ علامہ الالبانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔ سوائے آخری جملہ'' کاش میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا'' کے کیونکہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا قول

''بے شک میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان (اللہ کے خوف سے) چر چرا رہا ہے، اور اسے چر چرانا ہی چاہیے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آسمان میں چار انگشت (تقریباً ۳ انچ) جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی اللہ کے حضور رکھے سجدہ نہ کر رہا ہو، اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم، اور روتے زیادہ۔ بستروں پر بیویوں سے لطف اندوز نہ ہو سکتے، اور اللہ کی پناہ طلب کرتے ہوئے میدانوں کی طرف نکل جاتے۔'' (حدیث کے راوی سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کاش! میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔''

۴۔ میت پر بَین کرنا حرام ہے نہ کہ آنسو بہانا:

یاد رہے کہ جس طرح مسکرانے کی حد متعین ہے اسی طرح رونے کی بھی حد متعین ہے کہ جب کوئی وفات پا جائے تو اس کی میت پر اور کسی کے فراق میں جاہلیت کے بول نہ بولے جائیں، ایسے رویا جائے کہ آنسو نکل آئیں، اور یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ دل کو صدمہ پہنچے تو آنسو نکل آتے ہیں، اور یہ ممنوع نہیں۔ چنانچہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی معیّت میں ان کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے گئے۔ جب ان کے پاس پہنچے تو انہیں بے ہوشی کی حالت میں پایا، آپ نے پوچھا: کیا ان کا انتقال ہو گیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے اختیار رو پڑے۔ جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے ہوئے دیکھا تو ان پر بھی گریہ طاری ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سنتے نہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو کی وجہ سے عذاب دیتا ہے، اور نہ دل کے غم

کے سبب۔ لیکن وہ تو اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا، یا رحم فرماتا ہے۔ ❶

البتہ اگر ایسے موقعوں پر زبان سے جزع وفزع کا اظہار کرے گا تو پھر گنہگار ہوگا۔ چنانچہ سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نسیبہ (نون پر پیش اور زبر دونوں طرح مروی ہے) بیان کرتی ہیں کہ:

((أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ لَا نَنُوْحَ .)) ❷

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے وقت ہم سے یہ عہد لیا کہ ہم بین نہیں کریں گے۔''

اور اگر کوئی شخص اپنے ورثاء کو بین کرنے کی وصیت کر گیا ہو یا گھر والوں کی تربیت اس انداز سے کی جائے کہ وہ کسی کی وفات پر بین کریں، اور جاہلیت کے بول بولیں، تو اس میت کو عذاب ہوگا، سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❸

''جس پر بَین کیا جائے تو اس کو قیامت والے دن بَین کیے جانے کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔''

بَین کرنا کبیرہ گناہ ہے، جس سے توبہ نہ کی جائے اور اللہ نے بھی معاف نہ کیا تو اس سے مخصوص قسم کا عذاب ہوگا۔ چنانچہ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ صحيح بخارى، كتاب الجنائز، باب البكاء عند المريض، رقم: ١٣٠٤ ـ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت رقم: ٩٢٤

❷ صحيح بخارى، كتاب الجنائز، باب ما ينهى عن النوح والبكاء، رقم: ١٣٠٦ ـ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب التشديد فى النياحة، رقم: ٩٣٦.

❸ صحيح بخارى، كتاب الجنائز، باب ما يكره من النياحة رقم: ١٢٩١ ـ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله، رقم: ٩٣٣.

((اَلنَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ ، وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ .))[1]

''نوحہ کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو اسے قیامت کے دن اس طرح کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول کا کرتہ، اور خارش کی زرہ ہوگی۔''

لہٰذا زبان سے صرف إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا چاہیے۔ یا انسان ایسے کلمات ادا کرے، جن میں اللہ کی تقدیر و قضا پر راضی رہنے کا اظہار ہو تو انسان مستحق اجر ہوگا۔

عَلٰی کُلِّ حَالٍ اللہ کے خوف سے رونا، انسان کو دنیا میں اللہ کی نافرمانی سے روکتا ہے، جس کا صلہ آخرت میں اللہ کی رضا مندی، اور اس کی نعمتوں بھری جنت ہے۔ اللہ سے مناجات کے وقت اور اللہ کی بارگاہ میں حاضری کے تصور سے رونا بڑی سعادت کا باعث ہے، مگر جس کو اللہ اس سے نواز دے۔

ایں سعادت بہ زور بازو نیست
تانہ بخشند خدائے بخشندہ

۵۔ خشیت الٰہی سے آنسو بہانے کے متعلق اقوال سلف:

اللہ کے خوف سے آنسو بہانا ایمان کا جزء ہے، اور خشیت الٰہی سے رونا آگ کے سمندروں کو بجھا دیتا ہے، اسی وجہ سے علماء نے اُمت محمدیہ کے افراد کو آگ سے بچانے کے لیے رونے کے متعلق ترغیب دلانے کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، چنانچہ سیدنا اَبو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّبْكِيَ فَلْيَبْكِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَتَبَاكَ))[2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحة، رقم: ۲۱۶۰.

[2] الزهد للإمام وكيع، رقم: ۲۹، الزهد لابن المبارك، رقم: ۴۲، الزهد للإمام أحمد، رقم: ۶۵۰. الزهد لابن أبی شيبة ۱۳/ ۲۶۱، اس کی سند صحیح

''تم سے جو رونے کی استطاعت رکھتا ہے، پس اسے (خشیت الٰہی سے) رونا چاہیے، اور جو رونے کی استطاعت نہیں رکھتا تو کم از کم بناوٹی رونا رو لے۔''

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ قرآنِ مجید کی یہ آیت تلاوت فرماتے:

﴿ أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۝ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۝﴾

(النجم: ۵۹، ۶۰)

''کیا تم لوگ اس قرآن کو سن کر تعجب کرتے ہو، اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو۔''

اور کہتے اللہ کی قسم! اس معاملہ میں سب سے زیادہ عقل مند وہ شخص ہے جو (اللہ کے ڈر سے قرآن کریم کے وحی الٰہی ہونے کا یقین رکھتے ہوئے) رو پڑے، پس تم اپنے دلوں کو رلاؤ، اور اپنے بُرے اعمال پر ندامت کے آنسو بہاؤ، اگرچہ آدمی سخت دل ہی کیوں نہ ہو بہر حال اس کی آنکھوں کو آنسوؤں سے بھر آنا چاہیے۔

ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((عَوِّدُوْا أَعْيُنَكُمْ الْبُكَاءَ وَقُلُوْبَكُمْ التَّفَكُّرَ .)) [1]

''آنکھوں کو رونے، اور دل کو فکر کرنے کی عادت ڈالو۔''

مزید فرماتے ہیں:

''دنیا میں فکر کرنا آخرت کے سامنے حجاب ہے، اور آخرت کی فکر انسان کو حکمت بخشتی ہے اور اس کے دل کو زندہ کر دیتی ہے۔''

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے حواریوں کو وعظ کرتے ہوئے یہی فرمایا:

((طُوْبٰى لِمَنْ بَكَى عَلَى خَطِيْئَتِهِ ، وَخَزَنَ لِسَانَهُ ، وَوَسِعَهُ بَيْتُهُ)) [2]

''جنت میں اس شخص کے لیے طوبیٰ (درخت کا سایہ) ہے جو اپنی خطاؤں پر

---

[1] احیاء العلوم للغزالی: ۴/ ۴۲۵.

[2] حسن السمت فی الصمت رقم: ۶۵۔ الزهد للإمام أحمد، رقم: ۳۰۳۔ الزهد للإمام وکیع، رقم: ۳۱، ۲۵۵۔ اس کی سند صحیح ہے۔

ندامت کے آنسو بہائے، اپنی زبان کی حفاظت کرے، اور اس کا گھر اس کو وسیع ہو جائے۔"

ھناد بن السری الکوفی فرماتے ہیں:

"اللہ سے خائف شخص کے کئی مقامات ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ زیادہ تر آنسو بہائے۔" [1]

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تلاوتِ قرآن کے وقت رونا عارفین (باللہ) کی صفت اور صالحین کا شیوہ ہے۔

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ مجھے خوفِ الٰہی سے ایک آنسو بہانا ایک ہزار دینار صدقہ کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ [2]

عون بن عبداللہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ انسانی جسم کے جس حصے پر خوفِ الٰہی سے بہنے والے آنسو لگ جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس حصے پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ [3]

ابن سماک رحمہ اللہ اپنے نفس کو کوستے تھے، اور اسے مخاطب کر کے فرماتے: تم زاہدوں کی سی باتیں کرتے ہو، اور منافقوں کا سا عمل، اے نفس! اس کے باوجود تم جنت کی خواہش رکھتے ہو، اور اس کے طلبگار رہو، ہائے افسوس! ہائے افسوس! وہ (جنت) تو ان لوگوں کے لیے ہے جو اعمالِ صالحہ کا اہتمام کرتے ہیں۔ [4]

مالک بن دینار رحمہ اللہ نے ایک دن وعظ و نصیحت کرتے ہوئے گفتگو کی تو حوشب رحمہ اللہ نے رونا شروع کر دیا، چنانچہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے ان کے کندھے پر اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا: اے ابوبشر! روتے رہو، کیونکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بندہ روتا رہتا ہے، حتی کہ اس کا آقا اس پر رحم فرماتا ہے یعنی اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے۔ [5]

---

[1] الزهد لهناد بن السری، رقم: ۲٦۷، ۲٦۸.

[2] دموع الصالحین، ص: ۲۲.

[3] سیر أعلام النبلاء: ۵/۱۰۳.

[4] سیر أعلام النبلاء: ۸/۳۲۸.

[5] السیر: ۵/۳٦۲.

اور یزید بن میسرۃ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"رونا سات اقسام پر ہے، لیکن خشیت الٰہی سے آنسو بہانا آگ کے سمندروں کو بھی بجھا دیتا ہے۔" [1]

یہ توفیق صرف اللہ سے ملتی ہے کہ انسان اس کے ڈر اور خشیت سے آنسو بہا دے۔ ابراہیم بن عبداللہ الکتانی رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ سلف کا کہنا ہے: رونا دس اجزاء پر مشتمل ہے، نو (۹) ریاکاری کے لیے ہیں، اور ایک حصہ اللہ عزوجل کے لیے ہے، اور اگر سال میں صرف ایک مرتبہ انسان خلوص نیت سے اور اس سے ڈرتے ہوئے رو دے تو یہ بھی بہت ہے۔ [2]

اس کا مطلب ہے کہ اس کی نجات کے لیے کافی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

((لَا یَـلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَکٰی مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبْنُ فِی الضَّرْعِ .)) [3]

"وہ شخص جہنم میں نہیں جائے گا جو اللہ کے ڈر سے رو دیا، یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے۔"

❀❀❀❀

---

[1] حلیة الاولیاء: ۱۰/ ۱۱۸.

[2] حلیة الاولیاء: ۷/ ۱۱.

[3] صحیح سنن ترمذی، ابواب الجهاد، باب ما جاء فی فضل الغبار فی سبیل الله، رقم: ۱۶۳۳۔ اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ مستدرك حاکم: ۴/ ۲۶۰.

باب نمبر:٣

دل کی نرمی کے اسباب

پہلا سبب:......کلام الٰہی میں تدبّر

ہم اپنی اور آپ کی بھلائی اور کامیابی کے لیے آئندہ کی سطور میں وہ اسلامی ذرائع اور شرعی وسائل ذکر کریں گے جو کسی کے دل کو نرم کر دینے والے ہوتے ہیں، شاید کہ کوئی قاری انہیں پڑھے، اس کا دل نرم ہو جائے اور وہ تنہائی میں خشیتِ الٰہی سے آنسو بہادے اور اس کی اور ہماری نجات ہو جائے۔ ان شاء اللہ

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے جسے پیارے پیغمبر سیّدنا محمد ﷺ کے قلب اطہر پر نازل کیا گیا، اور اس میں علم وحکمت کے ایسے خزانے اور ایسا کھلا ہوا حق بیان کیا گیا ہے جو اگلی کتابوں میں موجود نہیں۔

اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے اتاری گئی ہے، کیونکہ عرب بلاغت کی انتہائی بلندی پر پہنچنے کے باوجود قرآن جیسی ایک چھوٹی سورت لانے سے عاجز رہے، تو کوئی عقل مند آدمی اس کے اللہ کی کتاب ہونے میں شبہ کیسے کرے گا۔

یہ لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا گیا وہ قرآن ہے جس میں ہدایت اور ندامت کے آنسو بہا کر نجات حاصل کرنے کے لیے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں غور وفکر کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے جو انداز اختیار کیا ہے وہ یہ ہے:

﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴾ (سورة محمد : ٢٤)

”کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل ہیں۔“

اسی لیے رسول اللہ ﷺ لوگوں کو قرآنِ مجید میں غور کرنے کی دعوت دیتے اور تبلیغ

فرماتے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھا تھا اس نے کہا: ''یا رسول اللہ! میرے پاس کچھ غلام ہیں وہ مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، میری نافرمانی اور حکم عدولی کرتے ہیں۔ جب مجھے اس بات کا علم ہوتا ہے تو میں انہیں جھڑکتا اور مارتا ہوں۔ آپ بتائیے میں انہیں کیسے درست کروں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا: ''انہوں نے تمہاری کیا نافرمانی کی، کیا حکم عدولی کی اور انہوں نے تمہارے ساتھ کیا غلط بیانی کی؟ ان تمام کو ماپو اور جو سزا تم انہیں دیتے ہو اسے بھی ماپو۔ اگر تمہاری سزا میں ان کی غلطیوں کا پلڑا برابر ہے تو یہ درست ہے۔ اگر تمہاری دی گئی سزا کی مقدار ان کی غلطیوں سے کم ہے تو یہ بھی تمہارے فائدے میں ہے۔ لیکن اگر تمہاری دی گئی سزا کی مقدار ان کی غلطیوں سے زیادہ ہے تو یہ تمہارے خلاف ہے۔ اتنا سنتے ہی وہ شخص پچھلی طرف گر پڑا اور دھاڑیں مار کر رونا شروع کر دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسے کہا: ''کیا تم نے اللہ کی کتاب میں یہ آیت نہیں پڑھی؟

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ﴾ (الانبیاء: ٤٧)

''اور ہم یوم قیامت انصاف کا میزان رکھیں گے لہٰذا کسی کی کچھ بھی حق تلفی نہ ہو گی، اور اگرچہ ایک رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل ہو گا۔

اس شخص نے جواب دیا: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں نے اس سے قبل اپنے لیے اور اس کے (غلاموں) لیے اس سے اچھی چیز نہ دیکھی تھی۔ میں آپ ﷺ کو گواہ بنا کر اپنے تمام غلاموں کو آزاد کرتا ہوں۔'' [1]

ا۔ رسول اللہ ﷺ کا قرآن میں غور کرنا اور آنسو بہانا:

☆ رسول اللہ ﷺ خود بھی قرآن مجید کو پڑھ کر اور سن کر خوف الٰہی سے روتے اور آنسو

[1] صحیح سنن ترمذی، ابو اب تفسیر القرآن، باب سورة الأنبياء رقم، ٣١٦٥، مسند احمد: ٦/ ٢٨٠، صحیح الترغیب والترھیب، باب فی ذکر الحساب رقم، ٥٠

بہاتے۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں باب قائم کرتے ہیں ((بَابُ البکاء عند قرائة القرآن)) ''قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت (غور کرنا اور خوف الٰہی سے) رونے کا بیان۔''

اور اس کے تحت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت لائے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

((اِقْرَاْءِ عَلَیَّ ، قَالَ قُلْتُ: آقْرَاُ عَلَیْكَ وَعَلَیْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: إِنِّی أَشْتَهِی أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَیْرِی ، قَالَ فَقَرَاْتُ النِّسَآءَ حَتَّی بَلَغْتُ ﴿ فَكَیْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَی هٰؤُلَآءِ شَهِیْدًا ﴾ قَالَ لِی كُفَّ أَوْ أَمْسِكْ ، فَرَأَیْتُ عَیْنَیْهِ تَذْرِفَانِ .))[1]

''میرے سامنے قرآنِ مجید کی تلاوت کرو۔ میں نے عرض کیا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میں کیا تلاوت کروں؟ آپ پر ہی تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ کسی اور سے سنوں۔ فرماتے ہیں: پھر میں نے سورہ نساء پڑھی اور جب آیت: ﴿ فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًاؕ ﴾

''پس وہ منظر کیسا ہوگا جب ہر ایک امت میں سے ایک گواہ لائیں گے، اور آپ کو (اے رسول!) ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔''

پر پہنچا، تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہر جاؤ! (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) كُفَّ فرمایا یا اَمْسِكْ راوی کو شک ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، حدیث رقم: ۵۰۵۵.

۲۔ صحابہ اور سلف صالحین کا کلام الٰہی میں تدبّر کرنا اور رونا:

☆ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو ایک خط دے کر نجاشی کے پاس بھیجا اور نجاشی نے خط پڑھ کر سیّدنا جعفر بن اَبی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ موجود دیگر مہاجرین کو بلا بھیجا، اور اپنے علماء اور زاہدوں کو بلا لیا، سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کی تلاوت کی تو نجاشی اور اس کے تمام ساتھی قرآن پر ایمان لے آئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے انہی لوگوں کی حالت اور ایمانی کیفیت بیان کرنے کے لیے آپ ﷺ کی مدنی زندگی میں یہ آیات نازل ہوئیں:

﴿وَإِذَا سَمِعُوا مَآ أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰٓ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ﴾ (المائده : ۸۳)

’’اور جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ پر نازل شدہ قرآن سنتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ حق کے عرفان کی وجہ سے اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔‘‘ [1]

☆ اور محمد بن ناجیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے فضیل رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے نماز پڑھی سورۃ (الحاقہ) کی تلاوت کرتے ہوئے جب وہ ﴿خُذُوهُ فَغُلُّوهُ﴾ (الحاقه : ۳۰) ’’حکم ہوگا، اسے پکڑ لو پھر اس کی گردن میں طوق ڈال دو۔‘‘
پر پہنچے تو رو رو کر نڈھال ہوگئے، اور ان کے بیٹے پر غشی طاری ہوگئی، اور وہ مجھ پر گر پڑا۔ [2]

☆ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک رات نماز پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے:

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر ابن کثیر : ۲/ ۱۱۸۔ ۱۲۰.

[2] سير أعلام النبلاء (۸/ ٤٤).

﴿اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ یُسْحَبُوْنَ ۝ فِی الْحَمِیْمِ ۙ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ۝﴾ (غافر : ٧١ـ٧٢)

''جب طوق اور زنجیریں ان کی گردنوں میں ہوں گی جس سے پکڑ کر وہ کھولتے پانی کی طرف گھسیٹے جائیں گے، اور پھر جہنم کی آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔''

تو بار بار اسی آیت کو پڑھتے رہے حتی کہ صبح ہوگئی۔ [1]

☆ سلف صالحین میں سے کسی کے متعلق علامہ ابن الخراط رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الصلاۃ والتهجد'' کے (ص:۲۷۷) پر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ رات کی نماز پڑھ رہے تھے کہ قراءت کرتے ہوئے سورۃ آل عمران کی (اس) آیت پر پہنچے:

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ﴾ (آل عمران : ١٣٣)

''جلدی کرو اپنے رب کی مغفرت کی طرف، اور جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔''

تو بار بار اسے پڑھتے اور روتے رہے حتی کہ صبح ہوگئی، انہیں پوچھا گیا کہ جس آیت میں جنت کی چوڑائی کا ذکر ہو وہ تو نہیں رُلاتی، تو انہوں نے جواب دیا اس کی چوڑائی مجھے کیا نفع دے گی جب اس میں میرے لیے ایک قدم برابر جگہ نہ ہو۔ (لہٰذا میں رو پڑا ہوں۔)

❀❀❀❀

---

[1] حلیة الأولیاء: ٥١/١، احیاء العلوم: ٣٥٥/١، تنبیه الغافلین، ص: ٤٤٠.

دوسرا سبب:

نصیحت وموعظت پر کان دھرنا

ا۔ نصیحت کا معنی:

نصیحت کا معنی خیر خواہی، کسی کے ساتھ ہمدردی کرنا، ایسی بات بتانا جس میں اس کا مفاد ہو۔ (القاموس الوحید ص: ١٦٥٥)

علامہ قسطانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((وَالـنَّصِيْحَة مِنْ نُصْحَةِ الْعَسْلِ إذَا صَفَّيْتَهُ مِنَ الشَّمْعِ ، أَوْ مِنَ النُّصْحِ وَهُوَ الْخِيَاطَةُ بِالنُّصْحَةِ .))

''یعنی لفظ نصیحت '' نُصُحَةِ الْعَسُل '' سے ماٴخوذ ہے، جب شہد موم سے الگ کرلیا گیا ہو، یا نصیحت سوئی سے سینے کے معنی میں ہے جس سے کپڑے کے مختلف ٹکڑے جوڑ جوڑ کر ایک کردیئے جاتے ہیں۔''

اسی طرح نصیحت بمعنی خیر خواہی سے مسلمانوں کا باہمی اتحاد مطلوب ہے اور انہیں راہِ مستقیم پر لانا مقصود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

((اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ، لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ ، وَلأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ ، وَعَامَّتِهِمْ)) [1]

'' دین سچے دل سے اللہ کی فرمانبرداری، اور اس کے رسول، اور مسلمان حاکموں، اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی کا نام ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری/ كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم الدين النصيحة ...... مسلم كتاب الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة حديث رقم: ١٩٦

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ﴾ (التوبة : ۹۱)

''جب وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خیر خواہی میں رہیں۔''

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خیر خواہی یہ ہے کہ انسان ان کی تعظیم کرے۔ زندگی بھر ان کی فرمانبرداری سے منہ نہ موڑے، اللہ کی کتاب کی اشاعت کرے، حدیث نبوی ﷺ کو پھیلائے، اس کی اشاعت کرے، اور اللہ و رسول ﷺ کے خلاف کسی پیر، مرشد، مجتہد، امام اور مولوی کی بات ہرگز نہ مانے۔

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار　　مت دیکھ کسی کا قول و کردار

جب اصل ہے تو نقل کیا ہے　　یاں وہم و خطا کا دخل کیا ہے

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ○﴾ (الحديد : ۱۶)

''کیا ایمان والوں کے لیے وقت نہیں آیا ہے کہ اُن کے دل اللہ کی یاد سے، اور جو حق (یعنی قرآن) نازل ہوا ہے اسے سن کر نرم ہو جائیں، اور ان لوگوں کی مانند ہو جائیں جنہیں اس سے پہلے کتاب دی گئی، پھر اُن پر ایک لمبی مدت گذر گئی، اس لیے اُن کے دل سخت ہو گئے، اور (آج) اُن میں سے اکثر فاسق ہیں۔''

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ یہ آیت مومنین کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ انتھیٰ

''سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''قرآن نازل ہوتے ہی تیرہ سال کا عرصہ نہ ہوا تھا جو مسلمانوں کے دلوں کو اس طرف نہ جھکنے کی شکایت کی گئی۔''

اور سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''چار سال ہی گزرے تھے کہ ہمیں یہ حکم جاری ہوا۔''[1]

گویا آیت کے نازل کرنے کا مقصد ایمان والوں کو یہ رغبت دلانی ہے کہ جب ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کی جائے، یا اللہ تعالیٰ کا ذکر آئے تو صداقتِ ایمانی کا تقاضا ہے کہ اُن کے دلوں میں رقت وخشوع پیدا ہو۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام، اللہ کی نگاہ میں محبوب ترین لوگ تھے، اور وہ اللہ کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے تھے، اور ان کے دلوں پر قرآن سن کر بہت زیادہ رقت وخشوع طاری ہو جاتا تھا، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں خشوعِ قلب کے متعلق حکم دیا، تو پھر دیگر مسلمانوں کو زیادہ ڈرتے رہنا چاہیے اور قرآن سن کر خشوعِ قلب کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

آیت کے دوسرے حصے ﴿ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ ﴾ میں مومنوں کو یہود ونصاریٰ کی طرح ہو جانے سے منع کیا گیا ہے، جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی طرح تورات وانجیل نازل فرمایا، لیکن مرورِ زمانہ کے ساتھ ان کتابوں سے ان کا رشتہ کمزور ہوتا گیا، اور وہ انبیاء کی تعلیمات کو فراموش کرتے گئے، جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے دلوں سے خشیت الٰہی جاتی رہی، اُن میں سختی پیدا ہوگئی، اور انہوں نے تورات وانجیل کو بدل ڈالا، اور ان کے احکام پر عمل کرنا ترک کر دیا۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ اس آیت کریمہ میں مومنوں کو یہود ونصاریٰ کے مانند ہو جانے سے منع فرمایا گیا ہے، جنہوں نے مرورِ زمانہ کے ساتھ معمولی دنیاوی فائدوں کے لیے اللہ کی کتاب کو بدل دیا، اسے پس پشت ڈال دیا۔ انسانوں کے خود ساختہ اقوال کو دین، اور علماء واحبار کو معبود بنالیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے دل سخت ہو گئے، اور اللہ کے کلام کو بدل دینا ان کی عادت بن گئی، اس لیے اللہ نے مسلمانوں کو کسی بھی معاملے میں ان کی مشابہت سے

---

[1] صحيح مسلم، كتاب التفسير، باب ألم يأن للذين آمنو...... رقم: ٣٠٢٧

روکا ہے۔ ❶

اللہ تعالیٰ نے یہود کی اسی حالت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ ﴾ (المائدہ: ١٣)

''پھر ہم نے ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ان پر لعنت بھیج دی، اور ان کے دل سخت کردیے (جس کے نتیجے میں) وہ اللہ کے کلام میں تحریف پیدا کرنے لگے، اور انہیں جو نصیحت کی گئی تھی اس کا بڑا حصہ بھلا بیٹھے۔''

٢۔ نصیحت کرنا رسول اللہ ﷺ کا وظیفہ تھا:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝ ﴾ (الأعلیٰ: ٩)

''پس آپ نصیحت فرمائیں اگر نصیحت نفع بخش ہو۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ (الذّٰریات: ٥٥)

''اور آپ نصیحت فرمائیں، کیونکہ آپ کا نصیحت کرنا مومنوں کے لیے فائدہ مند ہوگا۔''

''لطائف المعارف'' میں ہے کہ نصیحت یا سرزنش بالکل ایک کوڑے کی طرح ہے جیسے کوڑا جسم پر اثر کرتا ہے اسی طرح سرزنش یا نصیحت دل پر ٹھوکر لگاتی ہے اور اثر انداز ہوتی ہے۔ جب لوگوں کو نصیحت کرنا چھوڑ دیا جائے تو اس کا اثر بھی رُک جاتا ہے۔ البتہ درد کے احساس کا تعلق چوٹ کی شدت سے ہے، لہٰذا جب کسی کو زور سے چوٹ لگتی ہے تو اس کا اثر بھی زیادہ عرصہ تک رہتا ہے۔

---

❶ تفسیر ابن کثیر ٦/ ١٢٩۔ ١٣٠.

۳۔سلف صالحین کا نصیحت و موعظت سن کر آنسو بہانا؟

سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

((وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ ، وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ .))[1]

''اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں بڑی پُر اثر وعظ و نصیحت فرمائی جسے سن کر ہمارے دل کانپ اٹھے، اور ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔''

سیّدہ اُسماء بنت اُبی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے قبر کے امتحان کا ذکر کیا جہاں انسان جانچا جاتا ہے، جب رسول مکرم ﷺ اس کا ذکر کر رہے تھے تو مسلمانوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔[2]

۴۔نصیحت کب نفع دیتی ہے؟

۱۔ جب نصیحت درحقیقت نفع بخش ہو، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝﴾ (الأعلىٰ : ۹)

''پس آپ نصیحت فرمائیں اگر نصیحت نفع بخش ہو۔''

۲۔ جب نصیحت دل سے کی جائے، اسلاف میں سے بعض کا قول ہے'' نصیحت یا سرزنش اس وقت مؤثر ہوتی ہے جب یہ دل سے کی جائے، اور جس نصیحت کی بنیاد صرف قول ہو تو ایک کان سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جاتی ہے۔''

۳۔ نصیحت کرنے والے کا خود بھی اس نصیحت پر عمل ہو، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (الصّف : ۲، ۳)

---

[1] صحیح سنن ترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی الأخذ بالسنة واجتناب البدعة رقم: ۲۶۷۶.

[2] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء في عند القبر، رقم: ۱۳۷۳.

''اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے ہو۔ یہ بات اللہ کو بہت ہی زیادہ ناپسند ہے کہ تم وہ بات کہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔''

۴ جسے نصیحت کی جارہی ہے وہ مومن ہو اور خشیت الٰہی اس کے دل میں ہو، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ سَيَذَّكَّرُ مَنۡ يَّخۡشٰى ۝ ﴾ (الأعلىٰ : ۱۰)

''جو آدمی اللہ سے ڈرے گا وہ نصیحت قبول کرے گا۔''

۵ اس آدمی کو نصیحت نفع دیتی ہے جو عقل سے بہرہ ور ہو جس سے کام لے کر تائب إلی اللہ ہوگا، اور چوکنا دل و دماغ کے ساتھ سوچنے والا ہو، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكَ لَذِكۡرٰى لِمَنۡ كَانَ لَهٗ قَلۡبٌ اَوۡ اَلۡقَى السَّمۡعَ وَهُوَ شَهِيۡدٌ ۝ ﴾ (قٓ : ۳۷)

''یقیناً اس میں اس آدمی کے لیے عبرت و نصیحت ہے جس کے پاس دل ہے، یا کان لگا کر سنے درآنحالیکہ اس کا دماغ حاضر ہو۔''

۶ جب نصیحت موقع محل کے مطابق کی جائے، اور جسے نصیحت کی جارہی ہے وہ نصیحت کا طالب ہو تو بھی نصیحت نفع بخش بن جاتی ہے۔ سیّدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور آپ سے کہنے لگے: یا رسول اللہ! آپ مجھے کچھ رشد و ہدایت کی بات بتلایئے، اور آپ کے پاس (اس وقت) سردارانِ مشرکین مکہ بیٹھے تھے، اس لیے آپ ان سے منہ پھیرنے لگے، تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ ''عَبَسَ'' نازل فرمائی:

﴿ عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝ اَنۡ جَآءَهُ الۡاَعۡمٰى ۝ وَمَا يُدۡرِيۡكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝ اَوۡ يَذَّكَّرُ فَتَنۡفَعَهُ الذِّكۡرٰى ۝ اَمَّا مَنِ اسۡتَغۡنٰى ۝ فَاَنۡتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيۡكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَاَمَّا مَنۡ جَآءَكَ يَسۡعٰى ۝ وَهُوَ يَخۡشٰى ۝ فَاَنۡتَ عَنۡهُ تَلَهّٰى ۝ كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذۡكِرَةٌ ۝ فَمَنۡ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ ﴾ (عبس : ۱-۱۲)

”نبی ترش رو ہو گئے اور انہوں نے منہ پھیر لیا کہ ان کے پاس اندھا (ابن ام مکتوم) آ گیا اور آپ کو کیا معلوم کہ شاید اس کی اصلاح ہو جاتی۔ یا نصیحت کی بات سنتا تو وہ نصیحت اسے کام آتی، لیکن جو شخص بے پرواہ ہوتا ہے اس پر آپ توجہ دیتے ہیں، حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں اگر وہ اصلاح پذیر نہیں ہوتا۔ اور جو آدمی آپ کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے، اور اپنے رب سے ڈرتا ہے تو آپ اس کی طرف سے بے رخی برتتے ہیں۔ ہرگز نہیں بے شک قرآن ایک نصیحت ہے تو جو چاہے اس سے فائدہ اٹھائے۔“

❀❀❀❀

تیسرا سبب:

اپنی لغزشوں پر یاددھانی اور ندامت

جب آدمی اپنے گناہوں کو یاد کرتا ہے تو اس کا دل نرم ہو جاتا ہے، اور خود بخود اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ سھل بن راھویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: آپ فضیل کو نہیں دیکھتے کہ اس کے آنسو رکتے ہی نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا:

((إِذَا قَرِحَ الْقَلْبُ نَدِيَتِ الْعَيْنَانِ .))[1]

''جب کسی انسان کے دل کو (گناہ) زخمی کر دیں تو آنکھیں خود بخود آنسو بہانا شروع کر دیتی ہیں۔''

ہر کسی کو اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہانے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے، چنانچہ سیّدنا عقبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! نجات کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جواب دیا:

((اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ ، وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ))[2]

''اپنی زبان کی حفاظت کرو، اور تمہارے لیے تمہارا گھر کشادہ ہونا چاہیے (کہ فضول بیٹھک کی بجائے اپنے گھر میں بیٹھے رہو) اور اپنے گناہوں پر (ندامت کے) آنسو بہایا کرو۔''

خضر علیہ السلام کے پاس جب سیّدنا موسیٰ علیہ السلام پہنچے تو انہوں نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو یہی نصیحت فرمائی:

---

[1] سير أعلام النبلاء: ۸/ ۴۳۹.

[2] سنن ترمذی، ابواب الزهد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، رقم: ۲۴۰۶، سلسلة الصحيحة، رقم: ۸۸۸.

((وَلَا تَضْحَكْ مِنْ غَيْرِ عَجَبٍ ، وَالْزَمْ بَيْتَكَ ، وَابْكِ عَلَى خَطِيْئَتِكَ .)) [1]

''صرف خوش کن معاملہ پر ہنسو، اپنے گھر کو لازم پکڑو، اور اپنی خطاؤں پر (خشیت الٰہی سے) ندامت کے آنسو بہاؤ۔''

اور سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے حواریوں کو یہی فرمایا:

((طُوْبٰى لِمَنْ خَزَنَ لِسَانَهُ ، وَوَسِعَهُ بَيْتُهُ ، وَبَكٰى مِنْ ذِكْرِ خَطِيْئَتِهِ .)) [2]

''اس شخص کے لیے طوبیٰ ہے جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی، اور اس کا گھر اس کو وسیع لگا اور اپنی خطاؤں پر آنسو بہائے۔''

سلف صالحین کا اپنی لغزشوں پر آنسو بہانا:

عطاء الازرق رحمہ اللہ کے متعلق آتا ہے کہ ایک رات وہ نماز پڑھنے کے لیے کسی ویران جگہ چلے گئے، ایک چور ان کے درپے ہوگیا، چنانچہ عطاء اللہ، مجیب الدعوات سے دعائیں کرنے لگے کہ اے اللہ! مجھے اس سے محفوظ رکھ لے، اس دعاء کی وجہ سے اس چور کے ہاتھ پاؤں خشک لکڑی کی طرح ہوگئے، اور اس نے زور زور سے رونا شروع کردیا۔ اور بار بار کہہ رہا تھا کہ اللہ کی قسم! میں کبھی دوبارہ یہ کام نہیں کروں گا! جب عطاء رحمہ اللہ نے اس کی بے بسی دیکھی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ آزاد ہوگیا، اور پھر عطاء رحمہ اللہ کے پیچھے پیچھے ہولیا، اور کہنے لگا کہ میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ کون ہو؟ اس کے استفسار پر عطاء رحمہ اللہ نے کہا کیا تم اس شخص کو جانتے ہو جو رات کے وقت نماز پڑھنے کے لیے ویران ویران

---

[1] كتاب الزهد للإمام احمد، ص: ۹۳، حلية الأولياء: ۱۴۴/۸، بسند صحيح.

[2] الزهد للإمام أحمد، ص: ۸۵، رقم: ۳۰۳، كتاب الزهد لإبن المبارك، رقم: ۱۱۳، كتاب الزهد للإمام وكيع: ۲۵۹/۱، رقم: ۳۱، روضة العقلاء لابن حبان، رقم: ۵۳، معجم صغير طبرانى: ۷۸/۱، معجم اوسط: ۱۳۱/۱، مسند الشاميين، رقم: ۱۰۲، وسنده صحيح.

جگھوں پر چلا جاتا ہے؟ تو اس نے کہا: ہاں! وہ عطاء السلمی ہے، پس وہ چور ویران جگہ کی طرف عطاء السلمی کے پاس گیا، اور عرض کیا! کہ میں اپنے فلاں فلاں جرم سے تائب ہو کر آپ کے پاس آیا ہوں، پس میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے معاف کر دے، اس پر عطاء السلمی رحمہ اللہ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے، اور رو رو کر کہنے لگے: تمہارا بھلا ہو، میں وہ عطاء الازرق نہیں ہوں۔ [1]

❀❀❀❀

---

[1] دموع الصالحين، ص ١٤٧

چوتھا سبب:

انابتِ الٰہی

۱۔انابت اور توبہ کا معنی:

انابت اور توبہ کا معنی یہ ہے کہ آدمی اللہ کے خوف سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے کے لیے اللہ کی طرف رجوع کرے۔

۲۔توبہ کا حکم:

توبہ کے وجوب پر کتاب وسنت کے بکثرت دلائل اور امت کا اجماع موجود ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:((قَالَ الْعُلَمَاءُ: اَلتَّوْبَةُ وَاجِبَةٌ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ))[1]

''علماء نے کہا ہے کہ توبہ ہر گناہ سے واجب ہو جاتی ہے۔''

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (النور: ۳۱)

اے مومنو! سب کے سب اللہ کی طرف رجوع (توبہ) کرو! شاید تم کامیاب ہو جاؤ۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ﴾ (ھود: ۳)

''اپنے رب سے استغفار کرو، اور اسکی طرف رجوع کرو۔''

---

[1] رياض الصالحين: ۱/ ۳۹۔ ٤٠ (طبعه دارالسلام).

۳۔سبب توبہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (سورة الحشر: ۱۸)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر ایک کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے۔“

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت کریمہ محاسبہ نفس کے باب میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے، مومنوں کو اللہ تعالیٰ نے اس میں نصیحت کی ہے کہ وہ ظاہر و پوشیدہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہیں، فرائض وواجبات کی ادائیگی کا اہتمام کریں، اور محرمات وممنوعات سے بچتے رہیں، اور ہر وقت اپنی آخرت کو سدھارنے کی کوشش میں رہیں، اور ہر دم یہ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو دیکھ رہا ہے، اور انہیں ریکارڈ میں لا رہا ہے۔ کوئی چیز اس کے علم سے مخفی نہیں ہے۔ اور یہی چیز توبہ کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ہے۔

۴۔توبہ کی شروط:

اگر گناہ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے، کسی آدمی کے حق سے متعلق نہیں ہے تو ایسے گناہ سے توبہ (کی قبولیت کے لیے) تین شرطیں ہیں۔ اگر ایک شرط بھی مفقود ہوگی تو توبہ صحیح نہیں۔

۱ یہ کہ فوراً اس گناہ کو چھوڑ دے۔ (جس سے توبہ کر رہا ہے)

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِكَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ﴾ (النساء: ۱۷)

”اللہ کے نزدیک صرف ان لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے جو نادانی میں گناہ کر بیٹھتے

ہیں، پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں، تو اللہ ان کی توبہ قبول کرتا ہے۔''

۲ یہ کہ اپنے اس فعل (گناہ) پر نادم ہو۔

محسن انسانیت ﷺ کی حدیث ہے:

((اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ .))❶

''گناہ پر شرمندگی ہی توبہ ہے۔''　بقولِ شاعر:

میری آنکھوں سے بہہ نکلے تھے جو آنسو ندامت میں
وہی بخشش کے موتی بن گئے دریائے رحمت میں

۳ یہ کہ وہ پختہ ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی یہ گناہ نہیں کرے گا۔

جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (آل عمران: ١٣٥)

''اور جب ان سے کوئی بدکاری ہو جاتی ہے، یا اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں، تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے، اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔''

اور اگر اس گناہ کا تعلق کسی آدمی سے ہے تو اس کے لیے چار شرطیں ہیں: تین یہی (مذکورہ) اور چوتھی شرط یہ ہے۔

۴ کہ وہ صاحب حق کا حق ادا کرے۔ اگر کسی کا مال یا اس قسم کی کوئی چیز ناجائز طریقے سے

---

❶ صحيح سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، رقم: ٤٢٥٢، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے، اور ذہبی نے اس کی موافقت کیے مستدرك حاكم: ٤/ ٢٤٣.

لی ہو تو اسے واپس کرے، کسی پر تہمت وغیرہ لگائی ہو تو اس کی حد اپنے نفس پر لگوائے یا اس سے معافی طلب کر کے اس کو راضی کرے۔ اگر کسی کی غیبت کی ہے تو اسکو اس سے معاف کروائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٌ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَّا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ .)) [1]

''اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا کسی طریقہ (سے ظلم کیا ہو) تو اسے آج ہی اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرالے جس دن نہ دینار ہوں گے نہ درہم، بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا۔ اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہوگا تو اس کے ساتھی (مظلوم) کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔''

اور اگر کوئی ظالم مظلوم سے اپنے مظالم معاف نہ کرائے تو پھر موت کے بعد اس سے پورا پورا بدلہ دلایا جائے گا۔

۵۔توبہ کی فضیلت:

نبی التوبہ، محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلَى بَعِيرِهِ وَقَدْ أَضَلَّهُ فِي أَرْضٍ فَلَاةٍ .)) [2]

---

[1] صحيح بخاری، کتاب المظالم والغضب، رقم: ۲۴۴۹.

[2] صحيح بخاری، کتاب الدعوات، باب التوبة، ح ۶۳۰۹، صحيح مسلم، کتاب التوبة، باب الحض على التوبة، ح: ۲۷۴۷.

''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے جس نے کسی جنگل بیابان میں اپنا اونٹ گم کر کے پھر پا لیا ہو۔''

مزید فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِہِ لَوْلَمْ تُذْنِبُوا لَذَھَبَ اللَّهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰہَ فَيَغْفِرُلَهُمْ .)) [1]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اٹھا لیتا، اور تمہارے بجائے گناہ کرنے والی قوم کو لاتا، وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے تو رب کریم انہیں معاف کر دیتا۔''

اور فرمایا:

''چھوٹے گناہوں سے بچو، حقیقت میں چھوٹے گناہوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی قافلہ کسی وادی میں اترے پھر ان میں سے ایک شخص ایک لکڑی لائے، پھر ایک اور شخص لکڑی لائے، پھر ایک اور شخص لکڑی لائے، اور پھر باری باری تمام لوگ اتنی لکڑیاں اکٹھی کر لیں کہ آگ جلا کر اپنی روٹی پکا سکیں۔ چھوٹے گناہوں کا بھی بالکل یہی حال ہے۔ کیوں کہ چھوٹے گناہ مل کر تمہاری تباہی کا سامان بن جاتے ہیں (جس طرح لکڑیاں مل کر آگ جلانے کے قابل ہو گئیں۔) [2]

اور ایک مقام پر فرمایا:

((لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِّنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ وَادِيَانِ ، وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ .)) [3]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب سقوط الذنوب بالاستغفار والتوبة، ح: ٦٩٦٥

[2] مسند أحمد: ٣٣١/٥، معجم كبير للطبراني، رقم، ١٠٥٠٠، صحيح الجامع الصغير، رقم: ٢٦٨٦.

[3] صحيح بخاری، كتاب الرقاق، باب مايتقى من فتنة المال، ح: ٦٤٣٦، صحيح مسلم، كتاب الزكوة، باب لوأن لإبن آدم واديين لابتغىٰ ثالثاً

''اگر ابن آدم کے پاس ایک وادی سونے کی ہو تو وہ اس پر قناعت نہیں کرے گا بلکہ چاہے گا کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں، اس کا منہ تو (قبر کی) مٹی ہی بھرے گی، اور اللہ تعالیٰ اس پر رجوع فرماتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ (یعنی توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے)

۶۔ بے مثال توبہ کے چند واقعات:

لہٰذا جو بھی آدمی اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے، اللہ اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے '' الغَفَّارُ '' بخشنے والا '' اَلتَّوَّابُ '' بہت توبہ قبول کرنے والا۔ '' اَلْعَفُوَّ '' معاف کرنے والا '' الغَفُوْرُ '' بار بار بخشنے والا'' بھی شامل ہے۔ پس ہر عاصی اور گنہگار کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، بخشش اور معافی سے بھرپور فائدہ اُٹھالے۔ ذیل کی سطور میں ہم بطور سبق اور ترغیب کے ان لوگوں کا تذکرہ بھی کردیتے ہیں جن کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

☆ ......سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ

سیدنا ابوسعید سعد بن مالک بن سنان الخذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا، اس نے ننانوے (۹۹) قتل کیے۔ پس اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کی بابت لوگوں سے پوچھا تو اسے ایک راہب (پادری) کا پتہ بتلایا گیا، اس نے اس سے جا کر پوچھا کہ اس نے ننانوے قتل کیے ہیں، کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ اس نے اس پادری کو بھی قتل کر کے سو کی تعداد پوری کرلی، اس نے پھر پوچھا کہ مجھے سب سے بڑا عالم بتاؤ؟ اسے ایک عالم کی نشاندہی کی گئی۔ اس نے اس سے جا کر پوچھا کہ اس نے سو آدمی قتل کیے ہیں کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اس عالم نے کہا: ہاں، کون ہے جو اس کے اور اس کی توبہ کے درمیان حائل ہوسکتا ہے؟ جاؤ! تم فلاں علاقے میں چلے جاؤ! بلاشبہ وہاں کچھ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں، تم بھی ان

کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو اور اپنی زمین کی طرف واپس نہ آنا یہ برائی کی زمین ہے۔ چنانچہ اس نے نیکیوں کی اس بستی کی طرف سفر شروع کر دیا، ابھی اس نے آدھا راستہ ہی طے کیا تھا۔ کہ اسے موت آ گئی (اس کی روح کو لینے کے لیے) رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے دونوں ہی آ گئے اور ان کے درمیان جھگڑا شروع ہو گیا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: وہ تائب ہو کر آیا تھا اور دل کی پوری توجہ سے وہ اللہ کی طرف آنے والا ہے۔ عذاب کے فرشتے بولے: اس نے کبھی بھلائی کا کام نہیں کیا (اس لیے وہ عذاب کا مستحق ہے، ان فرشتوں کے مابین یہ جھگڑا جاری تھا) کہ ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں آیا، اسے انہوں نے اپنا حکم (فیصل) بنا لیا۔ اس نے فیصلہ دیا کہ دونوں زمینوں کی درمیانی مسافت کو ناپو، یعنی جس علاقے سے وہ آیا تھا وہاں سے یہاں تک کا فاصلہ، اور یہاں سے نیکوں کے علاقے کا فاصلہ، دونوں کی پیمائش کرو ان دونوں میں سے وہ جس کے زیادہ قریب ہو، وہی اس کا حکم ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے پیمائش کی تو انہوں نے اس زمین کو زیادہ قریب پایا جس کی طرف وہ ارادہ کیے جا رہا تھا، پس اسے رحمت کے فرشتوں نے اپنے قبضے میں لے لیا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ اسے نیک بستی کی طرف ایک بالشت قریب پایا گیا، پس اسے نیکوں میں شمار کیا گیا۔ [1]

☆......غامدیہ خاتون کی توبہ

سیّدنا عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلے کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور وہ ارتکاب زنا سے حاملہ تھی۔ اس نے (آ کر) کہا: یا رسول اللہ! مجھ سے حد والے گناہ کا ارتکاب ہو گیا ہے، آپ مجھ پر حد قائم فرما دیجئے! (ماحی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ولی (وارث، قریبی رشتے دار) کو بلایا اور فرمایا: اس کو اچھے طریقے سے پاس رکھ اور جب یہ بچہ جن لے تو اس کے بعد اس کو لے آنا، چنانچہ اس نے ایسا ہی

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأنبياء ح: ٣٤٧٠، صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل، ح: ٧٠٠٨، ٧٠٠٩.

کیا۔ اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ نے اس کی بابت حکم دیا تو اس کے کپڑے اس پر مضبوطی سے باندھ دیئے گئے پھر آپ کے حکم پر اسے رجم کر دیا گیا۔ پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس بدکاری کرنے والی عورت پر آپ نماز جنازہ پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (عمر! تمہیں نہیں معلوم) اس عورت نے ایسی (خالص) توبہ کی ہے کہ اگر اسے اہل مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دیا جائے تو ان کو کافی ہو جائے۔ کیا اس سے بھی افضل کوئی بات ہے کہ اللہ عزوجل کی رضا کے لیے اس نے اپنی جان تک قربان کر دی؟ [1]

۷۔ مغفرت طلب کرنے کے لیے چند دعائیں:

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو سکھایا کہ وہ ہر حال میں اپنے رب کی حمد وثنا بیان کرتے رہیں، اور اس سے مغفرت ورحمت کی دعا کرتے رہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً.)) [2]

''اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں، اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔''

چنانچہ ہم ذیل کی سطور میں ان چند ادعیہ کا ذکر کرتے ہیں جن کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے مغفرت طلب فرمایا کرتے تھے۔

۱. ﴿ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝ ﴾ (المؤمنون: ۱۱۸)

''میرے رب! میری مغفرت فرما دے، اور مجھ پر رحم کر دے، اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔''

۲. سیدنا شداد بن اُوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (یہ) سید الاستغفار

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ بالزنی، حدیث رقم: ۴۴۳۳.

[2] یح بخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی ﷺ فی الیوم واللیلة، رقم: ۶۳۰۷.

ہے، لہٰذا تم دعا کیا کرو، اور جو شخص یہ کلمات پورے یقین کے ساتھ دن کو کہے اگر شام سے پہلے فوت ہو جائے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جو کوئی رات کو یہ کلمات یقین کے ساتھ کہے اور صبح سے پہلے فوت ہو جائے وہ بھی جنت میں جائے گا (کلمات یہ ہیں):

((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ ، وَأَنَا عَبْدُكَ ، وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ ، وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ ، اَعُوْذُبِكَ ، مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ ، وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ .)) [1]

''اے میرے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں، مقدور بھر تیرے وعدے اور عہد پر قائم ہوں، میں اپنے اعمال کے شر سے تیری حفاظت چاہتا ہوں، مجھ پر تیری جو نعمتیں ہیں ان کا اقرار کرتا ہوں، اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں مجھے معاف کر دے۔ بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔''

۳ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازِ تہجد کے سجود میں یہ دعا پڑھتے سنا:

((رَبِّ اغْفِرْلِيْ ، رَبِّ اغْفِرْلِيْ .)) [2]

''اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے، اے میرے پروردگار! مجھے معاف فرما۔''

۸۔ گناہوں کو دھو دینے والے اعمال:

ذیل کی سطور میں ہم (ادعیہ کے علاوہ) ان اعمال کا ذکر بھی کیے دیتے ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نص قائم کر دی ہو کہ یہ اعمال گناہوں کی بخشش کا باعث ہیں۔ تاکہ ہر کوئی مسلمان آدمی ان اعمال کے ذریعے اپنے رب سے اپنے گناہ معاف کرا لے۔

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الدعوات، باب أفضل الإستغفار، ح: ٦٣٠٦ وباب مايقول إذا أصبح، ح: ٦٣٢٣.

[2] سنن ابو داؤد، كتاب الصلوٰة، باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده، رقم: ٨٧٤ علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے

☆......نماز میں امام کے پیچھے آمین کہنا، اور آمین کا فرشتوں کی آمین سے ملنا

سیّدنا أبوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا أَمَّـنَ الإِمَـامُ فَـأَمِّنُوْا ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ أَمِيْنَ الْمَلائِكَةِ غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❶

''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، پس جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کرگئی، اس کے سابقہ (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔''

☆......رکوع سے اٹھ کھڑے ہونے کے بعد " اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ " پڑھنا

سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ اَلْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلائِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❷

''جب امام " سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ " کہے تو تم " اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ " کہو کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہوگیا، اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

☆......کھانا کھانے کے بعد دعا کرنا

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص کھانا کھانے کے بعد یہ کلمات پڑھے اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے (کلمات یہ ہیں)۔

((أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّيْ وَلَاقُوَّةٍ .)) ❸

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب جهر الامام بالتأمین ، ح : ۷۸۰.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد، ح، ۷۹۶.

❸ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو (وما تأخر) ''اگلے گناہ'' کے الفاظ چھوڑ کر حسن کہا ہے۔ صحیح سنن ترمذی، ابواب الدعوات، باب مایقول إذا فرغ من الطعام، ح: ۳۴۵۸، صحیح سنن أبو داؤد، ⇦⇦⇦

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں جس نے مجھے بغیر میری قوت اور طاقت کے کھانا کھلایا۔''

☆......نماز کے بعد ذکر کرنا

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَبَّحَ فِی دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ ثَلاثًا وَّثَلاثِیْنَ ، وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلاثًا وَّثَلاثِیْنَ وَکَبَّرَ اللّٰهَ ثَلاثًا وَّثَلٰثِیْنَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَّ تِسْعُوْنَ ، وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ، غُفِرَتْ خَطَایَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ .)) [1]

''جس شخص نے ہر نماز کے بعد تینتیس (۳۳) بار ((سُبْحَانَ اللّٰهِ)) تینتیس (۳۳) بار ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ)) اور تینتیس (۳۳) بار ((اَللّٰهُ اَکْبَرُ)) کہا تو یہ ننانوے (۹۹) کلمات ہوگئے، اور سو (۱۰۰) کا عدد پورا کرنے کے لیے کہا ((لَا إِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ)) ''اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، ساری کی ساری بادشاہت اسی کی ہے، اور اس کی تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔''

☆......ایک دن میں سو (۱۰۰) مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہنا:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

⇦⇦⇦ كتاب اللباس، باب مايقول إذا لبس ثوبا جديدا ح: ٤٠٢٣، مسند احمد (٤٣٩/٣)، سنن دارمی رقم: ٢٦٩٣.

[1] صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلوة وبيان صفته حديث، رقم: ١٢٥٣.

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِی یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَایَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ .)) ❶

''جس نے "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" دن میں سو(۱۰۰) مرتبہ کہا، اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔''

☆......اچھی طرح وضو کرنا

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ ، أَوِالْمُؤْمِنُ ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنِهِ، مَعَ الْمَاءِ ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ ، أَوْ نَحوَ هٰذَا ، وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ .)) ❷

''جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے، اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اس نے آنکھوں سے دیکھ کر کیے تھے، اور جب اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں جو اس نے ہاتھوں کے ساتھ کیے تھے، حتی کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

☆......نماز پنجگانہ، جمعہ اور رمضان کے روزوں پر محافظت کرنا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلصَّلٰوتُ الْخَمْسُ ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ ، وَرَمَضَانُ إِلٰى رَمَضَانَ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التسبیح، ح: ٦٤٠٥.

❷ صحیح سنن ترمذی، ابواب الطهارة، باب ما جاء فی فضل الوضوء، ح: ۲، مؤطا (۷۵) مسند احمد: ۳۰۳/۲ـ سنن دارمی، ح: ۷۲٤.

مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .)) ❶

''پانچ نمازیں، اور ایک جمعہ سے لے کر دوسرا جمعہ پڑھنا، اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے روزے رکھنا ان کے درمیان والے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتے ہیں۔ انسان جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے۔''

☆......اذان دینا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤَذِّنَ يُغْفَرُ لَهُ مُدَى صَوْتِهِ .)) ❷

''یقیناً مؤذن کے گناہ اس کی آواز کی مقدار معاف کردیئے جاتے ہیں۔''

☆......اذان سننے کے بعد ذکر کرنا

سیدنا سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اذان سننے کے بعد یہ کلمات پڑھے اس کے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔

((أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا ، وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا .)) ❸

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اس کے بندے، اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے پر، محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوگیا۔''

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الطهارة، ح: ٥٥٢.

❷ مسند احمد: ٢/٢٦٦، صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٩٢٩.

❸ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ٨٥١.

☆......اچھی مجالس میں اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے حاضر ہونا

سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوْا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ لَا يُرِيْدُوْنَ بِذٰلِكَ إِلَّا وَجْهَهُ إِلَّا نَادَاهُمْ مُّنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ ، أَنْ قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَكُمْ ، قَدْ بُدِّلَتْ سَيِّئَاتُكُمْ حَسَنَاتٍ .)) [1]

''جو بھی قوم اللہ کی رضا کے حصول کے لیے مجلس قائم کرتی ہے تو اسے آسمان سے منادی کرنے والا ندا دیتا ہے: تم اس مجلس سے اس حالت میں اُٹھو گے کہ تمہارے گناہ معاف ہوں گے، اور تمہاری سیاہ کاریاں نیکیوں میں بدلی ہوئی ہوں گی۔''

❀❀❀❀

---

[1] اُحمد شاکر رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔ مسند احمد: ۳/۱٤۲، ح: ۱۲٤۵۳. مسند ابو یعلیٰ، ح: ٤۱٤۱. طبرانی أوسط، ح: ۱۵۷۹.

پانچواں سبب:

کثرتِ نوافل

۱۔ نفل کے معنی ومفہوم:

''نفل'' کا معنی زائد ہے۔ کہا جاتا ہے ((تَنَفَّلُ الْمُصَلِّیْ)) نوافل (فرائض سے زائد نمازیں) پڑھنا، یہ بھی کہا جاتا ہے ((هُوَ یُصَلِّیْ النَّافِلَةَ)) وہ فرض کے علاوہ نفل نماز پڑھتا ہے۔

اور شرعی طور پر نفل فرض اور واجب کے علاوہ اس عمل کو کہتے ہیں۔ جو مسلمان پر فرض نہ ہو، اور وہ اسے اپنی مرضی وخوشی سے سرانجام دے۔ [1] فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ﴾ (البقرة: ۱۸۴)

''اور جو کوئی اپنی خوشی سے زیادہ بھلائی کرنا چاہے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے۔''

۲۔ نوافل کی فضیلت:

☆ ...... نفلی عبادت بندے کی طرف اللہ کی محبت کھینچ لاتی ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے، اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں

---

[1] المعجم الوسیط ص: ۱۱۴۷، القاموس الوحید ص: ۱۶۸۸.

اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں، اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں، اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کی وجہ سے تکلیف جسمانی کو پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا بُرا لگتا ہے۔ [1]

فائدہ:......اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ داؤد راز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ عین اللہ ہو جاتا ہے جیسے معاذ اللہ اتحادیہ اور حلولیہ کہتے ہیں، بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ میری عبادت میں غرق ہو جاتا ہے، اور مرتبہ محبوبیت پر پہنچ جاتا ہے تو اس کے حواس ظاہری و باطنی سب شریعت کے تابع ہو جاتے ہیں۔ وہ ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ سے صرف وہی کام لیتا ہے جس میں میری مرضی ہے۔ خلافِ شریعت اس سے کوئی کام سرزد نہیں ہوتا۔''

☆...... **کثرت سے نوافل ادا کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے:**

سیّدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات گزارا کرتا تھا، اور رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو اور استنجا کرنے کے لیے پانی رکھا کرتا کہ (ایک رات) مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سَلْ'' مجھ سے سوال کرلو، پس میں نے عرض کیا:

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب التواضع، ح: ٦٥٠٢۔ مسند احمد، ح: ٢٦١٩٣.

میں جنت میں بھی آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے علاوہ کوئی اور خواہش ہو تو بتا دو؟ (فرماتے ہیں) میں نے پھر کہا: میری یہی خواہش ہے (کہ جنت میں بھی آپ کے ساتھ رہوں) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَأَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ .)) [1]

''پس زیادہ سے زیادہ نفل ونوافل ادا کر کے میری مدد کرو۔''

کسی نے خوب کہا ہے

وہ سجدہ روح زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں ممبر و محراب

☆......نوافل فرائض کو مکمل کرتے اور ان کے نقص کو پورا کرتے ہیں:

سیّدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''روزِ قیامت بندے سے جس چیز کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ اس کی نماز ہے، اگر اس نے اسے مکمل کیا ہوگا تو وہ اس کے لیے مکمل لکھ دی جائے گی، اور اگر اس نے اسے مکمل نہیں کیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا، ذرا دیکھو، میرے بندے نے کوئی نفل نماز بھی پڑھی تھی یا نہیں؟ (اگر نفل نماز پڑھی تھی تو) اس کے ذریعے اس کی فرض نمازوں کو مکمل کردو، پھر زکاۃ کا اور اس کے بعد باقی تمام اعمال کا حساب بھی اسی طرح لیا جائے گا۔'' [2]

☆......نمازِ نفل کے ذریعے درجات بلند ہوتے ہیں اور گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں:

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان سے محبوبِ رب العالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ ، فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل السجود والحث علیه، ح: ۱۰۹٤.

[2] سنن ابو داؤد/ رقم: ۸٦٤، سنن ابن ماجه، کتاب إقامة الصلوٰة والسنة فیها، رقم: ۱٤۲۵، اس کو البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے، مزید دیکھیں: مسند أحمد: ۲/ ۲۹۰۔ احمد شاکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: إسناده صحیح.

رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً ، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً .))❶

''آپ زیادہ سے زیادہ سجدے کیا کرو، کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک سجدہ کروگے تو وہ اس کے بدلے تمہارا ایک درجہ بلند کردے گا اور تمہارا ایک گناہ مٹادے گا۔''

☆......**نمازنفل گھر میں باعث برکت ہے:**

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ ، وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا .))❷

''اپنے گھروں میں بھی نمازیں پڑھا کرو، اور انھیں بالکل مقبرہ نہ بنالو۔''

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وإنما حث على النافلة في البيت لكونه أخفى وأبعد من الرياء ، وأصون من المحبطات ، وليتبرك البيت بذلك ، وتنزل فيه الرحمة والملائكة ، وينفر منه الشيطان .))❸

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں نمازنفل ادا کرنے کی ترغیب اس لیے دی تاکہ انسان ریاکاری سے محفوظ رہ سکے، اور اس کی نماز اعمال ضائع کرنے والے امور سے زیادہ محفوظ رہتی ہے، اور تاکہ گھر میں برکت آئے، اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو، اور فرشتے آئیں اور شیطان بھاگ جائے۔''

☆......**نفلی نماز سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہوتا ہے:**

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو (اتنا لمبا) قیام فرماتے کہ آپ کے پاؤں مبارک (بوجہ ورم) پھٹنے لگتے۔ سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (میں نے عرض

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، رقم الحديث: ٤٨٨.

❷ صحيح بخارى، كتاب الصلاة، رقم: ٤٣٢، صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: ٧٧٧.

❸ شرح مسلم، ص: ٦٤٦، طبع دار ابن حزم.

کیا) اے اللہ کے رسول! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں، حالانکہ اللہ (غفور، رحیم) نے تو آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کردی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

((أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا .)) [1]

''کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

۴۔ چند نفلی عبادات کا بیان:

ذیل کی سطور میں اب ہم چند نوافل عبادات کا ذکر کرتے ہیں تاکہ کوئی بھی مسلمان ان کے ذریعہ سے اپنے رب کو راضی کرلے اور محبوبیت کے درجہ پر فائز ہوجائے۔

☆ ......فرائض کے ساتھ مؤکدہ سنتیں، اور وہ بارہ رکعات ہیں:

جیسا کہ سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ .)) [2]

''جو شخص دن اور رات میں بارہ (۱۲) رکعات پڑھتا ہے، اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنادیا جاتا ہے۔''

یہ حدیث بیان کرنے کے بعد سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ .))

''میں نے جب سے ان بارہ رکعات کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے، تب سے انھیں کبھی نہیں چھوڑا۔''

☆ ......ان بارہ رکعات کی تفصیل:

''ظہر سے پہلے چار (۴) اور اس کے بعد دو (۲) مغرب کے بعد دو (۲) عشاء

---

[1] صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، رقم: ۲۸۲۰، صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ٤٨٣٧.

[2] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، ح: ۷۲۸.

کے بعد دو (۲) اور فجر سے پہلے دو (۲) رکعات۔'' ❶

☆...... **نمازِ چاشت** :...... رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ سُلَامٰی مِنْ أَحَدِکُمْ صَدَقَةٌ: فَکُلُّ تَسْبِیْحَةٍ صَدَقَةٌ ، وَکُلُّ تَحْمِیْدَةٍ صَدَقَةٌ ، وَکُلُّ تَهْلِیْلَةٍ صَدَقَةٌ ، وَکُلُّ تَکْبِیْرَةٍ صَدَقَةٌ ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ ، وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَةٌ ، وَیُجْزِیءُ مِنْ ذٰلِكَ رَکْعَتَانِ یَرْکَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰی)) ❷

''تم میں سے ہر آدمی اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ذمے اس کے ہر جوڑ پر صدقہ ہوتا ہے، پس ہر ایک بار (سُبْحَانَ اللّٰهِ) کہنا صدقہ ہے، ہر بار (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ) کہنا صدقہ ہے، ہر بار (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) کہنا صدقہ ہے، ہر مرتبہ (اَللّٰهُ اَکْبَرُ) کہنا صدقہ ہے، اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، اور نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، اور ان کے مقابلے میں چاشت کی وہ دو رکعتیں بھی کفایت کر جاتی ہیں جو کوئی انہیں ادا کرتا ہے۔''

☆...... **وضو کے بعد دو رکعت پڑھنا**: ...... سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((یَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِأَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِی الْإِسْلَامِ ، فَإِنِّی سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْكَ بَیْنَ یَدَیَّ فِي الْجَنَّةِ ، قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلاً أَرْجٰی عِنْدِي مِنْ أَنِّی لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَیْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّیْتُ بِذَالِكَ الطُّهُوْرِ مَا کُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّیَ .)) ❸

---

❶ صحیح سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ٤١٤، ٤١٥.

❷ صحیح مسلم ، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب صلاة الضحیٰ، ح: ١٦٧١.

❸ صحیح بخاری، کتاب التهجد، باب فضل الوضوء باللیل والنهار، ح: ١١٤٩. صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل بلال رضی الله عنه، ح: ٦٣٢٤.

''اے بلال! مجھے تم اپنا وہ عمل بتاؤ جو تم نے اسلام میں سب سے زیادہ اُمید والا کیا ہے، اس لیے کہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی آواز سنی ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے کوئی عمل اپنے نزدیک اس سے زیادہ اُمید والا نہیں کیا کہ میں نے رات یا دن کی جس گھڑی میں بھی وضوء (یا غسل) کیا اس کے ساتھ، جتنی نماز میرے مقدر میں تھی، میں نے ضرور پڑھی۔''

☆...... **قیام اللیل (نمازِ تہجد)** :......اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ﴾ (السجدہ: ۱۶)

''(اہل ایمان) کے پہلوان کے بستروں سے دور رہتے ہیں۔''

اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ ، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا .)) [1]

''نبی ﷺ رات کو اتنا قیام فرماتے کہ آپ کے پاؤں مبارک (ورم سے) پھٹ جاتے، پس میں نے (ایک دن) آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں اتنی مشقت برداشت کرتے ہیں جب کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بھی بخش دیے گئے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: کیا میں (اللہ کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

سیّدنا اَبواُمامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلٰى

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله لیغفرلك الله ما تقدم من ذنبك، ح: ۱۱۳۰. صحیح مسلم، کتاب المنافقین، باب اکثار الأعمال والإجتهاد فی العبادة، ح: ۲۸۲۰.

رَبِّكُمْ وَمُكَفِّرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ ، وَمَنْهَاةٌ لِلْاِثْمِ .)) ❶

''تم قیام اللیل ضرور کیا کرو، کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کی عادت تھی، اور اس سے تمھیں تمہارے رب کا قرب حاصل ہوتا ہے، اور یہ گناہوں کو مٹانے والا، اور برائیوں سے بچانے والا (عمل) ہے۔''

☆......**شب قدر کا قیام** :......رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّإِحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ❷

''جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا (اللہ کی عبادت کی) اس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔''

☆......**شعبان کے روزے** :......سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنْ شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ . وَفِيْ رِوَايَةٍ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيْلًا .)) ❸

''کہ رسول اللہ ﷺ کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ (نفلی) روزے نہیں رکھتے تھے، بلاشبہ آپ شعبان کا پورا مہینہ روزہ رکھتے تھے۔''

اور ایک رروایت میں ہے کہ ''آپ سوائے چند دنوں کے شعبان کے باقی روزے رکھتے تھے۔''

☆......**یوم عرفہ کا روزہ** :......سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

---

❶ اس کو البانی رحمہ اللہ نے حسن کہا ہے، صحیح سنن ترمذی، رقم: ۳۴۵۹، ارواء الغلیل، رقم: ۴۵۲، امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ مستدرك: ۱/ ۳۰۸.

❷ صحیح بخاری، کتاب صلاة التراویح، باب فضل من قام رمضان، ح: ۲۰۰۸. صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراویح، ح: ۱۷۸۱.

❸ صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم شعبان، ح: ۱۹۷۹. صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صیام النبی صلی الله علیه وسلم فی غیر رمضان، ح: ۲۷۲۱، ۲۷۲۲.

سے عرفہ کے روزے کے متعلق سوال کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ .)) [1]

"عرفہ کا روزہ ایک سال گزشتہ، اور ایک آئندہ سال کے گناہ مٹا دیتا ہے۔"

☆ ...... **عاشوراء اور نویں محرم کے روزے**: ...... سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ .)) [2]

"یقیناً رسول اللہ ﷺ نے عاشورے کے دن کا روزہ رکھا، اور لوگوں کو بھی اس دن کا روزہ رکھنے کی ترغیب دلائی۔"

اور سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَئِنْ بَقِيْتُ إِلٰى قَابِلٍ لَأَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ .)) [3]

"اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو (۹) محرم کا روزہ (بھی) رکھوں گا۔"

☆ ...... ان روزوں کے علاوہ شوال کے چھ روزے، سوموار اور جمعرات کے روزے، اور ہر مہینے تین روزے رکھنے بھی مستحب اور نفل عبادت ہیں۔ [4]

☆ ...... **کسی دوسرے روزہ دار کا روزہ کھلوانا**: ...... رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

---

[1] صحيح مسلم ، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة ايام من كل شهر، وصوم يوم عرفة، ح: ١١٦٢.

[2] صحيح بخارى، كتاب الصوم ،باب صيام عاشوراء، ح: ٢٠٠٤ـ صحيح مسلم ، كتاب الصيام، باب صوم عاشوراء، ح: ٢٦٥٦.

[3] صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب أى يوم يصام في عاشورا، ح: ١١٣٤.

[4] تفصیل کے لیے دیکھیے: صحيح بخارى، كتاب التهجد، باب صلاة الضحىٰ، ح: ١١٧٨. صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال إتباعًا لرمضان، ح: ٢٧٥٨، باب استحباب صيام ثلاثة أيام فى كل شهر، ح: ٢٧٥٢، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحىٰ، ح: ١٦٧٢.

((مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا ، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ ، غَيْرَ أَنَّهُ لا يُنْقَصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْءٌ .)) ❶

''جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو اسے بھی اس (روزہ دار) کے برابر اجر ملے گا، اور روزہ دار کے اجر میں کمی بھی نہیں کی جائے گی۔''

☆......**اعتکاف کرنا** :......سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ .)) ❷

''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔''

☆......**انفاق في سبيل الله** :......فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝﴾
(البقرہ: ۲۷۴)

''جو لوگ اپنے اموال رات اور دن میں خفیہ اور کھلے طور پر خرچ کرتے ہیں، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ثابت ہے، اور اُن پر نہ خوف طاری ہوگا اور نہ اُنہیں کوئی غم لاحق ہوگا۔''

جس کام کے لیے تو آیا تھا اے انسان
خانہ خراب تجھ سے وہی کام رہ گیا

❀❀❀❀

---

❶ صحیح: سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء فی الاعتكاف إذا خرج منه، ح: ۸۰۷، اسے ابن خزیمہ (۲۰۶۴) اور ابن حبان (موارد الظمآن: ۸۹۵) نے صحیح کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الاعتكاف، باب الأعتكاف فی العشر الأواخر، ح: ۲۰۲۵. صحیح مسلم، کتاب الاعتكاف، باب اعتكاف فی العشر الأواخر من رمضان، ح: ۲۷۸۰.

چھٹا سبب:

دنیا سے بے نیازی

ا۔ دنیا کی زندگی محبوب اور دل پسند:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ اٰمَنُوا ۘ وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○﴾ (البقرہ : ۲۱۲)

''جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان کے لیے دنیا کی زندگی بڑی محبوب ودل پسند بنا دی گئی ہے، ایسے لوگ ایمان کی راہ اختیار کرنے والوں کا مذاق اُڑاتے ہیں مگر قیامت کے روز پرہیزگار لوگ ہی ان کے مقابلے میں عالی مقام ہوں گے، رہا دنیا کا رزق تو اللہ کو اختیار ہے جسے چاہے بے حساب دے۔''

''سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو جزیہ وصول کرنے کے لیے بحرین بھیجا، وہ جب بحرین سے (ایک لاکھ اسی ہزار درہم جزیہ کا) مال لے کر آئے، اور انصار کو ان کے آنے کا علم ہوا تو انہوں نے (اپنے اپنے قبیلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کی بجائے) صبح کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مسجد نبوی میں) ادا کی، نماز سے فارغ ہوتے ہی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر مسکرائے۔ پھر فرمایا: میرا گمان ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کچھ مال لے کر آئے

ہیں، وہ بولے: ہاں! یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: کہ خوش ہو جاؤ، اور امید رکھو کہ تمہاری خوشی اور مسرت کا دور آنے والا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے یہ ڈر نہیں ہے کہ تم مفلس ہو جاؤ گے، میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دولتِ دنیا تم پر کشادہ ہو جائے گی جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر یہ کشادہ ہوئی تھی، اور ان ہی کی طرح تمہیں مال و دولت کی طرف رغبت ہو گی اور اس کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے، اور یہ دنیا کی فراوانی، وسعت اور اس کی طرف بے انتہا رغبت تمہیں تباہ کر کے رکھ دے گی، جیسا کہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو بربادی اور ہلاکت کے غار میں دھکیل دیا تھا۔'' [1]

۲۔ دنیا و آخرت کی بھلائی مانگنا:

لہٰذا تم دنیا و آخرت کی بھلائی مانگا کرو۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ○ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○ ﴾ (البقرہ: ۲۰۰ تا ۲۰۲)

''ان لوگوں میں سے کوئی تو ایسا ہے کہ جو کہتا ہے: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا ہی میں سب کچھ دیدے، ایسے شخص کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور کوئی کہتا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی، اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا، ایسے لوگ اپنی کمائی کے مطابق (دونوں جگہ) حصہ پائیں گے، اور اللہ کو حساب چکاتے کچھ دیر نہیں لگتی۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب الدنیا سجن للمؤمن ......: ۷۴۲۵.

٣۔ دنیا کی حقیقت:

اور دنیا کی حقیقت سے آگاہ رہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَاللّٰـهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهُ هٰذِهِ فِی الْيَمِّ ، فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ بِمَ تَرْجِعُ؟)) ❶

''اللہ کی قسم آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حقیقت صرف اتنی ہے جیسے کوئی سمندر میں (شہادت کی) انگلی ڈالے، پھر (نکال کر) دیکھے کہ وہ کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے؟''

اس ارشادِ رسول ﷺ نے سمندر میں انگلی ڈالنے سے جتنا پانی انگلی میں آتا ہے پانی کی اس مقدار سے دنیا کو، اور باقی ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے آخرت کی زندگی کو تشبیہ دی ہے، آخرت کی لازوال نعمتوں اور ابدی کامرانیوں کو نظر انداز کر کے ایسی بے وزن اور حقیر دنیا کو زندگی کا نصب العین بنا لینا اپنی ذات کے ساتھ ظلم اور حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

٤۔ دنیا کی وقعت:

کیونکہ دنیا کی وقعت نگاہِ باری تعالیٰ میں مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شُرْبَةَ مَاءٍ .)) ❷

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی نگاہ میں اگر دنیا مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو وہ پانی کا ایک گھونٹ بھی کسی کافر کو نہ پلاتا۔''

اس ارشادِ رسول علیہ الصلاۃ والسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کے

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة، (٧١٩٧).

❷ صحيح سنن ترمذی، كتاب الزهد، باب ماجاء فی هوان الدنيا على الله عزوجل، رقم الحديث: (٢٣٢٠). سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب مثل الدنيا، ٤١١٠، مستدرك حاكم: ٣٠٦/٤.

مال واسباب اور عیش وعشرت کے سامان کی کوئی قدرو قیمت نہیں، بلکہ اس کا بہت بڑا حصہ کفر اور الحاد کے علمبرداروں کو دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ۝﴾

(آل عمران : ۱٤)

''لوگوں کے لیے مرغوباتِ نفس یعنی عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چنیدہ (نشان لگے ہوئے) گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں، بڑی مزین کی گئی ہیں مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں، اور حقیقت میں بہتر ٹھکانہ تو اللہ کے پاس ہے۔''

دراصل آج ہمارے نزدیک کامیابی کا معیار دنیا کا حصول اور دنیا کا مال ومتاع ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں کامیاب وہ شخص ہے جو جہنم سے آزاد ہو کر جنت میں چلا گیا، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۝﴾ (آل عمران : ۱۸۵)

''(آخرکار) ہر متنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور تم سب اپنے اپنے پورے اجر قیامت کے روز پانے والے ہو، کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتشِ دوزخ سے بچ جائے، اور جنت میں داخل کر دیا جائے، رہی یہ دنیا کی زندگی، تو یہ محض ایک ظاہر فریب کی چیز ہے۔''

۵۔ دنیا سے محبت اور موت سے نفرت:

آج یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ ملت اسلامیہ زندگی کے ہر شعبہ میں ذلت، انتشار، تفرقہ بازی، بداخلاقی، ذہنی آوارگی اور فکری ونظریاتی الحاد میں مبتلا ہے۔

یہ امر واقعہ ہے کہ کافر قوموں نے ہماری تہذیب وتمدن، اور ہمارے نظریات پر بھر پور حملے کیے ہیں، مغربی دنیا کے سفید ہاتھی اور کیمونسٹ بلاک کے سرخ دیو نے اسلام سے ایسا خوفناک انتقام لیا ہے جس کی دنیا کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی، کروڑوں مسلمان کردار کی قوت سے محروم ہوکر کافرانہ، اور باطلانہ نظام کے بے پناہ سیلاب میں تنکوں کی طرح بہتے چلے جارہے ہیں۔ سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

((يُوْشِكُ الْأُمَمُ اَنْ تَدَاعَي عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْاَكَلَةُ اِلَى قَصْعَتِهَا ، فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ:بَلْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ .)) [1]

”عنقریب غیر مسلم قومیں تمہاری سرکوبی کے لیے ایک دوسرے کو بلائیں گی، اور پھر وہ سب مل جل کر دھاوا بول دیں گی، جیسا کہ بہت سے کھانے والے افراد ایک دوسرے کو بلا کر دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ایک آدمی نے عرض کیا (حضور ﷺ!) کیا اس وقت ہماری تعداد بہت تھوڑی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ اس وقت تم تعداد میں کثیر ہوگے، لیکن تمہاری حیثیت سیلاب کے جھاگ اور خس وخاشاک سے زیادہ نہ ہوگی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہوگا کہ

---

[1] سنن ابوداؤد، كتاب الملاحم، باب فی تداعی الأمم علی الإسلام، ٤٢٩٧. سلسلة الاحاديث الصحيحه، رقم: ٩٥٨.

دشمن قوموں کے دل میں تمہارا رعب ختم ہو جائے، اور تمہارے دل وہن کا شکار ہو جائیں، کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ! وھن کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔‘‘

۶۔ثواب دنیا:

موت کا ایک دن مقرر ہے، اُس دن اور اس وقت سے پہلے نہیں آ سکتی، اور جب کسی کا مقرر وقت آ جائے تو وہ اس سے بچ نہیں سکتا، لہٰذا اپنے نیک اعمال کے ذریعہ دنیاوی فوائد و مصالح کے حصول کی نیت نہ رکھو، کیونکہ جو اپنے نیک اعمال کے ذریعہ دنیاوی فوائد کے حصول کی نیت کرتا ہے تو اسے اس کی مانگ کے مطابق دے دیا جاتا ہے، لیکن آخرت میں اُس کا کوئی اجر اُسے نہیں ملے گا۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَ سَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ○﴾ (آل عمران : ۱۴۵)

’’کوئی ذی روح اللہ کے اذن کے بغیر نہیں مر سکتا، موت کا وقت تو لکھا ہوا ہے جو شخص ثوابِ دنیا کے ارادہ سے کام کرے گا، اس کو ہم دنیا میں سے ہی دیں گے۔ اور جو ثوابِ آخرت کے ارادہ سے کام کرے گا، وہ آخرت کا ثواب پائیگا، اور شکر کرنے والوں کو ہم ان کی جزا ضرور عطا کریں گے۔‘‘

رسول اللہ ﷺ دنیا کی بجائے آخرت کی نعمتوں کو حاصل کرنے میں لگے رہتے۔ چنانچہ: سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا تہبند ٹھیک کیا، اس وقت آپ ﷺ کے پاس صرف یہی کپڑا تھا، آپ ﷺ کے پہلو پر چٹائی کا نشان پڑا ہوا تھا، پھر میں نے

خزانۂ رسول ﷺ پر نگاہ ڈالی تو اس میں (ایک صاع) تقریباً اڑھائی کلو کے قریب جو تھے۔ ایک درخت کے پتے بھی کچھ اتنی ہی مقدار کے تھے جن سے چمڑا رنگا جاتا ہے، دیوار پر ایک چمڑا ابھی لٹک رہا تھا جو پوری طرح رنگا ہوا نہیں تھا (یہ منظر دیکھ کر) میری آنکھیں اشک بار ہوگئیں، آپ ﷺ نے فرمایا: عمر! کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا: حضور! ﷺ کیا اب بھی مجھے رونا نہ آئے، چٹائی کے نقوش آپ ﷺ کے پہلو پر ثبت ہوگئے ہیں، آپ کا یہ خزانہ بھی میرے سامنے ہے، حالانکہ آپ ﷺ اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں، ادھر روم اور ایران کے بادشاہوں کو میں عیش ونعمت کی بہاروں میں دیکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عمر! کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ ہمارے لیے آخرت کی نعمتیں ہیں، اور انہیں صرف دنیا میں مل رہا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، کیوں نہیں۔ [1]

مزید سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَصِيْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِىْ جَنْبِهِ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اِتَّخَذْنَا لَكَ وَطْأً ، فَقَالَ مَالِى وَلِلدُّنْيَا ، وَمَا اَنَا فِى الدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا .)) [2]

''کہ رسول اللہ ﷺ چٹائی پر سوئے ہوئے تھے، پھر اُٹھ کھڑے ہوئے تو آپ کے پہلو پر اس کے نشانات کا اثر تھا، ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر ہم آپ ﷺ کی راحت کے لیے ایک نرم گدا لے لیں تو بہتر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا سروکار؟ میں دنیا میں اس سوار کی طرح ہوں جو کسی درخت کے سایہ سے تھوڑی دیر ستانے کے لیے ٹھہرتا ہے اور پھر اسے چھوڑ کر

[1] صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب فی الإیلا،...... رقم الحدیث: ۳۶۹۱.

[2] صحیح سنن ترمذی، کتاب الزهد، رقم: ۲۳۷۷. مسند ابو داؤدالطیالسی، (۲۷۷). مسند احمد، ۳۹۱/۱).

آگے چل پڑتا ہے۔"

۷۔حیاتِ دنیا کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ دنیا سے دل نہ لگانا، کیونکہ یہ دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے، اور یہ کھیل تماشا ایک نہ ایک دن ختم ہو جانا ہے، اور پھر وہ آخرت کی ابدی زندگی شروع ہو جانی ہے جس کو زوال نہیں، اور نہ ہی ختم ہونے والی ہے۔ آج یہ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی جو کچھ بھی ہے بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے، اور ہم مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اُٹھائیں جائیں گے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝﴾ (الانعام: ۳۰۔۳۲)

"کاش وہ منظر تم دیکھ سکو جب یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے، اس وقت ان کا رب ان سے پوچھے گا: کیا یہ (دوبارہ زندہ ہونا) برحق نہیں ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں، ہمارے رب کی قسم! اللہ فرمائے گا: اچھا اب اپنے انکار حقیقت کی پاداش میں (جو دنیا میں کرتے رہے) عذاب کا مزا چکھو۔

نقصان میں بڑھ گئے وہ لوگ جنہوں نے اللہ سے اپنی ملاقات کو جھوٹ قرار دیا۔ جب اچانک وہ گھڑی آجائے گی تو یہی لوگ کہیں گے: افسوس! ہم سے اس معاملہ میں کیسی (کمی) کوتاہی ہوئی۔ اور ان کا حال یہ ہوگا کہ اپنی پیٹھوں پر اپنے گناہوں کا بوجھ لادے ہوئے ہوں گے۔ دیکھو! کیسا برا بوجھ ہے جو یہ اُٹھا رہے

ہیں۔ دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشا ہے۔ حقیقت میں آخرت کا ہی مقام ان لوگوں کے لیے بہتر ہے، جو زیاں کاری سے بچنا چاہتے ہیں۔ پھر عقل سے کام نہیں لیتے ہو۔''

اور ایک مقام پر فرمایا کہ یہ دنیا کی زندگی ایک فریب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ﴾ (الأنعام : ۷۰)

''اور آج چھوڑیں ان لوگوں کو جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے۔ اور جنہیں دنیا کی زندگی فریب میں مبتلا کیے ہوئے ہے، ہاں! مگر آپ قرآن سنا کر نصیحت اور تنبیہ کرتے رہیں کہ کہیں کوئی شخص اپنے کیے کرتوتوں کے وبال میں گرفتار نہ ہو جائے، اور گرفتار بھی اس حال میں ہو کہ اللہ سے بچانے والا کوئی حامی و مددگار اور سفارشی اس کے لیے نہ ہو، اور اگر وہ ہر ممکن چیز (جو روئے زمین پر ہے) فدیہ میں دے کر چھوٹنا چاہے تو وہ بھی اس سے قبول نہ کی جائے۔''

اگر تو دنیا کی زندگی کے یہ دن ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے مطابق بسر کیے تو یہ زندگی ہماری مبارک زندگی ہوگی، لیکن اگر بات اس کے برعکس ہوئی تو زندگی کے ہوتے ہوئے معافی اور پکی توبہ ضروری ہے، کیونکہ سانس کے بند ہونے کے بعد توبہ کا دروازہ بھی بند ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کی زندگی کے چند روز مزے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا

لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○﴾ (یونس : ۲٤)

''دنیا کی یہ زندگی (جس کے نشے میں مست ہو کر تم ہماری نشانیوں سے غفلت برت رہے ہو) اس کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا تو زمین کی پیداوار جسے آدمی اور جانور سب کھاتے ہیں خوب گھنی ہو گئی، پھر عین اس وقت جب کہ زمین اپنی بہار پر تھی اور کھیتیاں بنی سنوری کھڑی تھیں، اور ان کے مالک سمجھ رہے تھے کہ اب ہم ان سے فائدہ اُٹھانے میں قادر ہیں۔ یکا یک رات کو یا دن کو ہمارا عذاب آ گیا اور ہم نے اُسے ایسے غارت کر کے رکھ دیا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں، اس طرح ہم نشانیاں کھول کھول کر پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو سوچنے سمجھنے والے ہیں۔''

اور اللہ کے نزدیک دنیا کی اہمیت کیا ہے۔ چنانچہ سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِالسُّوْقِ دَاخِلًا مِنْ بَعْضِ الْعَالِيَةِ، وَالنَّاسُ كَنَفَتَهُ، فَمَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ، فَتَنَاوَلَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِهِ، ثُمَّ قَالَ اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنَّ هٰذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ؟ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ وَمَا نَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ أَتُحِبُّوْنَ اَنَّهُ لَكُمْ؟ قَالُوْا وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ حَيًّا كَانَ عَيْبًا فِيْهِ لِاَنَّهُ اَسَكُّ فَكَيْفَ وَهُوَ مَيِّتٌ؟ فَقَالَ فَوَاللّٰهِ! لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ .)) [1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گاؤں (جو کہ مدینہ کے اطراف میں بلندی پر واقع ہے) سے آتے ہوئے (مدینہ طیبہ کے) بازار سے گزر ہوا، کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، آپ نے چھوٹے کان والی بکری کے مردہ بچے کو پڑا دیکھا تو اسے

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، رقم الحديث : ۷٤۱۸.

کان سے پکڑ کر حاضرین سے سوال کیا: تم میں سے کون ہے جو اسے ایک درہم میں لینا پسند کرے؟ انہوں نے عرض کیا: ہم تو اسے کسی قیمت پر بھی لینا پسند نہیں کرتے۔ یہ ہمارے کس کام آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (نہیں بلکہ) تم اسے اپنے لیے پسند کرتے ہی ہو، انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو معیوب ہونے کی وجہ سے خریدنے کے لیے موزوں نہ تھا اب تو یہ کانوں کے عیب کے باوجود مردہ بھی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے (اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے زیادہ حقیر اور بے وزن ہے جتنا بکری کا مردہ بچہ تمہاری نگاہ میں بے وزن اور حقیر ہے۔''

قرآن مجید کے ایک اور مقام کے مطالعہ کرنے سے معلوم پڑتا ہے کہ دنیا کی زندگی ایک دھوکہ ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا ۚ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ﴾ (لقمن: ۳۳)

'لوگو اپنے رب کے غضب سے بچو، اور اس دن سے ڈرو جب کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ نہ دے گا، اور نہ کوئی بیٹا ہی اپنے باپ کی طرف سے کچھ بدلہ دینے والا ہوگا، فی الواقع اللہ کا وعدہ سچا ہے پس تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے۔''

اور حیاتِ دنیا کیا ہے؟ مزید اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ﴾ (الحدید: ۲۰)

''خوب جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی

ہے، اور ظاہری نمود و نمائش، اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا، اور مال اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے۔‘‘

۸۔ دنیا کی زندگی پر مطمئن ہونا:

حقیقت بات تو یہ ہے کہ لوگ دنیا کی زندگی پر مطمئن ہو گئے ہیں، اور آخرت کی زندگی تو بالکل ہی بھول چکے ہیں جبکہ یہ چیز خسارے کا باعث ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کلامِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَآءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُونَ ۝ أُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝﴾ (یونس: ۷۔۸)

’’حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے، اور دنیا کی زندگی پر ہی راضی اور مطمئن ہو گئے ہیں، اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ان کا آخری ٹھکانہ جہنم ہوگا بسبب ان برائیوں کے جو وہ (اپنے اس غلط عقیدے اور غلط طرزِ عمل کی وجہ سے) کرتے رہے۔‘‘

قرآن مجید کی اس مذکورہ آیت کریمہ سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ظاہری شان و شوکت کو دیکھ کر انسان اپنی اصل سے غافل ہو جاتا ہے، اور جب اس کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو تب وہ جا کر کاش کاش کی رٹ لگاتا ہے، حالانکہ عقل مند تو وہ ہے جو اپنی زندگی میں ہی محاسبہ کر لے۔

۹۔ طالبِ دنیا کا انجام:

فرمانِ باری تعالیٰ:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا

وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝﴾

(هود: ١٥ـ١٦)

''جولوگ بس اس دنیا کی زندگی اوراس کی زیب وزینت کے طالب ہوتے ہیں ان کے اعمال کا بدلہ ہم انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں، اوراس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی، مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لیے آگ کے سوا کچھ نہیں ہے(وہاں معلوم ہو جائے گا کہ) جو کچھ انہوں نے دنیا میں بنایا وہ سب برباد ہوگیا، اوراب ان کا سارا کیا دھرا محض باطل ہے۔''

دنیا کی زندگی متاع قلیل ہے۔فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ۝﴾ (الرعد: ٢٦)

''اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی بخشا ہے، اور جسے چاہتا ہے نپا تلا رزق دیتا ہے، یہ لوگ دنیوی زندگی میں مگن ہیں ،حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں ایک متاع قلیل کے سوا کچھ بھی نہیں۔''

جولوگ دنیا کی چند روزہ زندگی میں ہر طرح کے مادی فائدے اورعیش و آرام کے اسباب مہیا کر لیتے ہیں وہ آخرت میں کامیاب نہیں ہوسکتے، اور جن کی تگ ودو کا ہدف یہ ہو کہ اللہ کے لیے جینا ہے اور آخرت کی زندگی میں کامیاب ہونا ہے وہ دنیا پرستوں کی طرح مال ودولت کے پیچھے ہلکان نہیں ہوسکتے، جس شخص نے جتنا وقت جس جگہ رہنا ہے وہ اتنی ہی اس جگہ کے لیے تیاری کرلے۔

۱۰۔ دنیا میں منہمک نہ ہوجاؤ بلکہ اس سے بے نیازی برتو:

جو شخص دنیا میں منہمک ہو جاتا ہے تو دنیا کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے، جب بندہ دنیا

کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے، اور دنیا کی دلفریب بہاروں میں کھو جاتا ہے۔ جوں جوں دولت مند بننے کے شوق میں انسان دنیا کی رنگیں بہاروں میں غرق ہو جاتا ہے ویسے ویسے اصل مقصد یعنی آخرت سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔ امام الانبیاء علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے:

((لَا تَتَّخِذُوْا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِي الدُّنْيَا .)) [1]

''تم دنیا کو اس طرح حاصل نہ کرو کہ اس میں منہمک ہو جاؤ۔''

مومن کا وطن تو آخرت ہے، اور یہ دنیا اس کی کمائی کی جگہ ہے اس لیے دنیا سے دل نہیں لگانا چاہیے۔ اس کو اپنا وطن نہیں بنانا چاہیے۔ پس دنیا کی محبت دل کو سخت بنا کر اللہ سے دور کر دیتی ہے، دنیا سے نفرت اور بیزاری دل کو نرم کرتی ہے، اور خشوع میں اضافہ کرتی ہے، اور انسان کی آنکھوں سے آنسو جاری کرتی ہے۔ پس تم دنیا میں تن آسانی سے بچو، اس کو بے قدر جانو، اسے حقیر جانو، اور اس سے دست کش ہو جاؤ، اور ایسی کتابوں کا مطالعہ کرو جن کے پڑھنے سے تمہاری نگاہوں میں دنیا ہیچ ہو جائے، چنانچہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

((قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ اَرَدْتِ اللُّحُوْقَ بِيْ فَلْيَكْفِكِ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ ، وَاِيَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الْاَغْنِيَاءِ ، وَلَا تَسْتَخْلِقِيْ ثَوْبًا حَتَّى تُرَقِّعِيْهِ .)) [2]

''مجھے رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اگر تم میرے ساتھ جنت میں رہنا چاہتی ہو تو اتنی دنیا تمہارے لیے کافی ہونی چاہیے جتنا سامان کسی مسافر کے پاس ہوتا ہے، اور خبردار! دنیا کے طلبگار مالداروں کے پاس مت بیٹھنا، اور کپڑا پرانا ہو جائے تو اسے مت اتار پھینکو، بلکہ پیوند لگا کر پہنو۔''

---

[1] صحيح سنن ترمذي، ابواب الزهد، رقم الحديث: (۲۳۲۸). مسند احمد (۳۷۷/۱)، مسند حميدى (۱۲۲).

[2] امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ المستدرك للحاكم: (۳۱۲/٤)، صحيح الترمذي، ابواب اللباس، باب ماجاء فى ترقيع الثوب، (۱۷۸۰).

۱۱۔رسول اللہ ﷺ کی دنیا سے بے نیازیاں:

اللہ کے رسول ﷺ کی دنیا سے دست کشی کی تعلیمات پر غور کریں، آپ کی خوراک، لباس اور گھریلو سامان اور طرز زندگی کو آپ ﷺ کے اقوال کی نظر میں دیکھیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ .)) ❶

''نبی ﷺ کی مدینہ آمد کے بعد آلِ محمد ﷺ نے کبھی برابر تین دن گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے۔''

عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا:

((ابْنُ أُخْتِي اِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهَلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ ، وَمَا أُوْقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَارٌ ، فَقُلْتُ مَا كَانَ يَعِيْشُكُمْ؟ قَالَتْ اَلْأَسْوَدَانِ؛ اَلتَّمْرُ وَالْمَاءُ ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جِيْرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ لَهُمْ مَنَائِحُ ، وَكَانُوْا يَمْنَحُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَبْيَاتِهِمْ فَيَسْقِيْنَاهُ .)) ❷

''اے میرے بھتیجے! ہم نے تین نئے چاند اس طرح دیکھے کہ پورے دو ماہ تک اللہ کے رسول ﷺ کے گھر میں چولہا نہ جلا، میں (عروہ) نے پوچھا: پھر آپ لوگوں کا گزارہ کیسے ہوا؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا صرف دو کالی چیزوں کھجور اور پانی پر، تاہم اللہ کے رسول ﷺ کے ہمسایہ میں چند انصار تھے جن

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الاطعمة، باب ما کان النبی صَلّى الله علیه وسلم وأصحابه یاکلون (٥٤١٦). صحیح مسلم، کتاب الزهد، (٧٤٤٣).

❷ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی ﷺ وأصحابه...... (٦٤٥٩). صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، رقم: (٧٤٤٩).

کے گھروں میں مال مویشی تھے، وہ لوگ ہمیں کچھ دودھ بجھوا دیتے، جسے ہم لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ مل کر پی لیتے۔''

سماک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ:

((سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُوْلُ: أَلَسْتُمْ فِیْ طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ؟ لَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَاءُ بِهِ بَطْنَهُ .))[1]

''میں نے سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ: تم پیٹ بھر کر کھاتے ہو؟ حالانکہ میں دیکھ چکا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی کھانے کو ہلکے درجہ کی کھجور کے علاوہ پیٹ بھرنے کو کچھ بھی میسر نہ آیا۔''

((كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَدَمٍ وَحَشْوُهُ مِنْ لِيفٍ .))[2]

''رسول اللہ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا۔ اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔''

سیّدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ:

((أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً وَإِزَارًا غَلِيظًا ، قَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ النَّبِيِّ ﷺ فِي هٰذَيْنِ .))[3]

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے پاس پرانے کپڑوں کا ایک جوڑا لائیں، اور کہا کہ: رسول اللہ ﷺ کی وفات ان کپڑوں میں ہوئی۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

((أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبِيْ فَقَالَ: كُنْ فِی الدُّنْيَا كَأَنَّكَ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، رقم: (۷۴۵۹).

[2] بخاری، کتاب الرقاق، حدیث رقم: (۶۴۵۶)، مسلم، کتاب اللباس والزينة، رقم: (۵۴۴۶).

[3] صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب الاكسية والخمائص، ۵۸۱۸. صحیح مسلم، کتاب اللباس والزينة، باب التواضع فی اللباس...... (۵۴۴۳، ۵۴۴۴).

غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ .
وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ؛ إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے میرا کندھا پکڑا اور کہا: اس دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی اجنبی یا مسافر ہو۔''

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے؛ ''اگر تمہیں شام تک زندگی ملے تو اگلی صبح تک زندگی کی امید مت رکھو۔ اور اگر صبح تک زندگی ملے تو شام کی امید مت رکھو۔ بیماری سے قبل صحت کو غنیمت جانو، اور موت سے پہلے زندگی کو غنیمت جانو۔''

مزید برآں آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَإِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوْا مِنَ الْمُتَنَعِّمِيْنَ .)) ❷

''راحت اور عیش کی زندگی گزارنے سے بچو، کیوں کہ اللہ کے سچے بندے وہ ہیں جو راحت اور عیش کی زندگی نہیں گزارتے۔''

اور رسول اللہ ﷺ اکثر دعا فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوْتًا .)) ❸

''اے اللہ! آلِ محمد ﷺ کا رزق قوت لایموت بنادے۔''

یعنی صرف اتنا رزق ہو کہ کھا کر جان بچ جائے۔

❀❀❀❀

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الرقاق، باب قول النبی صلی الله عليه وسلم "كن فی الدنيا......"، (٦٤١٦).

❷ مسند أحمد: (٥/٢٤٣)، مجمع الزوائد: (١٠/٢٥٠)، سلسلة الصحيحة، رقم: (٣٥٣).

❸ صحيح بخاری، كتاب الرقاق، كيف كان عيش النبی صلی الله عليه وسلم وأصحابه وتخليهم من الدنيا، رقم: (٦٤٦٣).

ساتواں سبب:

موت کو یاد کرنا اور فکرِ آخرت

ا۔ موت کو یاد کرنا:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ﴾ (آل عمران : ١٨٥)

''ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو تسلی دی جارہی ہے کہ یہ دنیا جزا کی جگہ نہیں ہے، یہ تو عمل کی جگہ ہے یہاں سے ہر آدمی کو گزر کر جانا ہے، یہاں تو بہت سے مجرم اور ظالم دندناتے پھرتے ہیں، اور انہیں کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوتی، اور بہت سے نیک اور صالح لوگ پوری زندگی اللہ کی مرضی کے کاموں میں گزار دیتے ہیں، اور انہیں کوئی راحت جان نصیب نہیں ہوتی۔ جزا وسزا کی جگہ تو قیامت کا دن ہوگا، اُس دن جو جہنم سے دور کردیا جائے گا اور جنت میں داخل کردیا جائے گا، وہی حقیقی معنوں میں فائز المرام ہوگا، یہ دنیاوی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ ، فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ، وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِيْ يُحِبُّ أَنْ يُّؤْتٰى إِلَيْهِ .)) [1]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخليفة الأول فالأول، ح: (٤٧٧٦)، سنن ابن ماجة، كتاب الفتن، باب ما يكون من الفتن، ح: (٣٩٥٦).

''جو شخص چاہتا ہے کہ جہنم سے دور کر دیا جائے، اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اسے چاہیے کہ اس کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اور لوگوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرے جیسا وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے ساتھ کریں۔''

اور سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ (يَعْنِي الْمَوْتَ) .)) [1]

''لذتوں کو ختم کرنے والی، یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔''

اور سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، ایک انصاری آدمی آیا اور سلام عرض کیا، پھر کہنے لگا: ''یا رسول اللہ! مومنوں میں سے افضل کون ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا .))

''جس کے اخلاق اچھے ہوں۔''

اس انصاری نے عرض کیا: مومنوں میں سے سب سے زیادہ عقل مند کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا ، وَأَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهُ اِسْتِعْدَادًا ، أُولٰئِكَ الْأَكْيَاسُ .)) [2]

''جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہو، اور موت کے بعد آنے والے وقت کے لیے اچھی

---

[1] سنن ترمذی، أبواب الفتن، باب ماجاء فی ذکر الموت، ح (۲۳۰۷). مسند أحمد: (۲/۲۹۲)، سنن ابن ماجة، کتاب الزهد، باب ذکر الموت والإستعداد، ح: (۴۲۵۸)، سنن نسائی: (۴/۴)، مستدرك حاكم: (۴/۳۲۱)، مسند الشهاب، ح: (۶۶۹)، اور ابن حبان (۲۹۹۲) نے اسے صحیح کہا ہے۔

[2] سنن ابن ماجة، کتاب الزهد، باب ذکر الموت والإستعداد له، ح: ۴۲۵۹، سلسلة الصحیحة: ۱۳۸۴.

تیاری کرتا ہو وہ سب سے زیادہ عقلمند ہے۔''

۲۔آخرت پر یقین رکھنے کا مفہوم:

آخرت سے مراد ہر وہ بات ہے جو موت کے بعد وقوع پذیر ہوگی، اس کا ذکر خاص طور پر اس لیے کیا گیا کہ یہ ایمان کا ایک رُکن ہے، اور اس لیے بھی آخرت پر یقین آدمی کو عمل صالح پر اُبھارتا، اور عذابِ الٰہی سے ڈرتے ہوئے ندامت کے آنسو بہانے پر مجبور کرتا ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ﴾ (البقرة : ٤)

''اور (اھل ایمان) آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔''

۳۔فکرِ آخرت:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ○ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ○ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ○﴾

(بنی اسرائیل: ٤٩ تا ٥١)

''انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئی پیدائش میں پھر دوبارہ اٹھا کر کھڑے کر دیے جائیں گے۔ جواب دیجیے کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا یا کوئی اور ایسی خلقت جو تمہارے دلوں میں بہت ہی سخت معلوم ہو، پھر وہ یہ پوچھیں کہ کون ہے جو دوبارہ ہماری زندگی لوٹائے؟ آپ جواب دے دیں کہ وہی اللہ جس نے تمہیں اوّل بار پیدا کیا اس پر وہ اپنے سر ہلا ہلا کر آپ سے دریافت

کریں گے کہ اچھا یہ ہے کب؟ تو آپ جواب دے دیں کہ کیا عجب کہ وہ قریب ہی آن لگی ہو۔‘‘

اس آیت کریمہ میں بعث بعد الموت (آخرت کی زندگی) کے بارے میں مشرکین کے شبہات کی تردید کی جارہی ہے، وہ کہتے تھے کہ آدمی جب مرجاتا ہے تو اس کی ہڈیاں گل سڑ کر مٹی میں مل جاتی ہیں، یہ بات بعید از عقل ہے کہ سابق جسم کے اجزاء دوبارہ جمع ہوجائیں اور ان میں زندگی عود کر آئے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ مردہ بدن کو دوبارہ بنا کر اس میں زندگی کو دوڑا دینا ہمارے لیے بہت ہی آسان ہے، چاہے اس بدن سے زندگی کے آثار پتھر یا لوہے کی طرح کیوں نہ ناپید ہوگئے ہوں، یا کسی اور چیز کی طرح جس کا زندہ ہونا تمہارے نزدیک ناممکن ہو۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اسے زندہ کردے گا، اور کوئی چیز اس سے مانع نہیں بنے گی۔

دوسرے مقام پر کچھ اس طرح فرمایا:

﴿الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۘ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۭ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ○ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○﴾ (طور: ۱۲ تا ۱۶)

’’جو اپنی بے ہودہ گوئی میں اچھل کود کر رہے ہیں، جس دن وہ دھکے دے دے کر آتش جہنم کی طرف لائے جائیں گے۔ یہی وہ آتشِ دوزخ ہے جسے تم جھوٹ بتلاتے تھے، اب بتاؤ کیا یہ جادو ہے؟ یا تم دیکھتے ہی نہیں ہو؟ دوزخ میں جاؤ، اب تمہارا صبر کرنا اور نہ کرنا تمہارے لیے یکساں ہے، تمہیں فقط تمہارے کیے کا بدلہ دیا جائے گا۔‘‘

یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں باطل کی تائید کرتے تھے، روزِ آخرت کے حساب وعقاب

سے غافل لہو ولعب میں مشغول رہتے تھے، اور نبی کریم ﷺ کا مذاق اُڑاتے تھے۔ ((فِی خَوْضٍ یَّلْعَبُوْنَ)) کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ''یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا کے عیش و آرام میں منہمک اور فکرِ آخرت سے یکسر غافل رہتے تھے۔ انہیں نہایت بے دردی اور سختی کے ساتھ دھکا دے کر جہنم میں پہنچا دیا جائے گا۔'' [1]

مقاتل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ اور ان کے سر ان کے قدموں کے ساتھ باندھ دیئے جائیں گے، پھر چہروں کے بل جہنم میں دھکیل دیئے جائیں گے۔'' انتہیٰ [2]

اور اُن سے جہنم پر مامور فرشتے کہیں گے کہ یہی وہ نارِ جہنم ہے جس کی تم دنیا میں تکذیب کرتے تھے، اور اللہ تعالیٰ اُن سے ان کی تذلیل اور اہانت میں اضافہ کرتے ہوئے کہے گا کہ یہ نارِ جہنم جس کا تم اب مشاہدہ کر رہے ہو، کیا یہ جادو اور افسانہ ہے جیسا کہ تم دنیا میں ہمارے رسولوں کو جادوگر اور ہماری کتابوں کو جادو کا افسانہ کہا کرتے تھے؟ یا تم اندھے ہو، اور نارِ جہنم کو دیکھ نہیں پا رہے ہو، جیسا کہ تم دنیا میں دل کے اندھے تھے اور راہِ حق کو نہیں دیکھ پا رہے تھے؟

اب تو وہ حقیقت جس کا تم دنیا میں انکار کرتے تھے، تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اب جہنم میں داخل ہو جاؤ، اور اس کے عذاب کی سختیوں کو جھیلو، صبر کرو یا نہ کرو برابر ہے، بہرحال اب نارِ جہنم سے چھٹکارا نہیں ہے۔ تم نے آخرت کا اور اپنے رب کا انکار کیا تھا، اور زمین کو گناہوں سے بھر دیا تھا، تو یہ عذاب تمہاری انہی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے۔

سورۃ الحاقہ میں فرمایا:

﴿وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۚ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۚ۝ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۚ۝ مَاۤ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۚ۝ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۚ۝﴾ (الحاقة: ٢٥-٢٩)

''لیکن جسے اس کے اعمال کی کتاب اس کے بائیں ہاتھ میں دی جائے گی، وہ تو

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ٥/٢٢٧.
[2] فتح القدير: ٢/٧٢٤.

کہے گا: کاش کہ مجھے میری کتاب دی ہی نہ جاتی، اور میں اپنے حساب کی کیفیت جانتا ہی نہیں۔ کاش کہ موت میرا کام ہی تمام کردیتی میرے مال نے بھی مجھے کچھ نفع نہ دیا۔ میرا غلبہ مجھ سے جاتا رہا۔''

جہنمی اپنی حسرت و نامرادی کا مزید اظہار کرتے ہوئے کہے گا کہ میرا مال آج مجھے عذابِ الٰہی سے بچا نہ سکا، اور میری بادشاہی، لشکر، آلاتِ حرب، میری قوت اور میرا جبروت میرے کچھ بھی کام نہ آیا۔ سب معدوم ہوگئے، اور حزن و ملال اور درد والم کے سوا اب میرے پاس کچھ بھی نہیں رہا۔

اسی لیے فرمایا:

﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۬ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ؕ﴾ (غافر: ۱۸)

''اور انہیں بہت ہی قریب آنے والی (قیامت) سے آگاہ کردیجئے جبکہ دل حلق تک پہنچ جائیں گے، اور سب خاموش ہوں گے، ظالموں کا نہ کوئی دلی دوست ہوگا نہ سفارشی کہ جس کی بات مانی جائے۔''

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۟ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۟ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۟ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۟ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۟ؕ﴾

(عبس: ۳۳۔۳۷)

''پس جب کہ کان بہرے کردینے والی قیامت آجائے گی، اس دن آدمی اپنے بھائی سے، اور اپنی ماں، اور اپنے باپ سے، اور اپنی بیوی، اور اپنی اولاد سے بھاگے گا، ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک ایسا مشغلہ ہوگا جو اسے مشغول رکھنے کے لیے کافی ہوگا۔''

مذکورہ بالا آیات میں انسانوں کو فکرِ آخرت کی دعوت دی جارہی ہے، کہ جب قیامت آجائیگی جس کے صور کی آواز اتنی تیز اور کرخت ہوگی کہ لوگوں کے کان بہرے ہورہے ہوں گے، تو رعب و دہشت کے مارے ہر آدمی اپنے حال میں ایسا پریشان ہوگا، اور ہر ایک کو اپنی نجات کی ایسی فکر ہوگی کہ وہ اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو بھی میدانِ محشر میں دیکھ کر راہِ فرار اختیار کرے گا، یا تو اس ڈر سے بھاگے گا کہ کہیں کوئی اس سے کسی چیز یا نیک عمل کا مطالبہ نہ کردے، یا اس لیے کہ کوئی اس کی پریشانی اور بے چینی کو نہ دیکھ لے، یا اس لیے کہ اس کو معلوم ہوگا کہ آج کوئی اس کے کام نہیں آئے گا، تو پھر اس کی طرف توجہ اور التفات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

۴۔ زیارتِ قبور اور اس کے فوائد:

قبروں کی زیارت بھی درحقیقت انسان کو موت اور آخرت کی یاد دلاتی ہے، لہٰذا دل کو نرم کرنے کے لیے زیارتِ قبور انتہائی ضروری ہے، ایک وقت تھا کہ قبروں کی زیارت سے منع کردیا گیا تھا کہ لوگ کہیں شرک میں واقع نہ ہوجائیں، لیکن آخر وقت جب رحمۃ للعالمین اور محسن انسانیت ﷺ نے صحابہ کے پختہ عقائد کو دیکھا تو اجازت دے دی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ ، فَزُوْرُوْهَا .)) [1]

''میں نے اس سے (قبل) قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، لیکن اب میں تمہیں قبروں کی زیارت کا حکم دیتا ہوں۔''

اور یہی حدیث ''مسند احمد'' میں سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ ، فَزُوْرُوْهَا ، فَإِنَّ فِيهَا عِبْرَةً .)) [2]

''بے شک! میں نے تمہیں اس سے (قبل) زیارتِ قبور سے روکا تھا، لیکن اب

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب استئذان النبى ﷺ ربه عزوجل في زيارة قبر أمه، ح: (٢٢٦٠).

[2] مسند أحمد، رقم: ١١٣٢٩، شعيب الأرنؤوط فرماتے ہیں، اس کی سند صحیح اور شرط مسلم پر ہے۔

تمہیں قبروں کی زیارت کو جانا چاہیے اس میں تمہارے لیے سبق اور نصیحت ہے۔''
سبق اور نصیحت کا مطلب یہی ہے کہ انسان کو موت یاد آتی ہے، اور آخرت کی فکر پیدا ہو جاتی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَزُوْرُوْا الْقُبُوْرَ ، فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ .)) [1]

''پس تم قبروں کی زیارت کیا کرو، اس سے موت یاد آتی ہے۔''

اور سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ ، فَزُوْرُوْهَا ، فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ .)) [2]

''میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا، پس اب تم زیارتِ قبور کو جایا کرو، اس طرح دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد آتی ہے۔''

۵۔ موت کے بعد پیش آنے والے ہولناک مناظر کا بیان:

دنیا کی زندگی ختم ہو جائے گی، کیونکہ اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ .)) [3]

''سب سے سچا شعر جسے شاعر نے کہا ہے، وہ یہ ہے: کہ اللہ کے سوا تمام چیزیں بے بنیاد ہیں۔''

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، ح: (٢٢٥٩).

[2] سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء فى زيارة القبور، ح: (١٥٩٣)، علامہ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند حسن ہے۔

[3] صحيح بخارى، كتاب الرقاق، باب الجنة أقرب إلى أحدكم فى شراك نعله، والنار مثل ذلك، ح: (٦٤٨٩).

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

فانی ہے جو کچھ ہے غیر اللہ
کوئی مزار رہتا نہیں ہرگز سدا

لہٰذا آدمی برائی اور گناہ کی بات کو چھوٹی اور حقیر نہ سمجھے، شاید اللہ تعالیٰ کو نا پسند آ جائے اور دوزخ میں اس کا ٹھکانہ بن جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ إِلٰی أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ .))[1]

''جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے، اور اسی طرح دوزخ بھی۔''

خالد بن عمیر عدوی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہمیں سیّدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے کے بعد کہا: دنیا نے اپنے اختتام کی خبر دے دی ہے، اور بہت جلد پیٹھ موڑنے والی ہے، اور اب دنیا صرف اتنی رہ گئی ہے جتنا برتن میں کچھ بچا ہوا پانی رہ جاتا ہے، اور اب تم دنیا سے اس جہاں کی طرف منتقل ہونے والے ہو، کیونکہ ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک پتھر کو جہنم کے کنارے سے گرایا جائے گا وہ ستر (۷۰) سال تک اس کی گہرائی میں گرتا رہے گا پھر بھی اس کی تہہ کو نہیں پا سکے گا۔[2]

اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَكَيْفَ أَنْعَمُ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدْ الْتَقَمَ الْقَرْنَ ، وَاسْتَمَعَ الْأُذُنَ مَتٰى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَيَنْفَخُ ، فَكَأَنَّ ثَقُلَ عَلٰى أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ: قُوْلُوْا حَسْبُنَا اللّٰهَ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا)) [3]

''میں پُر آسائش زندگی کیسے گزار سکتا ہوں جب کہ صور پھونکنے والے فرشتے نے

---

[1] صحيح بخاری، أيضًا، حديث رقم: (٦٤٨٨).

[2] صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر، ح: (٧٤٣٥).

[3] صحيح سنن ترمذی، ابواب صفة القيامة...... باب ماجاء في شأن الصور، ح: (٢٤٣١).

صور کو اپنے ہونٹوں میں دبا رکھا ہے، اور اپنے کانوں کو جھکا رکھا ہے تا کہ جیسے ہی اسے حکم ملے وہ صور پھونک دے، مسلمانوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں کیا کہنا چاہتے ہیں؟ پس آپ ﷺ نے انہیں جواب دیا: تم کہو! اللہ ہمارے لیے کافی ہے وہ سب سے بہتر کارساز ہے، ہم اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں۔''

ہر شخص سے اللہ تعالیٰ سوال بھی فرمائیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِیْمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهِ فِیْمَا فَعَلَ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَیْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِیْمَا أَنْفَقَهُ، وَعَنْ جِسْمِهِ فِیْمَا أَبْلَاهُ .))[1]

''قیامت کے دن کوئی بندہ اپنی جگہ سے قدم نہیں ہلا سکے گا، جب تک اللہ تعالیٰ اس کی عمر کے متعلق سوال نہ کر لیں گے کہ تو نے اپنی عمر کہاں گزاری، اور اس کے علم کے متعلق کہ اس کے مطابق کتنا عمل کیا، اور اس کے مال کے متعلق کہ اسے کس جگہ خرچ کیا اور اس کے جسم کے متعلق کہ اس نے کہاں بوسیدہ کیا۔''

پل صراط پر سے بھی لوگوں کو گزارا جائے گا، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۝﴾ (مریم : ۷۱۔۷۲)

''اور تم میں سے ہر شخص اُس پر سے ضرور گزرے گا، یہ آپ کے رب کا حتمی فیصلہ ہے، پھر ہم ان لوگوں کو بچا لیں گے جو (دنیا میں) اللہ سے ڈرتے رہتے تھے۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرا چھوڑ دیں گے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک حتمی فیصلہ سنایا ہے کہ مومن ہو یا کافر، ہر ایک کو بہر حال جہنم سے واسطہ پڑے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اہل تقویٰ کو اس سے

---

[1] علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ سنن ترمذی، ابواب صفة القیامة، ...... باب فی القیامة، ح: (۲٤۱۷). تخریج اقتضاء العلم العمل : ۱/۱۵ .

نجات دے گا، اور جن لوگوں نے دنیا میں کفر و استکبار کی زندگی گزاری ہوگی اور بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کیا ہوگا، جہنم میں شدید عذاب جھیلنے کے لیے چھوڑ دیئے جائیں گے۔

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فی الواقع جہنمی مالک (ایک فرشتہ) کو پکاریں گے لیکن وہ ان کی پکار کا جواب چالیس سال تک نہ دے گا، اور پھر کہے گا: ''یقیناً'' تمہیں یہاں رہنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کو پکاریں گے: اے ہمارے رب مولا، ہمیں یہاں سے نکال دے، ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں، ہم یقیناً گمراہ تھے۔ اللہ تعالیٰ وقت کی ایک مدت تک (اس دنیا کی پوری مدت کے برابر) ان کی پکار کا جواب نہ دیں گے۔ اس کے بعد اللہ عزوجل فرمائے گا: ''دفع ہو جاؤ، جہنم میں جاؤ اور اپنی زبانیں بند کرو۔'' اس کے بعد لوگوں کی تمام امیدیں دم توڑ جائیں گی، اور وہاں صرف آہوں، سسکیوں اور گدھے کی ڈھینچوں (کی آواز) ہوگی۔ ان کی آوازیں گدھے کی آواز جیسی ہوں گی، ابتداء میں ڈھینچوں ڈھینچوں ہوگی، اور آخر میں آہوں اور سسکیوں میں تبدیل ہو جائے گی۔ [1]

۶۔ عذابِ قبر سے پناہ مانگنا:

☆...... **اثبات عذابِ قبر** :......عذابِ قبر حق ہے جس پر ایمان لانا واجب ہے، خالق ارض وسماء کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۙ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ﴾ (الانفال : ۵۰)

''کاش کہ تو دیکھتا جب کہ فرشتے کافروں کی رُوح قبض کرتے ہیں، ان کے چہروں پر اور کمروں پر مار مارتے ہیں (اور کہتے ہیں) تو جلنے کا عذاب چکھو۔''

---

[1] مستدرك الحاكم، حديث رقم: (٣٥٤٤)، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، لیکن بخاری ومسلم نے اسے تخریج نہیں کیا، صحيح الترغيب والترهيب، ح: (٣٦٩١).

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۗ وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝﴾ (انعام: ۹۳)

’’اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی، اور جو شخص یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ نے نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی لاتا ہوں اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو۔ آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے، اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔‘‘

تیسرے مقام پر فرمایا:

﴿ فَوَقَاهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ ﴾ (المؤمن: ۴۵۔۴۶)

’’پس اسے اللہ تعالیٰ نے فرعون اور فرعونیوں کی بری سازشوں سے محفوظ رکھ لیا جو انہوں نے سوچ رکھی تھیں، اور فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب اُلٹ پڑا۔ آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح شام لائے جاتے ہیں۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی فرمان ہوگا کہ فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے اس داعی اِلی اللہ کو پہلے تو فرعون اور فرعونیوں سے نجات دی، اور جب فرعون اپنے لشکر کے ساتھ سمندر میں غرق ہوا تو اسے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اور دیگر مومنین کے ساتھ ڈوبنے سے بچالیا۔ اور فرعون اور فرعونیوں کو بدترین عذاب نے آ گھیرا، دنیا میں نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ سمندر میں ڈبو دیئے گئے، اور قبر اور برزخ میں صبح وشام یعنی ہر وقت ان کو عذاب دیا جاتا ہے، اور جب قیامت آئے گی تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ فرعون اور فرعونیوں کو شدید ترین عذاب میں ڈال دو۔

یہ (مذکورہ) آیت عذابِ قبر کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اس لیے کہ آیت میں ان کو عذاب دیا جانا، روزِ قیامت کے عذاب سے پہلے بتایا گیا ہے۔

عذابِ قبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے، چنانچہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَقَالَ " أَنَّكُم تُفْتَنُوْنَ فِيْ قُبُوْرِكُمْ . ")) [1]

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عذابِ قبر اور فتنہ مسیح دجال سے پناہ مانگا کرتے تھے، اور فرماتے: (تم لوگ قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔)"

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى قَبْرَيْنِ فَقَالَ ((اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَان وَمَا يُعَذَّبَان فِيْ كَبِيْرٍ)) ثُمَّ قَالَ: ((بَلٰى اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ يَسْعٰى بِالنَّمِيْمَةِ ، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ .)) [2]

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان دونوں کو

---

[1] سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، رقم: (٢٠٦٧)، علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ صحیح سنن نسائی، رقم: (١٩٥٢).

[2] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب عذاب القبر مِنَ الغیبة والبول، رقم الحدیث: (١٣٧٨).

(قبروں میں) عذاب ہو رہا ہے، اور کسی بڑی بات پر نہیں۔'' پھر فرمایا: ''ان میں سے ایک چغلی کھاتا تھا، اور دوسرا اپنے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔''

ایک روایت میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((أَنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا: اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ، عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدُ صَلّٰى صَلَاةً اِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .)) [1]

''ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی، اور عذابِ قبر کا ذکر کیا، اور اُن سے کہنے لگی: ''اللہ تجھے عذابِ قبر سے بچائے۔'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عذابِ قبر کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں عذابِ قبر حق ہے، اس کے بعد آپ ﷺ کو کوئی ایسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا جس میں آپ ﷺ نے عذابِ قبر سے پناہ نہ مانگی ہو۔''

اور مزید سیّدنا أبوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کا بھی مطالعہ فرمایئے گا، فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ، فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ قَدِّمُوْنِيْ، وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا اَيْنَ يَذْهَبُوْنَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ، وَلَوْ سَمِعَهَا الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ .)) [2]

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب جنازہ تیار ہوتا ہے، اور لوگ اسے اپنے کندھوں پر اٹھالیتے ہیں تو نیک آدمی کہتا ہے: مجھے جلدی لے چلو، اگر نیک نہ ہوتو

---

[1] صحیح بخاری، كتاب الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، حديث رقم: (۱۳۷۲).

[2] صحیح بخاری، كتاب الجنائز، باب حمل الرجال الجنازة دون النساء، حديث رقم: (۱۳۱۴، ۱۳۱۶).

کہتا ہے: ہائے ہلاکت! مجھے کہاں لے جا رہے ہو، میت کی آواز انسانوں (اور جنوں) کے علاوہ ساری مخلوق سنتی ہے اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔''

☆ ......عذابِ قبر سے پناہ چاہنے کے لیے مسنون دعا

چنانچہ سیّدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ .)) ❶

''اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں، جہنم کے عذاب سے، زندگی، اور موت کی آزمائشوں سے، اور (کانے) دجال کی بلا سے۔''

۷۔ جہنم سے پناہ مانگنا:

جہنم اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، اور حق ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے تیار کر رکھا ہے جو کافر، مشرک اور اس کے ذکر سے منہ موڑنے والے ہوں، یاد رہے کہ جہنم بڑی وسیع ہے، اس کے دروازوں کی بڑی وسعت ہے، جہنم کی آگ کی بڑی شدت ہے، اس کا عذاب بڑا ہولناک ہے۔ اس میں جہنمیوں کو آگ کے ہی طوق پہنائے جائیں گے، آگ کی ہتھکڑیاں ہوں گی، آگ کی بیڑیاں، آگ کی گہری وادیاں، آگ کا لباس، آگ کا بستر ہوگا، جب جہنمی پانی طلب کریں گے تو کھولتا ہوا پانی سر پر انڈیل دیا جائے گا، پینے کے لیے پیپ اور کھانے کے لیے زقوم کا درخت پیش کیا جائے گا، کچھ لوگوں کو خون کی نہروں میں غوطے دیئے جائیں گے، اور بعض کو چکیوں میں پیس بھی دیا جائے گا، الغرض گناہوں کی کیفیت دیکھ کر انہیں مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا کیا جائے گا، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو خطاب کرتے ہوئے نصیحت کی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے خاندان والوں کو اس خطرناک آگ سے بچائیں جس کا ایندھن انسان اور پتھر کے وہ بت ہوں گے جن کی دنیا میں بت پرست عبادت

---

❶ صحيح بخاری، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، رقم: (۱۳۷۷).

کرتے تھے۔ اور اس سے بچاؤ کی صورت یہ ہے کہ وہ ان گناہوں سے تائب ہوں جو اللہ کی ناراضگی اور عذابِ آخرت کا سبب بنتے ہیں، اور اس کے اوامر کو بجالائیں اور نواہی سے بچیں۔ اور اہل وعیال کو نارِ جہنم سے اس طرح بچایا جاسکتا ہے کہ انہیں اسلام کی تعلیم دیں اور اس پر عمل کرنے پر اُبھاریں۔ آدمی کے لیے اس مہیب آگ سے بچاؤ کی یہی صورت ہے کہ وہ خود اسلام وشریعت کا پابند بنے اور اپنے ماتحتوں کو بھی ان پر عمل کرنے پر مجبور کرے۔ اور آگ کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ اس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، تو اس سے مقصود تہدید و تخویف ہے تاکہ اس کی ہیبت ناکی کا تصور کرکے بندے اپنے رب کی اطاعت و بندگی کی طرف مائل ہوں، اور جرائم ومعاصی سے پرہیز کریں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝﴾ (التحریم : ٦)

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے، اس پر ایسے فرشتے متعین ہیں جو سخت دل ہیں اور بے رحم، اللہ انہیں جو حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے، اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ وہ جہنم کے عذاب سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝﴾ (البقرة : ٢٠١)

''اور ان میں سے بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے، اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما، اور ہمیں عذابِ جہنم سے

نجات دے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ إِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝﴾ (الفرقان : ٦٥ـ٦٦)

''اور (مومن وہ ہیں) جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم سے دوزخ کا عذاب پرے رکھ، کیوں کہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔ وہ جائے قرار دونوں کے لحاظ سے بدترین جگہ ہے۔''

☆ ......جہنم سے پناہ مانگنے کے لیے مسنون چند دعائیں

✸ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ تر دعا یہ تھی:

((أَللّٰهُمَّ آتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ .))[1]

''اے اللہ! ہمیں دنیا میں نیکی دے، اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، اور ہمیں عذابِ جہنم سے نجات دے۔''

✸ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ دعا قرآنِ مجید کی کسی سورت کی طرح سکھاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے، کہو:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ نَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ .))[2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً، رقم: (٦٣٨٩).

[2] سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب التعوذ فی عذاب القبر، حدیث رقم: (٢٠٦٥)، اس حدیث کو علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح کہا ہے، صحیح سنن نسائی، رقم: (١٦٥٠).

''اے اللہ! ہم جہنم کے عذاب سے تیری پناہ چاہتے ہیں، اور قبر کے عذاب سے بھی تیری پناہ طلب کرتے ہیں، نیز مسیح دجال کے فتنے اور زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔''

✵ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ کلمات تین مرتبہ پڑھتے:

((اَللّٰھُمَّ قِنِی عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبادَكَ .)) [1]

''اے اللہ! مجھے اس دن اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے۔''

✵ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو فرماتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ ، وَآوَانِيْ ، وَأَطْعَمَنِيْ ، وَسَقَانِيْ ، وَالَّذِیْ مَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ ، وَالَّذِيْ أَعْطَانِيْ فَأَجْزَلَ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ ، أَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَمَلِيْكَهٗ ، وَإِلٰهَ كُلِّ شَیْءٍ ، أَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ .)) [2]

''سب تعریفات اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے ہر مصیبت سے بچایا، مجھے رہنے کے لیے جگہ دی، مجھے کھلایا، اور پلایا، اور اس ذات کا شکر ہے جس نے مجھ پر احسان کیا تو خوب کیا، مجھے عطا فرمایا تو خوب عطا فرمایا، ہر حال میں اس کا شکر ہی شکر ہے۔ اے اللہ! ہر چیز کے پالنے والے! ہر چیز کے مالک، ہر چیز کے معبود،

---

[1] سنن ابو داود، کتاب الأدب، باب ما يقال عند النوم، رقم: (٥٠٤٥)، البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث ''تین مرتبہ'' کے الفاظ چھوڑ کر صحیح ہے۔ سلسلة الصحيحة، رقم: (٢٧٥٤).

[2] سنن ابو داؤد، کتاب الأداب، باب ما يقال عند النوم، رقم: (٥٠٥٨)، علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث ''صحيح الإسناد'' ہے۔

میں جہنم سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔''

۸۔ آخرت کے صدمات کے بارے میں چند اقوال اور رویے:

- جعفر بن برقان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں'' مجھے معلوم ہوا کہ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے:'' تین چیزیں مجھے ہنساتی ہیں، اور تین چیزیں مجھے رلاتی ہیں: میں اس شخص پر ہنستا ہوں جو دنیا کے بارے میں پُر امید ہے، حالانکہ موت اس کے پیچھے لگی ہوئی۔ جو اپنے آقا (اللہ) کو بھولا ہوا ہے، حالانکہ اللہ نے اسے نہیں بھلایا۔ جو قہقہہ مار کر ہنستا ہے جب کہ اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ اللہ کو راضی کر رہا ہے یا ناراض۔

اور (یہ) تین چیزیں مجھے رلاتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ سے جدائی، سکرات موت، قیامت کے روز اللہ کے سامنے کھڑا ہونا جب کہ مجھے معلوم نہ ہوگا کہ واپسی پر مجھے جہنم میں بھیجا جائے گا یا جنت میں۔ [1]

- سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کعبہ کے پاس کھڑے تھے، جب انہوں نے کہا:'' اے لوگو! میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہوں، اس شفیق بھائی کی طرف دوڑو جو تمہیں مخلصانہ نصیحت کرتا ہے۔ لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے تو انہوں نے کہا: تم جانتے ہو کہ اگر کوئی سفر پر جانے کا ارادہ کرلے تو کیا وہ زادِ سفر ساتھ نہیں لیتا، تاکہ اس کا سفر آرام سے گزرے اور خیریت کے ساتھ اپنی منزل پر پہنچنے کے قابل ہو سکے؟'' لوگوں نے جواب دیا:'' بے شک!'' اس پر انہوں نے کہا:'' سب سفروں سے لمبا سفرِ آخرت ہے جو تمہیں کرنا ہے لہٰذا تم اپنا زادِ راہ ساتھ لو۔'' لوگوں نے پوچھا:'' وہ کون سی چیز ہے؟'' انہوں نے جواب دیا:'' خوفناک چیزوں کے واقع ہونے سے قبل حج ادا کرنا، شدید گرم دن میں روزہ رکھنا، تاکہ یومِ حشر کی گرمی کا احساس ہو، رات کے اندھیرے میں دو رکعت نماز ادا کرنا، تاکہ قبر کی تنہائی اور سردی کا احساس ہو۔ اچھی بات کہو اور بری

---

[1] حلیة الأولیاء: (۱/ ۲٦٦).

بات سے منع کروتا کہ یوم حشر جب کھڑے رہنے کا احساس ہو اور اس امید پر اپنے مال سے صدقہ خیرات کر دو اس طرح تم مال کی تنگی اور غربت سے بچ جاؤ گے۔

دنیا میں دو چیزوں کے لیے مال و زر جمع کرو، آخرت خریدنے کے لیے، اور حلال حاصل کرنے کے لیے۔ تیسری کسی وجہ سے مال جمع کرنا تمہیں فائدہ نہ دے گا، لہٰذا اس کی خواہش بھی نہ رکھو۔''

''اپنی دولت کے دو حصے کرو، ایک حصہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو، اور ایک حصہ آخرت کے لیے آگے بھیجو۔ تیسرا حصہ تمہیں نقصان دے گا، تمہارے لیے فائدہ بخش نہ ہوگا، لہٰذا اس کی خواہش نہ کرو۔'' [1]

✵ سلان بن ابی مطیع رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: حسن رضی اللہ عنہ کے پاس پانی کا ایک برتن لایا گیا کہ اس سے روزہ افطار کریں لیکن جیسے ہی برتن کو اُن کے قریب کیا گیا تو انہوں نے رونا شروع کر دیا اور کہا: ''مجھے جہنمیوں کی یہ خواہش یاد آ گئی، وہ کہیں گے۔

﴿ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ ﴾ (الاعراف: ٥٠)

''ہم پر بھی کچھ پانی انڈیل دو۔''

اور پھر مجھے ان کا جواب یاد آ گیا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (الاعراف: ٥٠)

''بلاشبہ اللہ نے یہ چیزیں کافروں پر حرام کی ہیں۔''

✵ ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ہم ایک جنازہ کے جلوس کے ساتھ جا رہے تھے، ہمیں اس کے سوا کچھ نظر نہ آیا کہ لوگ روتے وقت اپنے چہروں کو چھپا لیتے تھے، یا فکر سے ڈھانپ لیتے تھے۔'' [2]

---

[1] صفة الصفوة: (١/ ٥٩١).

[2] حلية الأولياء: (٢/ ٣٦٦).

✵ بکیر یا ابوبکر سے منقول ہے کہ ابراہیم التیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''جسے کبھی غم یا صدمے سے واسطہ نہیں پڑا تو اسے جہنمیوں میں شمولیت سے ڈرنا چاہیے، کیوں کہ جنتی کہیں گے۔

﴿ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِيٓ أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ﴾ (الفاطر: ۳٤)

''اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کردیا۔''

کیوں کہ جو اللہ کے خوف سے نہیں ڈرتا، تو اسے اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ وہ کہیں گے:

﴿ قَالُوٓا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيٓ أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ۝ ﴾ (الطّور: ۲٦)

''اس سے پہلے ہم اپنے گھروں میں ڈرا کرتے تھے۔''[1]

✵ عمران الخیاط رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بیماری کے دوران روئے تو لوگوں نے ان سے پوچھا: ''اے ابوعمران! تمہیں کس چیز نے رُلایا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''میں کیوں نہ روؤں؟ میں اللہ کے اس فرستادے کے انتظار میں ہوں جو مجھے آ کر یہ بتادے کہ مجھے جنت بھیجا جائے گا یا جہنم میں۔''[2]

۹۔ثوابِ آخرت:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ ﴾ (النساء: ۱۳٤)

''جو شخص ثوابِ دنیا کا طالب ہو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ثوابِ دنیا بھی ہے، اور ثوابِ آخرت بھی، اور اللہ سمیع و بصیر ہے۔''

---

[1] صفة الصفوة: (۹۱/۳).

[2] حلية الأولياء: (۲۵۰/٤).

لہٰذا یہ پست ہمتی ہوگی کہ انسان آنکھیں بند کرلے، اور بہت دینے والے سے تھوڑا مانگے، نہیں نہیں بلکہ آخرت کے بڑے بڑے کاموں کا حصول مقصد حیات ہونا چاہیے، اپنا نصب العین عیش جاودانی کو بنانا چاہیے نہ کہ صرف دنیا کو۔

❀❀❀❀

آٹھواں سبب:

خشیتِ الٰہی

۱۔خشیت کا معنی:

خشیت "خَشِیَ" سے مأخوذ ہے جس کا معنی ہے ''ڈرنا'' اور ''خشیت الٰہی'' کا معنی ہوا ''اللہ کی تعظیم اور اس کی ہیبت سے ڈرنا'' اللہ علیم وخبیر کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۛ ﴾ (فاطر: ۲۸)

''بے شک اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔''

۲۔خشیت الٰہی کی فضیلت:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝ ﴾ (یٰس: ۱۱)

''آپ کا ڈرانا اسی کے لیے مفید ہے جو قرآن کی پیروی کرتا ہے، اور رحمٰن کو بن دیکھے اُس سے ڈرتا ہے، پس آپ اُسے گناہوں کی معافی اور بہت ہی عمدہ اُجر کی خوشخبری دے دیجیے۔''

اور ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝﴾ (النازعات: ۴۰۔۴۱)

''اور جو اپنے رب کے مقام سے ڈرا، اور اپنے نفس کو خواہش کی اتباع سے روکا تو

بے شک جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔''

سورۃ النور میں فرمایا:

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ ﴾ (النور: ۵۲)

''اور جو بھی اللہ کی، اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری میں خوفِ الٰہی رکھیں، اوراس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں تو وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔''

اورنجات کا معنی یہی ہے کہ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخلہ مل جائے ،فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۝ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ۝ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ ۝ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ۝ ﴾ (قٓ: ۳۱ تا ۳۵)

''اور جنت پرہیزگاروں کے لیے بالکل قریب کردی جائے گی ذرا بھی دور نہ ہوگی، یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر اس شخص کے لیے جو رجوع کرنے والا اور پابندی کرنے والا ہو، جو رحمٰن کا غائبانہ خوف رکھتا ہو، اور توجہ والا دل لایا ہو۔تم اس جنت میں سلامتی کے ساتھ جاؤ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے، یہ وہاں جو چاہیں انہیں کا ہے۔ بلکہ ہمارے پاس اور بھی زیادہ ہے۔''

اورسورۃ الرحمٰن میں ارشادفرمایا:

﴿ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ ﴾ (الرحمٰن: ۴۶)

''اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوکر حساب دینے سے ڈرتا ہے، اس کے لیے دو باغ ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص روزِ حساب، اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا

ہے، اس لیے فرائض کی پابندی کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے، اسے اس کا رب دو جنتیں دے گا، ایک ترک معاصی کے بدلے اور دوسری عمل صالح کے بدلے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدنا عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ ، آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا ، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا ، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَّنْظُرُوْا إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّوَجَلَّ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلَى وَجْهِهِ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ .)) [1]

"دو باغ ایسے ہوں گے جن کے برتن اور تمام اسباب چاندی کے ہوں گے، اور دو باغ ایسے ہوں گے جن کے برتن اور تمام اسباب سونے کے ہوں گے، اور اہل جنت اور اللہ کی دید کے درمیان جنت میں اس کے چہرے پر کبریائی کی چادر حائل ہوگی۔"

اور رسول ھادی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

((كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُسِيْءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ ، فَقَالَ لِأَهْلِهِ: إِذَا أَنَامُتُّ فَخُذُوْنِي فَذَرُّوْنِي فِيْ الْبَحْرِ فِيْ يَوْمٍ صَائِفٍ ، فَفَعَلُوْا بِهِ فَجَمَعَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِيْ صَنَعْتَ؟ قَالَ: مَا حَمَلَنِيْ إِلَّا مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ .)) [2]

"پچھلی امتوں کا ایک شخص جسے اپنے برے اعمال کا ڈر تھا۔ اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو میرا لاشہ ریزہ ریزہ کر کے گرم دن میں اٹھا کے دریا میں ڈال دینا۔ اس کے گھر والوں نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا، پھر

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله ومن دونهما جنتان، رقم: (٤٨٧٨)، باب حور مقصورات فی الخیام، رقم: ٤٨٨، صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب إثبات رؤیة المؤمنین في الآخرة ربهم سبحانه وتعالی، رقم: ٤٤٨. [2] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الخوف من الله، رقم: ٦٤٨٠.

اللہ تعالیٰ نے اسے جمع کیا اور اس سے پوچھا کہ یہ جو تم نے کیا اس کی وجہ کیا ہے؟
اس شخص نے کہا کہ پروردگار! مجھے اس پر صرف تیرے خوف نے آمادہ کیا۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔''

بایں وجہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ۝ ﴾ (البقرة: ٤٠)

''اور مجھ ہی سے ڈرو۔''

اور دوسری جگہ فرمایا:

﴿ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ﴾ (آل عمران: ٢٨)

''اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔''

۳۔ جنات، حیوانات، جمادات اور فرشتوں کا خوفِ الٰہی:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ۝ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ ﴾ (النحل: ٤٨۔ ٥٠)

''کیا انہوں نے ان چیزوں کو نہیں دیکھا ہے جنہیں اللہ نے پیدا کیا ہے، جن کے سائے نہایت انکساری کے ساتھ سجدہ کرتے ہوئے دائیں اور بائیں جھکے رہتے ہیں۔ اور آسمانوں اور زمین میں جتنے چوپائے ہیں اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور فرشتے بھی۔ درآنحالیکہ وہ تکبر نہیں کرتے ہیں۔''

مشرکین مکہ کو دھمکی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت اور کبریائی بیان فرمائی ہے کہ یہ بات تم سے وہ کہہ رہا ہے جس کی بارگاہ میں جن وانس، حیوانات و جمادات اور فرشتے سبھی اس

سے ڈرتے ہوئے سجدہ ریز ہیں، حتی کہ ہر چیز کا سایہ بھی صبح وشام نہایت عجز وانکساری کے ساتھ اس کو سجدہ کرتا ہے، اور اس کی مرضی سے سرِ موانحراف نہیں کرتا ہے۔

اور خاص فرشتوں کے متعلق یہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝﴾ (الانبیاء: ٢٦ـ٢٨)

''مشرک لوگ کہتے ہیں کہ رحمان کی اولاد ہے (یہ بات غلط ہے) اس کی ذات پاک ہے بلکہ وہ سب اس کے ذی عزت بندے ہیں۔ کسی بات میں اللہ پر پیش دستی نہیں کرتے، بلکہ اس کے فرمان پر کاربند ہیں۔ وہ ان کے آگے پیچھے کے تمام امور سے واقف ہے کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز ان کے جن سے اللہ خوش ہو وہ تو خود اس کی ہیبت سے لرزاں وترساں ہیں۔''

۴۔ خوف الٰہی سے رونے کا ثواب:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝﴾ (الإسراء: ١٠٩)

''اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور یہ (قرآن) ان کو خشوع میں اور بڑھا دیتا ہے۔''

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۝﴾

(النجم: ٥٩ـ٦٠)

''کیا تم اس قرآن سے تعجب کرتے ہو، اور ہنستے ہو، روتے نہیں۔''

مذکورہ آیات کریمہ میں اہل ایمان کے رونے اور کافروں کا اس کے برعکس ہنسنے کا ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کا وصف اللہ کے خوف اور اس کے شوقِ ملاقات میں رونا ہے، اور کافر اس وصف سے محروم ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ قرآن سن کر استہزاء کرتے ہیں۔

اب اس سلسلے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنِّـي أَرَى مَـا لا تَـرَوْنَ ، أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ ، مَا فِيْهَـا مَـوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلّٰهِ تَعَالىٰ ، وَاللّٰه! لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا ، وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْـرًا ، وَمَـا تَـلَـذَّذْتُـمْ بِـالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ ، وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُوْنَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالىٰ)) [1]

”میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، آسمان چرچراتا ہے، اور اس کے لائق ہے کہ وہ چرچرائے، اس میں چار انگلیوں کی بھی ایسی جگہ نہیں کہ جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی ٹیکے اللہ کے آگے سجدہ ریز نہ ہو۔ اللہ کی قسم! اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو تھوڑا اور روؤ زیادہ، اور تم بستروں پر (اپنی) عورتوں کے ساتھ لطف اندوز ہونا ترک کر دو، اور تم اللہ سے پناہ چاہتے ہوئے (جنگلوں کے) راستوں کی طرف نکل جاؤ۔“

اس معنی کی ایک حدیث سیّدنا أنس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ، خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ ، فَقَالَ: ”لَـوْ تَـعْـلَـمُـوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا“ قَالَ:

---

[1] صحيح سنن ترمذي، أبواب الزهد، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم ((لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا)) رقم: (٢٣١٢).

فَغَطَّى أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وُجُوْهَهُمْ، وَلَهُمْ خَنِيْنٌ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ اس جیسا میں نے کبھی نہیں سنا، اس میں آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں، تو تم ہنسو تھوڑا اور روؤ زیادہ۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے چہروں کو (کپڑوں سے) ڈھانپ لیا اور ان کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔''

معلوم ہوا کہ خشیت الٰہی سے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام رویا کرتے، اور رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے، حدیث میں آتا ہے کہ سیّد الابرار، نبی التوبہ، محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ .)) ❷

''یقیناً میں تم میں سب سے زیادہ خشیت الٰہی رکھنے والا، اور پرہیز گار ہوں۔''

اور جب صحابہ کرام کو وعظ ونصیحت فرماتے تو وہ بھی اللہ کے خوف سے رویا کرتے تھے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی اقتداء کرنے کی ترغیب ہے کہ خوفِ الٰہی کی وجہ سے آنکھیں پرنم ہوجانی چاہئیں۔ اور صحابہ کا عالم یہ تھا کہ اکثر رسول اللہ ﷺ کے وعظوں میں اللہ کے خوف سے رودیا کرتے۔

غزوۂ حنین میں جو مال فئے ملا اس کو آپ ﷺ نے قبائل عرب میں تقسیم کردیا تاکہ اسلام کے متعلق ان کی دل بستگی کا سامان ہو۔ اس موقع پر انصار کو کوئی عطیہ نہیں دیا اور تمام مال دوسرے قبائل میں تقسیم کردیا۔ انصار نے جب یہ دیکھا تو بشری تقاضا کے تحت ان میں شکوک و شبہات پیدا ہوئے اور طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ انھوں نے کہا کہ مصیبت کے وقت تو ہم نے ساتھ دیا اور اب جب مال کی تقسیم کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے ہمیں نظر انداز

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب قول النبى ﷺ ((لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا و لبكيتم كثيرا))، رقم: (٤٦٢١)، صحيح مسلم، كتاب الفضائل، رقم الحديث: (٦١١٩).

❷ صحيح بخاري، كتاب النكاح، رقم: ٥٠٦٣.

کر کے سارا مال اپنی قوم میں تقسیم کر دیا۔ انصار کے معزز ترین فرد سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے علم میں جب یہ بات آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ ''اے اللہ کے رسول! انصار کا قبیلہ مال فئے کی تقسیم کے سلسلہ میں اس وجہ سے روٹھا ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا مال اپنی قوم میں تقسیم کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل عرب کو بڑے بڑے عطیات عنایت کیے مگر انصار کے حصہ میں کچھ بھی نہیں آیا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''سعد بن عبادہ! اس سلسلہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟''

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں بھی انصار کا ایک فرد ہوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ''اچھا تم انصار کو اس احاطہ میں جمع کرو۔ میں ان سے گفتگو کروں گا۔'' جب تمام انصار جمع ہو گئے تو رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ مَا قَالَةٌ بَلَغَتْنِيْ عَنْكُمْ وَجِدَةً وَجَدْتُمُوْهَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ؟ اَلَمْ آتِكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ؟ وَعَالَةً فَاَغْنَاكُمُ اللّٰهُ؟ وَأَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ؟))

''اے انصار کے لوگو! تم کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہو؟ تمہیں کون سی بات ناگوار گذری ہے؟ جب میں تمہارے پاس آیا، کیا تم گمراہ نہیں تھے؟ اللہ نے میرے زریعہ سے تمھیں ہدایت دی۔ کیا تم غریب نہیں تھے؟ اللہ نے میرے ذریعہ تمھیں مال داری عطا کی۔ کیا تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن نہیں تھے؟ اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔''

انصار نے کہا:

((بَلِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمَنُّ وَأَفْضَلُ .))

''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بے پناہ فضل و احسان ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلَا تَجِیبُونَنِی یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ؟))

''اے انصار کے لوگو! خاموش کیوں ہو؟ میری باتوں کا جواب کیوں نہیں دیتے؟''

انصار نے کہا:

((وَبِمَا ذَا نُجِیبُكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ وَلِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ اَلْمَنُّ وَالْفَضْلُ))

''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ کو کیا جواب دیں۔ حقیقت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہی فضل واحسان ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَمَّا وَاللّٰهِ لَوْ شِئْتُمْ لَقُلْتُمْ فَلَصَدَقْتُمْ وَصَدَقْتُمْ، أَتَیْتَنَا مُكَذَّبًا فَصَدَّقْنَاكَ، وَمَخْذُوْلًا فَنَصَرْنَاكَ، وَطَرِیْدًا فَآوَیْنَاكَ، وَعَائِلًا فَأَغْنَیْنَاكَ، أَوْ جدتم فِیْ أَنْفُسِكُمْ،
یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ فِیْ لِعَاعَةٍ مِنَ الدُّنْیَا تَأَلَّفْتُ بِهَا قَوْمًا لِیُسَلِّمُوْا وَوَكَلْتُكُمْ إِلٰی إِسْلَامِكُمْ،
أَفَلَا تَرْضَوْنَ یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَنْ یَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ الْبَعِیر وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ رِحَالِكُمْ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ، وَلَوْلَا الهِجْرَةُ لَكُنْتُ اِمْرَاءاً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ شِعْبًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكَتُ شِعْبَ الْاَنْصَارِ
اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْأَنْصَارَ، أُبْنَاءَ الْأَنْصَارِ، وَأَبْنَاءَ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ)) [1]

اے انصار کے لوگو! اللہ کی قسم! تم اگر چاہو تو کہہ سکتے ہو اور تمہاری بات صحیح ہوگی، میں بھی تمہاری تصدیق کروں گا۔ تم کہہ سکتے ہو کہ اے محمد ﷺ! آپ

---

[1] مسند احمد (۳/ ۷۶، ۷۷) وسنده صحیح.

اس حال میں ہمارے پاس آئے کہ تمھیں لوگ جھٹلا چکے تھے، ہم نے آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ آپ بے یارومددگار آئے، ہم نے آپ کی مدد کی۔ آپ لوگوں کے دھتکارے ہوئے تھے، ہم نے آپ کو پناہ دی۔ آپ نادار تھے، ہم نے آپ ﷺ کی غم خواری کی۔

''اے انصار کے لوگو!...... کیا تم صرف دنیا کی ایک حقیر چیز کے بارے میں مجھ سے ناراض ہوگئے ہو جس کے ذریعہ میں نے کچھ لوگوں کی دلجوئی کی ہے تاکہ وہ اسلام لے آئیں، اور تمھیں تمہارے اسلام کے حوالے کردیا ہے۔

''اے انصار کے لوگو!...... کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر واپس جائیں، اور تم اللہ کے رسول ﷺ کو لے کر اپنے گھر کو واپس جاؤ؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے! جو چیز تم لے کر واپس جاؤ گے وہ اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے جس کو لے کر یہ لوگ واپس جائیں گے...... اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا...... اگر لوگ ایک وادی اور گھاٹی میں چلیں، اور انصار دوسری وادی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی اور وادی میں چلوں گا۔

''انصار میرے قریب ترین ہیں اور دوسرے لوگ ان کے بعد...... اے اللہ! انصار پر رحم فرما...... ان کے بیٹوں اور بیٹوں کی اولاد پر رحم فرما۔''

راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تقریر سن کر لوگ اس قدر روئے کہ ان کی داڑھیاں تر ہوگئیں، اور انھوں نے کہا کہ ''ہم رسول اللہ ﷺ کی تقسیم سے خوش ہیں۔'' [1]

سیّدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] اس کے بعض حصوں کے شاہد، بخاری ومسلم میں بھی ہیں۔ دیکھئے: صحیح بخاري۔ غزوۃ الطائف، رقم: ٤٣٣٠ (٤٩٠٦) وما بعدہ، مسلم، کتاب الذکاۃ ٢٥٠٦.

((لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتَّى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ ، وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ .)) [1]

''وہ شخص جہنم میں نہیں جائے گا جو اللہ کے ڈر سے رویا، یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے، اور اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھا نہیں ہوگا۔''

فائدہ:......ظاہر بات ہے جس شخص کے دل میں اللہ کا اتنا خوف ہو کہ وہ اس کی بنا پر روتا ہو، تو وہ کب اللہ کا نافرمان ہوسکتا ہے؟ یقیناً اس کی زندگی بالعموم اللہ کی اطاعت میں اور گناہوں سے اجتناب کرتے ہوئے ہی گزرے گی۔ اس لیے ایسے شخص کے بارے میں یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ اس کا جہنم میں جانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

سیّدنا ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَأَثَرَيْنِ: قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهَرَاقُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ . وَأَمَّا الْأَثَرَانِ: فَأَثَرٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ، وَأَثَرٌ فِي فَرِيْضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ تَعَالٰى .)) [2]

''دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز مجھے محبوب نہیں: ایک آنسوؤں کا وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلے، اور دوسرا وہ قطرۂ خون جو اللہ کے راستے میں بہایا جائے۔ رہے دو نشان (تو ان میں سے) ایک نشان تو وہ ہے جو اللہ کے راستے میں (لڑتے ہوئے) لگے، اور دوسرا (نشان) وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فرائض میں

---

[1] صحيح سنن ترمذی، ابواب الجهاد، باب ماجاء في فضل الغبار في سبيل اللّٰه، رقم: (١٦٣٣)، التعليق الرغيب: ٢/١٦٦.

[2] سنن ترمذی، ابواب الجهاد، باب ماجاء في فضل المرابط، رقم: (١٦٦٩)، علامہ البانی رحمہ اللہ علیہ نے اسے حسن کہا

سے کوئی فرض ادا کرتے ہوئے لگے۔“

اس حدیث میں بھی خشیت الٰہی سے رونے کی فضیلت واضح ہے۔

۶۔خشیت الٰہی سے رونے کے ثمرات:

جو آدمی اللہ سے ڈرجاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے کئی انعامات سے نوازتے ہیں، جن میں سے کچھ کا ذکر ہم ذیل کی سطور میں کیے دیتے ہیں۔

۱ جو آدمی اللہ سے ڈرجاتا ہے اس کا ٹھکانا جنت ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝﴾ (النازعات: ٤٠-٤١)

”اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے ڈرا، اور اپنے نفس کو خواہش کی اتباع سے روکا تو بے شک جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔“

۲ اور قیامت کے دن جب کوئی سایہ نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا، سیّدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ .)) [1]

”سات طرح کے لوگ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں پناہ دے گا۔(ان میں) ایک وہ شخص بھی ہے جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔“

۳ اللہ سے ڈرنے والا اللہ جل شانہٗ کی محبت کو پالیتا ہے۔

۴ انہیں جہنم کی آگ چھوئے گی اور نہ ہی وہ جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ ، عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ، وَعَيْنٌ

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الرقاق، باب البكاء من خشية الله، رقم الحديث: (٦٤٧٩).

بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ .)) ❶

''دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی: وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کے ڈر سے رو پڑی، اور وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں رات کو پہرہ دے۔''

۵ آخرت میں جنت انہی خوبیوں اور آسانیوں کے ساتھ انہیں عطا کی جائے گی، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝﴾ (الدھر: ۱۱۔۱۲)

''چنانچہ اللہ ان کو اس دن شر سے بچالے گا، اور انہیں تازگی اور سرور بخشے گا۔ اور صبر کے بدلے انہیں جنت اور ریشمی لباس دے گا۔''

۶ دنیا میں سرفرازی اور ایمان کی حلاوت ملتی ہے۔

۷ ان کے ایمان اور ہدایت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۸ روحانی امن وسکون ملتا ہے۔

۹ اللہ جل شانہ ان کے لیے آسانیاں، مشکلات سے نکلنے کی راہ پیدا کرتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق مہیا کرتا ہے جہاں سے انہیں گمان بھی نہ ہوگا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ﴾ (الطلاق: ۳)

''اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے نکلنے کی راہ پیدا کر دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو۔''

---

❶ سنن ترمذی، ابواب الجهاد، باب ماجاء في فضل الحرس في سبيل الله رقم: (١٦٣٩)، صحيح المشكاة (٣٨٢٩)، التعليق الرغيب (١٥٣/٢)۔

۱۰ اللہ جل شانہٗ ان کے کاموں میں آسانیاں پیدا کردے گا۔

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝ ﴾ (الطلاق : ٤)

''اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا کردیتا ہے۔''

۱۱ وہ اللہ کے رسول ﷺ کی قربت پانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، کیوں کہ خشیت الٰہی سے رونا رسول اللہ ﷺ نے انہیں سکھایا ہے۔

❀❀❀❀

نواں سبب:

ذکر ومحبت الٰہی

ا۔ اللہ کی محبت کی فرضیت:

ایمانِ کامل کے لیے شرط ہے کہ کائنات کی ہر ایک چیز سے بڑھ کر محبت اللہ اوراس کے رسول ﷺ سے کی جائے، اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرة: ١٦٥)

''اور مؤمنین اللہ سے بے حد محبت کرتے ہیں۔''

اور سورۃ التوبۃ میں فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ؀﴾ (التوبة: ٢٤)

''آپ کہیے کہ اگر تمہارے باپ، اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری بیویاں، اور تمہارا خاندان، اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، اور وہ تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو، اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرلو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ لے کر آجائے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دھمکی دی ہے جو اللہ کے مقابلہ میں اپنے

اہل وعیال اور رشتہ داروں کو ان کے کفر وشرک کے باوجود ترجیح دیتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول سے حقیقی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی محبت کو ہر شے کی محبت پر مقدم رکھا جائے، باپ ہو یا بیٹا، بھائی ہو یا بیوی، یا خاندان کا کوئی فرد یا مال و دولت جسے آدمی اپنی کدو کاوش سے حاصل کرتا ہے، یا انواع واقسام کے اموال تجارت، یا بلند و بالا محلات، ان سب کی اللہ اور رسول کے مقابلہ میں مومن کے دل میں کوئی حیثیت نہیں ہوتی، جس کے نزدیک یہ چیزیں اللہ، اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب ہوں گی۔ وہ فاسق اور اپنے حق میں ظالم ہوگا۔

اہل علم کہتے ہیں کہ یہ آیت سب سے بڑی دلیل ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنا ایمان کا جزو، اور ان کی محبت کو ہر شے کی محبت پر مقدم کرنا واجب ہے۔ اور جو ایسا نہیں کرے گا وہ اللہ کی نگاہ میں بہت بڑا گنہگار ہوگا، اور اسے عذابِ الٰہی کا انتظار کرنا چاہیے، اور اسے پہچاننے کی کسوٹی یہ ہے کہ اگر اس کے سامنے دو چیزیں آئیں، ایک وہ جسے اللہ اور اس کے رسول پسند کرتے ہیں، اس میں آدمی کا بظاہر کوئی ذاتی فائدہ نہیں، اور دوسری وہ ہے جسے اس کا نفس چاہتا ہے، لیکن اسے اپنانے سے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ چاہتے ہیں۔ اگر وہ اپنی خواہشِ نفس کے موافق شے کو اس شے پر ترجیح دے دیتا ہے، جسے اللہ اور اس کے رسول چاہتے ہیں تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اپنے حق میں ظالم ہے۔

علامہ ذوالنون المصری فرماتے ہیں:

((قل لمن أظهر حب اللّٰه احذر أن تذل لغير اللّٰه ، ومن علامة الحب للّٰه ألا يكون له حاجة إلى غير اللّٰه .)) [1]

”جو شخص اللہ سے محبت کو ظاہر کرتا ہے آپ اسے کہہ دیجیے کہ غیر اللہ کے سامنے مت جھکو، اور اللہ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ آدمی اپنے کو اللہ کا محتاج سمجھے، اور غیروں سے اپنے حاجات مت طلب کرے۔“

[1] حلیة الأولیاء: (۳۷۳/۹).

۲۔ اللہ کی محبت کے اسباب:

اللہ کی توفیق سے ہم ایسے اسباب بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے، اور وہ اسباب یہ ہیں:

☆ ......توحید خالص:

اللہ تعالیٰ کی رضا اور پسندیدگی و محبت ان لوگوں کو ہی میسر ہوتی ہے، جنھیں توحید خالص کی نعمت عظمیٰ حاصل ہو جائے، اس کی دلیل شافع محشر، شفیع المذنبین محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ؛

((أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ.)) [1]

''روزِ قیامت میری شفاعت ان خوش نصیب لوگوں کو حاصل ہوگی، جنھوں نے اخلاص کے ساتھ کلمہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کہا ہوگا۔''

یاد رہے کہ اخلاص کا معنی یہی ہے کہ ان کی توحید میں کسی قسم کے شرک کی ملاوٹ نہ ہو، بلکہ ان کی توحید خالص ہو۔

☆ ......توحید کی اقسام:

توحید کی تین اقسام ہیں۔ (۱) توحید الوہیت۔ (۲) توحید ربوبیت۔ (۳) توحید اسماء وصفات۔

(۱) توحید الوہیت:

توحید الوہیت یہ ہے کہ جملہ عبادات مثلاً: نماز، روزہ، دعاء نذر، اور قربانی وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کو اکیلا مانا جائے، اور کسی طرح کی عبادت میں غیر اللہ کو شریک نہ کیا جائے۔

یہی وہ توحید ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ (الذاريات: ٥٦)

---

[1] صحيح البخاری/ كتاب الرقاق/ رقم الحديث: ٦٥٧٠.

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

اور اسی توحید الوہیت کی دعوت کو عام کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل بھیجے، اور کتابیں نازل فرمائیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ (النحل: ٣٦)

''اور ہم نے ہر گروہ کے پاس ایک رسول اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ لوگو! اللہ کی عبادت کرو، اور شیطان اور بتوں کی عبادت سے بچتے رہو۔''

(۲) توحید ربوبیت:

یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق، رازق، زندہ کرنے والا، موت دینے والا ہے اور وہی سارے جہانوں کا کارساز ہے، جس کی آسمانوں اور زمین میں حکومت ہے۔

اور اس قسم کی توحید کا اقرار واعتراف اس فطرت کا تقاضا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا ہے۔ حتی کہ مشرکین بھی اس کا اقرار کرتے تھے اور اس کے منکر نہ تھے۔

اسی قسم کی توحید کا انکار کم ہی لوگوں نے کیا ہے اور وہ بھی تکبر وعناد کی وجہ سے ظاہر طور پر کیا ہے، ورنہ دل سے وہ بھی اس کے معترف تھے۔

﴿ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ ﴾ (النمل: ١٤)

''اور ان نشانیوں کا انھوں نے ظلم وسرکشی کی وجہ سے انکار کر دیا، حالانکہ ان کا باطن ان کی صداقت کا یقین کر چکا تھا۔''

(۳) توحید اسماء وصفات:

یعنی اللہ تعالیٰ نے اور نبی کریم ﷺ نے اللہ عزوجل کے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں،

ان پر ایمان لایا جائے، اور انھیں بلا تکییف و تمثیل اور بلا تحریف و تعطیل مان لیا جائے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ (الأعراف: ۱۸۰)

''اور اللہ کے بہت ہی اچھے نام ہیں، پس تم لوگ اسے انہی ناموں کے ذریعہ پکارو۔''

اللہ کی صفات عالیہ میں سے اس کی مخلوق پر صفت ''علو'' بھی ہے، لہٰذا اس پر بلا تکییف و تمثیل اور بلا تحریف و تعطیل ایمان لانا واجب ہے، جیسا کہ اس کی ذاتِ عالیہ پر ایمان لانا ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ سے جب پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ کا کیا معنی ہے؟ تو آپ نے جواب دیا:

((اَلْاِسْتِوَاءُ مَعْلُوْمٌ، وَالْكَيْفِيَّةُ مَجْهُوْلٌ، وَالْاِيْمَانُ بِهٖ وَاجِبٌ)) [1]

''استواء معلوم ہے، جب کہ اس کی کیفیت نامعلوم ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔''

☆......اللہ تعالیٰ کی محبت کی فرضیت کو نہ بھولنا

ہر مومن اور مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مخلوق میں سے ہر ایک چیز کی محبت سے زیادہ ہو۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرة: ۱۶۵)

''اور اہل ایمان اللہ سے بے حد محبت کرتے ہیں۔''

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی محبت کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس کی محبت ہر محبوب (کی محبت) پر مقدم ہو، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ

---

[1] سير أعلام النبلاء: ۸/ ۱۰۰، ۱۰۶.

وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۟﴾ (التوبة : ٢٤)

''آپ کہہ دیجیے! اگر تمہارے باپ، اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری بیویاں، اور تمہارا خاندان، اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، اور وہ تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو، اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرلو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ لے کر آ جائے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ:

''اگر یہ چیزیں تمہیں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں، تو پھر اس بات کا انتظار کرو، کہ اس کے گوناں گوں عذابوں میں سے تم پر کسی قسم کا عذاب نازل ہوتا ہے۔'' [1]

☆ ......قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنے دلوں میں جاگزیں کرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کی جائے۔ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُّحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَلْيَقْرَأْ فِي الْمُصْحَفِ)) [2]

''جس شخص کو یہ بات اچھی لگے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ؐ سے محبت کرنے والا بن جائے تو وہ قرآنِ مجید کی تلاوت کرے۔''

☆ ......اللہ تعالیٰ کی محبت کے ثمرات کو ہمیشہ یاد رکھنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

---

[1] تفسیر ابن کثیر: (٣٦٥/٣)، طبعه دار الكتاب العربي بيروت.

[2] سلسلة الأحاديث الصحية، رقم: ٢٣٤٧، صحيح الجامع الصغير، رقم: ٦٢٨٩.

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَبِهِنَّ حَلاوَةَ الإِيمَان: أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ .)) [1]

''تین (خصلتیں) جس شخص میں ہوں وہ ایمان کی مٹھاس سے بہرہ ور ہوگا، یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اسے سب سے زیادہ پیارے ہوں، جس سے محبت کرے صرف اللہ کی رضا کے لیے کرے اور کفر میں پلٹنے کو اسی طرح ناپسند کرے جس طرح کہ آگ میں پھینکے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔''

☆...... اللہ تعالیٰ کے احسانات کو فراموش نہ کرنا

اللہ تعالیٰ کے ہم پر اتنے انعامات ہیں کہ ہم ان کو شمار نہیں کر سکتے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا ﴾ (إبراهيم : ٣٤)

''اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو گے تو نہیں گن سکو گے۔''

بلکہ ہر ہر نعمت اللہ کی عطا کردہ ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ﴾ (النحل : ٥٣)

''اور تمہارے پاس جتنی نعمتیں ہیں اسی کی جانب سے ہیں۔''

جب انسان اللہ کے احسانات کو یاد رکھے گا، اور فراموش نہ کرے گا تو یہ چیز اللہ تعالیٰ سے بندے کی محبت میں اضافے کا باعث بنے گی۔

☆...... کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا

ذکر کا معنی یاد رکھنا ہے تو اللہ کو یاد رکھنا اس کا ذکر کرنا اللہ سے محبت کا باعث ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝ ﴾ (البقرة : ١٥٢)

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الإيمان، باب حلاوة الإيمان، رقم: (١٦)، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الإيمان، رقم: (١٦٥).

''پس تم لوگ مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد رکھوں گا، اور میرا شکرادا کرو اور ناشکری نہ کرو۔''

کیا خوب کہا بہادر شاہ ظفر نے ؎

ظفر اس کو نہ آدمی جانیے گا
چاہے کتنا ہو وہ فہم و ذکاء
جسے عیش میں یادِ الٰہ نہ رہی
جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

فائدہ:...... یاد رہے کہ ذکرِ الٰہی صرف تسبیح وتہلیل اور تحمید وتکبیر میں منحصر نہیں ہے، بلکہ ہر وہ عمل جو قرآن وسنت کے مطابق ہو، اور جس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو، وہ ذکرِ الٰہی ہے۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اللہ کو یاد کرنے والے تھے، ان کی گفتگو، ان کا امر و نہی، اللہ تعالیٰ کے اسما وصفات، احکام وافعال، اور وعد و وعید کے بارے میں اُن کی حدیثیں ان کا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنا، اللہ تعالیٰ سے سوال ودعا، جنت کی رغبت دلانا، جہنم سے ڈرانا اور اُن کی خاموشی، سب کچھ ذکرِ الٰہی تھا، وہ ہر وقت اور ہر حال میں چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے اور سفر وحضر میں اللہ کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔ انتہیٰ

ذکرِ الٰہی کے وہ طریقے اور وہ حرکات وسکنات جو گمراہ صوفیا نے ایجاد کر لیے ہیں، جن کا ثبوت صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ کرام سے نہیں ملتا، بدترین بدعت ہیں۔ انہوں نے سماع کے نام سے اپنی محفلوں میں رقص وموسیقی کو داخل کر دیا ہے۔ اور مسلمانوں کو قرآن سننے اور سنانے سے روک دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جب جمع ہوتے تھے تو ان میں سے ایک قرآن پڑھتا تھا اور باقی لوگ سنتے تھے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے تھے: ((ذَكِّـرْنَا رَبَّـنَا)) کہ ''ہمیں رب کی یاد دلاؤ۔'' چنانچہ وہ قرآن پڑھتے اور عمر رضی اللہ عنہ قرآن سنتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝﴾

(مریم : ۵۸)

''اور جب ان کے سامنے اللہ کے قرآن کی تلاوت ہوتی ہے تو وہ سجدے میں روتے ہوئے گر پڑتے ہیں۔''

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝﴾

(الزمر : ۲۳)

''کہ اللہ نے سب سے اچھی حدیث نازل کی ہے جو ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیتوں کی ہے۔ جس سے ان لوگوں کے جسم کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں، پھر ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف جھک جاتے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ قرآن وسنت کے حدود میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا، رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کے سانچے میں اپنی زندگی کو ڈھالنا، قرآنِ کریم کی تلاوت اور قرآنِ کریم کو سمجھنا سمجھانا، ذکرِ الٰہی کے طریقے ہیں۔ وہ تسبیحات جن کا ثبوت قرآن وسنت سے نہیں ملتا۔ مثلاً پالتی مار کر اور آنکھیں بند کر کے بیٹھ جانا، اور دعویٰ کرنا کہ اللہ کا تصور دل ودماغ میں بسایا جا رہا ہے۔ ''حق ہو'' کے نعرے لگانا، دل پر ''لا الہ الا اللہ'' کی ضربیں لگانا، حلقے بنا کر بیٹھ جانا اور سری یا جہری ذکر میں بزعم خود مشغول ہونا، یہ اور اس قسم کے افعال وحرکات کا مشروع ذکرِ الٰہی سے کوئی تعلق نہیں۔ شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:

((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ .)) ❶

''جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا جو اس سے نہیں تو وہ مردود ہے۔''

یاد رکھو! چاہے وہ کوئی عقیدہ ہو، کوئی نظریہ ہو، کوئی قول و عمل ہو اور چاہے ذکر کے خود ساختہ طریقے ہوں، سبھی کچھ مردود ہے اگر قرآن وسنت سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ اگر کوئی شخص زندگی بھر مراقبہ میں بیٹھا رہ جائے اور زعمِ باطل میں مبتلا رہے کہ وہ اللہ کی یاد میں مشغول ہے لیکن اس کے عمل کا ثبوت قرآن وسنت سے نہیں ملتا، تو اس کی ساری محنت بے کار ہے، بلکہ قیامت کے دن وبال جان بن کر اُس کے سامنے آئے گی۔

نماز کے بعد کی مسنون دعائیں اور اذکار

☆ نمازی کے لیے سلام پھیرنے کے بعد اونچی آواز سے ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) کہنا چاہیے، پھر وہ تین مرتبہ، ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰه)) ❷ کہے۔

اور پھر یہ دعائیں پڑھنا مسنون ہیں۔

☆ ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ ، تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ . لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ .)) ❸

''اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھ سے ہی سلامتی حاصل ہوتی ہے، تو بڑا ہی بابرکت ہے اے عظمت و بزرگی والے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے سب تعریفیں

---

❶ صحيح بخاری، کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود، رقم: (۲۶۹۷).

❷ صحيح بخاری، کتاب الأذان، باب الذكر بعد الصلاة، رقم: ۸۴۱، ۸۴۲، صحيح مسلم، کتاب المساجد، باب الذكر بعد الدعاء، رقم: ۵۸۳.

❸ صحيح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، حديث رقم: ۵۹۱.

ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! جو کچھ تو دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں، اور جو تو روک لے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے فائدہ نہ دے گی۔''

☆ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ نمازِ فجر سے سلام پھیرتے تو کہتے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا طَيِّبًا ، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا)) ❶

☆ پھر تینتیس (۳۳) مرتبہ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ)) تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ)) اور تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ)) کہے اور سو (۱۰۰) کی گنتی اس دعا سے پوری کرے۔

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .)) ❷

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔''

☆ ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ﴿ (۱) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (۲) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور (۳) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾ پڑھے، فجر اور مغرب کی نماز کے بعد ان تینوں سورتوں کا تین تین بار پڑھنا مستحب ہے۔ ❸

☆ اسی طرح مغرب اور فجر کی نماز کے بعد مذکورہ اذکار کے بعد درج ذیل تسبیحات کا دس مرتبہ پڑھنا مستحب ہے:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ،

---

❶ صحيح سنن ابن ماجه: ۱/ ۱۵۲.

❷ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، رقم: ۵۹۷.

❸ سنن ابو داؤد، ابواب الوتر، باب في الإستغفار، رقم: ۱۵۲۳، اسے حاکم ۱/ ۲۵۳ اور ابن حبان، رقم: ۲۳۴۷، نے ''صحیح'' کہا ہے۔

يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ .))

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔''

واضح رہے کہ مذکورہ اذکار وتسبیحات کا پڑھنا مستحب ہے، اور اس کے علاوہ بھی مسنون اذکار ہیں۔

صبح وشام کے اذکار:

شام کے اذکار میں بریکٹ والے الفاظ کو پڑھا جائے، اور باقی دعا وہی ہوگی۔ صبح کے اذکار فجر کے بعد اور شام کے اذکار مغرب سے پہلے یا بعد میں کیے جاسکتے ہیں۔

☆ آیۃ الکرسی پڑھنے والا جنات سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ (صبح وشام ایک ایک مرتبہ) [1]

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○﴾ (البقرة: ۲۵۵)

☆ مندرجہ ذیل سورتوں کی تلاوت ہر چیز سے کافی ہوجاتی ہے۔ [2] (صبح وشام تین تین مرتبہ)

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ۚ لَمْ يَلِدْ ڏ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○ۧ﴾

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ۙ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ○ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○ۧ﴾

---

[1] صحيح الترغيب والترهيب: ۱/ ۲۷۳.

[2] صحيح سنن الترمذى: ۳/ ۱۸۲.

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝﴾

☆ جو شخص (دن میں) سو مرتبہ مندرجہ ذیل کلمات پڑھ لے اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔ سو نیکیاں لکھی جائیں گی، سو برائیاں مٹائی جائیں گی، اور اس دن شام تک شیطان سے بچاؤ رہے گا۔ (صبح و شام ایک مرتبہ اور دس مرتبہ پڑھنا بھی درست ہے۔)

((لَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .)) ❶

''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اور اسی کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

☆ مندرجہ ذیل کلمات پڑھنے والے سے افضل کسی کا عمل نہیں ہوگا اور اس کے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (صبح و شام سو مرتبہ)

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ .)) ❷

''اللہ پاک ہے، اور اس کی تعریف کے ساتھ۔ (میں اس کی تسبیح کرتا ہوں)''

☆ یہ دعا پڑھنے والے کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ نیز اسے اچانک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ (صبح و شام تین تین مرتبہ)

((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ .)) ❸

''(شروع) اللہ کے نام کے ساتھ کہ جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان میں

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الدعوات، باب: ٦٤. صحيح ابن ماجه: ٢/ ٣٣١، صحيح الترغيب والترهيب: ١/ ٢٧٢.
❷ صحيح مسلم: ٤/ ٢٠٦٧١.
❸ صحيح الترمذی: ٣/ ١٤١، صحيح ابو داؤد: ٣/ ٩٥٨.

کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔''

☆ یہ پڑھنے والے کو زہریلے جانور کا ڈنگ نقصان نہیں پہنچائے گا۔(شام تین مرتبہ)

((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ .))❶

''میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔''

☆ ((اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ أَنْتَ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ ، أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّآ أَنْت .))❷

(صبح وشام تین تین مرتبہ)

''اے اللہ! میرے بدن میں مجھے عافیت عطا فرما۔ اے اللہ! میری سماعت میں مجھے عافیت عطا فرما۔ اے اللہ! میری نظر میں مجھے عافیت عطا فرما۔ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔ اے اللہ! بلاشبہ میں کفر اور فقر سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔ اے اللہ! بلاشبہ میں عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔''

☆ ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ .))❸ (ستر سے سو مرتبہ روزانہ)

''میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں، اور اس کی طرف توبہ (رجوع) کرتا ہوں۔''

☆ یہ کلمات کہنا صبح کی نماز سے اشراق تک مسلسل ذکر کرنے سے زیادہ وزنی ہیں۔❹

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، عَدَدَ خَلْقِهٖ ، وَرِضٰى نَفْسِهٖ ، وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ .)) (صبح تین مرتبہ)

---

❶ صحيح سنن الترمذى: ۳/ ۱۸۷.
❷ صحيح ابو داؤد: ۳/ ۹۵۹.
❸ صحيح بخارى، كتاب الدعوات، صحيح مسلم، كتاب الذكر.
❹ صحيح مسلم: ٤/ ۳۰۹۰.

’’اللہ پاک ہے اور اپنی تعریف کے ساتھ ہے۔ اپنی مخلوق کی گنتی کے برابر، اور اپنے نفس کی رضا کے برابر، اور اپنے عرش کے وزن کے برابر، اور اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر۔‘‘

☆ ((اَصْبَحْنَا (اَمْسَيْنَا) عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ ، وَعَلٰى كَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ ، وَعَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلٰى مِلَّةِ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ .))[1] (صبح وشام ایک ایک مرتبہ)

’’ہم نے صبح (شام) کی فطرت اسلام، اور کلمہ اخلاص پر، اور اپنے نبی محمد ﷺ کے دین، اور اپنے باپ ابراہیم حنیف مسلم کی ملّت پر اور وہ مشرک نہیں تھے۔‘‘

☆ ((اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا (بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا) وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ .))[2] (صبح وشام ایک مرتبہ)

’’اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح کی، اور تیرے نام کے ساتھ ہم نے شام کی، (تیرے نام کے ساتھ ہم نے شام کی، اور تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح کی) اور تیرے نام ہی کے ساتھ ہم زندہ ہیں، اور تیرے ہی نام کے ساتھ ہم مریں گے اور تیری ہی طرف ہی اُٹھ کر جانا ہے۔‘‘

☆ ((اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ (أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى) الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ . رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ (هٰذِهِ اللَّيْلَةِ) وَخَيْرَ مَا بَعْدَهُ (مَا بَعْدَهَا) وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ (هٰذِهِ اللَّيْلَةِ) وَشَرِّ مَا بَعْدَهُ (مَا بَعْدَهَا) رَبِّ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ ، رَبِّ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ ،

---

[1] صحيح الجامع الصغير ٤ / ٢٠٩ . [2] صحيح سنن الترمذي : ٣ / ١٤٢ .

وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ .)) ❶ (صبح وشام ایک مرتبہ)

''ہم نے صبح (شام) کی اور اللہ کے ملک نے صبح (شام) کی اور تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ملک ہے، اور اسی کے لیے حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے میرے رب! اس دن میں (رات) جو خیر ہے اور جو اس کے بعد میں خیر ہے میں تجھ سے اس کا سوال کرتا ہوں، اور اس دن (رات) کے شر سے اور اس کے بعد والے کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے رب! میں سستی اور بڑھاپے کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے رب! میں آگ کے عذاب اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

☆ ((يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ! بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ ، اَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ .)) ❷ (صبح وشام ایک ایک مرتبہ)

''اے زندہ رہنے والے اے قائم رہنے والے! میں تیری ہی رحمت سے فریاد کرتا ہوں۔ میرے تمام کام درست کردے، اور ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کرنا۔''

☆ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ ، وَأَهْلِيْ وَمَا لِيْ . اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِيْ . اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ ، وَعَنْ يَّمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ ، وَمِنْ فَوْقِيْ وَأَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ .)) ❸ (صبح وشام ایک ایک مرتبہ)

---

❶ صحيح مسلم: ٤ / ٢٠٨٨.

❷ صحيح الترغيب والترهيب : ١/ ٢٧٣.

❸ صحيح ابو داؤد: ٣/ ٩٥٧.

''اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں اپنے دین، اپنی دنیا، اپنے اہل وعیال اور اپنے مال میں تجھ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میری پردے والی چیزوں پر پردہ ڈال دے اور میری گھبراہٹوں کو امن میں رکھ۔ اے اللہ! میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میری دائیں طرف سے، میری بائیں طرف سے اور میرے اوپر سے میری حفاظت کر۔ اس بات سے میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ اچانک اپنے نیچے سے ہلاک کر دیا جاؤں۔''

☆ جو شخص صبح (یا دن) کے وقت یقین سے سیّد الاستغفار پڑھے، اور شام سے پہلے فوت ہو جائے وہ جنتی ہوگا، اور اسی طرح جو شام (یا رات) کو پڑھے، اور صبح سے پہلے فوت ہو جائے وہ بھی جنتی ہے۔

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ ، وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ ، مَا اسْتَطَعْتُ ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ ، فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ .))[1] (صبح وشام ایک ایک بار)

''اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے، تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، اور میں تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں جس قدر میں طاقت رکھتا ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اپنے آپ پر تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں، اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں۔ پس مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔''

☆ ((اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ، عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ،

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب ۲.

رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ.)) [1] (صبح وشام ایک ایک بار)

''اے اللہ! اے غیب اور حاضر کو جاننے والے، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! ہر چیز کے پروردگار اور مالک! میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے۔''

☆ درود (صلوٰۃ) پڑھنے والے کو نبی ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ [2]

سونے اور جاگنے کے اذکار:

☆ جب کوئی شخص اپنے بستر پر آئے تو مندرجہ ذیل تینوں سورتیں پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں میں پھونک کر جسم کے جس جس حصے پر ممکن ہو ہاتھ پھیرے، پہلے چہرے، سر اور جسم کے سامنے حصے سے ابتدا کرے۔ یہ سارا عمل تین مرتبہ کرے۔

﴿ (۱) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (۲) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (۳) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾ [3]

☆ سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے والے کے لیے اللہ کی طرف سے ایک محافظ مقرر کر دیا جاتا ہے، اور شیطان صبح تک قریب نہیں آتا۔

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـــوْدُهٗ

---

[1] صحیح سنن الترمذی: ۳/ ۱۴۲. [2] صحیح الترغیب والترهیب: ۱/ ۲۷۳.

[3] صحیح بخاری۔ کتاب فضائل القرآن/ باب ۱۴.

حِفۡظُهُمَا ۚ وَهُوَ الۡعَلِىُّ الۡعَظِيۡمُ ۝﴾ ❶

''اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ زندہ ہے، تھامنے والا ہے، اُسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، اُسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کون ہے جو اُس کی اجازت کے بغیر اس کے پاس سفارش کرے؟ وہ جانتا ہے جو لوگوں کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے۔ اور وہ اُس کے علم میں سے کچھ نہیں پا سکتے، سوائے اس کے جو وہ چاہے اُس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور ان کی حفاظت اس پر بھاری نہیں وہ بلند اور عظمت والا ہے۔''

☆ جو کوئی سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھ لے اسے ہر چیز (مصیبت و بلا وغیرہ) سے کافی ہو جاتی ہیں۔

﴿اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ مِنۡ رَّبِّهٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓٮِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِهٖ وَقَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ۖ غُفۡرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا اكۡتَسَبَتۡ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِيۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَاۤ اِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعۡفُ عَنَّا ۥ وَاغۡفِرۡ لَنَا ۥ وَارۡحَمۡنَا ۥ اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝﴾

☆ الداعی الی اللہ، خاتم المرسلین ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک مندرجہ ذیل (مکمل) سورتیں نہ پڑھ لیتے:...... بنی اسرائیل۔ زمر۔ الم سجدہ۔ ملک۔ ❷

☆ سیّدہ فاطمہ اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے خادم طلب کیا تو آپ ﷺ نے

---

❶ صحیح بخاری/ کتاب فضائل القرآن/ باب ۱۰.

❷ صحیح سنن الترمذی/ ابواب الدعوات: ۲۲.

فرمایا: سوتے وقت مندرجہ ذیل کلمات پڑھنا خادم سے بہتر ہیں۔

((سُبْحَانَ اللّٰهِ)) (۳۳مرتبہ) ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ)) (۳۳مرتبہ)

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ))[1] (۳۳مرتبہ)

☆ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر کی طرف آئے تو اسے چادر وغیرہ کے ساتھ تین دفعہ جھاڑے، پھر لیٹ کر یہ دعا پڑھے:

((بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ))[2]

''اے میرے رب! تیرے نام کے ساتھ میں اپنا پہلو رکھتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ ہی اس کو اٹھاوں گا۔ اگر تو میری روح کو روک لے تو اس پر رحم کرنا، اور اگر تو اسے چھوڑ دے تو اس کی ایسے حفاظت کرنا جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔''

☆ ((أَللّٰهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِيْ وَأَنْتَ تَوَفَّاهَا لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا، إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا وَإِنْ أَمَتَّهَا فَاغْفِرْلَهَا أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ))[3]

''اے اللہ! تو نے میری روح کو پیدا کیا اور تو ہی اسے فوت کرے گا اور اس کی موت اور حیات تیرے ہی لیے ہے۔ اگر تو اسے زندہ رکھے تو اس کی حفاظت کرنا۔ اگر تو اسے موت دے تو اسے معاف فرمانا۔ اے اللہ! بے شک میں آپ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔''

☆ دائیں پہلو پر لیٹ کر داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھنا سنت ہے:

---

[1] صحیح بخاری/ کتاب الدعوات/ باب ۱۱.

[2] صحیح بخاری/ کتاب الدعوات/ باب ۱۳.

[3] صحیح مسلم/ کتاب الذکر: ۸/ ۷۸۔

((اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْیٰی)) ❶

''اے اللہ! تیرے ہی نام کے ساتھ میں مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں۔''

☆ لیٹ کر دایاں ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ .)) ❷

''اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچانا، جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔''

نوٹ :......مسند احمد کی روایت میں یہ دعا تین دفعہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ ❸

☆ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ ہم سوتے وقت دائیں کروٹ پر لیٹ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھیں:

((أَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَیْءٍ ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی ، مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْآن ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَیْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِهٖ ، أَللّٰھُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَیْسَ فَوْقَكَ شَیْءٌ ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَكَ شَیْءٌ ، اِقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ .)) ❹

''اے اللہ! سات آسمانوں کے رب اور عرش عظیم کے مالک! ہمارے اور ہر شے کے رب! دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے (اللہ) تورات، انجیل اور قرآن کے اُتارنے والے! میں ہر اس چیز کی شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کی پیشانی تو پکڑے ہوئے ہے۔ اے اللہ! تو ہی اوّل ہے، پس تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں۔ تو ہی آخر ہے پس تیرے بعد کوئی چیز نہیں۔ تو ہی ظاہر ہے پس تجھ سے اوپر کوئی چیز

---

❶ صحیح بخاری/ کتاب الدعوات/ باب: ۸. ❷ صحیح ابو داؤد/ ابواب النوم/ باب: ۱۰۷.

❸ بلوغ الامانی: ۱۴/ ۲۴۴. ❹ صحیح مسلم/ کتاب الذکر: ۸/ ۷۸۔

نہیں اور تو ہی باطن ہے پس تیرے علاوہ کوئی چیز نہیں۔ ہم سے قرض ادا کر دے اور ہمیں فقر سے غنی کر دے۔''

☆ نبی ﷺ جب اپنے بستر پر آتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا ، وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِّمَّنْ لَّا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْدِيَ .)) ❶

''ہر قسم کی تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا، اور ہمیں کافی ہو گیا اور ہمیں ٹھکانا دیا، ورنہ کتنے ہی لوگ ہیں جن کی کفایت کرنے والا اور ٹھکانا دینے والا کوئی نہیں۔''

☆ نبی ﷺ نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ صبح و شام اور سوتے وقت مندرجہ ذیل کلمات پڑھا کرو۔

((اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهٗ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ ، وَاَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِيْ سُوْءًا اَوْ اَجُرَّهٗ اِلٰى مُسْلِمٍ .))❷

''اے اللہ! غیب اور ظاہر کو جاننے والے، اے زمین اور آسمانوں کو پیدا کرنے والے، ہر چیز کے رب اور اس کے مالک میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں تیرے ذریعے اپنے نفس کے شر اور شیطان کے شر سے پناہ چاہتا ہوں اور اس کے شرک سے اور اس بات سے کہ میں اپنے نفس کے خلاف کسی برائی کا ارتکاب کروں یا اسے کسی مسلمان کی طرف کھینچ کر لاؤں۔''

☆ جو کوئی سونے سے پہلے وضو کرے اور دائیں طرف لیٹ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھے اور

---

❶ صحیح مسلم/ کتاب الذکر: ۸/ ۷۹. ❷ صحیح الترمذی/ کتاب الدعوات/ باب ۱۴.

پھر رات کو فوت ہو جائے تو وہ فطرت (یعنی اسلام) پر مرا، اور اگر صحیح زندہ اٹھے تو بھلائی کو پہنچ گیا۔

((أَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِى إِلَيْكَ ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْكَ ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ .)) ❶

''اے اللہ! میں نے اپنے نفس کو تیرے تابع کر لیا۔ اپنا کام تیرے سپرد کر دیا۔ اپنا چہرہ تیری طرف پھیر لیا اور اپنی پشت تیری طرف جھکا لی تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے۔ نہ تجھ سے پناہ کی کوئی جگہ ہے اور نہ بھاگ کر جانے کی مگر تیری طرف۔ میں ایمان لایا تیری کتاب پر جو تو نے اُتاری ہے اور تیرے نبی پر کہ جسے تو نے بھیجا ہے۔''

☆ رات کو پہلو بدلتے وقت کے کلمات:

((لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ، رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ .)) ❷

''اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ یکتا ہے، زبردست ہے آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو ان دونوں کے درمیان میں ہے، غالب بخشنے والا ہے۔''

☆ نیند میں گھبراہٹ اور خوف کی دعا:

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ ، وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَحْضُرُوْنِ .)) ❸

---

❶ صحیح بخاری/ کتاب الدعوات/ باب: ٦.

❷ صحیح الجامع الصغیر: ٤/ ٢١٣.

❸ صحیح الترمذی/ کتاب الدعوات/ باب: ٩٦.

''میں اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں، اس کی ناراضگی اور اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسہ ڈالنے سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں اور مجھے بہکائیں۔''

☆ اچھا یا برا خوب دیکھے تو کیا کرے؟

ا: اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا شیطان کی طرف سے۔ لہٰذا تم میں سے اگر کوئی (خواب میں) پسندیدہ چیز دیکھے تو خواب کسی کو نہ سنائے مگر جس سے اسے محبت ہو۔

۲: اگر برا خواب دیکھے تو:

(۱) بائیں طرف تین دفعہ تھوکے۔

(۲) شیطان اور اپنے اس خواب کی برائی سے تین مرتبہ اللہ کی پناہ مانگے۔

(۳) کسی کو ایسا خواب نہ سنائے۔

(۴) جس پہلو پر خواب آئے اسے بدل دے۔

(۵) اگر چاہے تو اُٹھ کر نماز پڑھے۔ [1]

☆...... نیند سے جاگنے کے اذکار:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَحْیَانَا بَعْدَ مَا أَمَا تَنَا ، وَإِلَیْهِ النُّشُوْرِ)) [2]

''ہر قسم کی تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندگی دی اور اسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔''

☆ جو شخص رات کسی وقت جاگے اور مندرجہ ذیل کلمات پڑھ کر بخشش مانگے یا کوئی اور دعا کرے تو قبول ہوتی ہے۔ پھر اگر اٹھ کر وضو کرے، اور نماز (تہجد وغیرہ) پڑھے تو

---

[1] صحیح مسلم: ٤/ ١٧٧٣.

[2] صحیح بخاری/ کتاب الدعوات/ باب: ٨.

قبول ہوتی ہے۔ ❶

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ .))

''نہیں کوئی معبود مگر اللہ وہ اکیلا ہے، نہیں کوئی شریک اس کا، اسی کی بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں، اور وہ اوپر ہر چیز کے خوب قادر ہے۔ اللہ پاک ہے اور تمام تعریفوں کے لائق ہے، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ بہت بڑا ہے۔ نہیں ہے طاقت نقصان سے بچنے کی اور فائدہ حاصل کرنے کی مگر اللہ بلند وعظیم کے ساتھ۔''

☆ نبی کریم ﷺ تہجد کے وقت بیدار ہوتے تو سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات بھی پڑھتے تھے۔ ❷

☆ ......شانِ باری تعالیٰ کو ہمیشہ نگاہوں کے سامنے رکھنا

کسی بھی عظمت والے سے محبت کرنا انسانی فطرت میں داخل ہے۔ اور ہمارا اللہ سب سے بلند وبالا، وحدہ لاشریک لہ ہے۔ اس کی شان کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھنا اس سے محبت کا باعث ہے۔

﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا﴾ (نوح : ۱۳)

''تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اپنے رب کی عزت ووقار سے نہیں ڈرتے۔''

☆ ......رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنا

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

---

❶ صحیح بخاری/ کتاب التهجد/ باب: ۲۱.　❷ صحیح بخاری/ کتاب التفسیر آل عمران/ باب ۲۰.

ذُنُوۡبَكُمۡ‌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ○﴾ (آل عمران : ۳۱)

”آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہوتو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف کردے گا، اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، اور رحم کرنے والا ہے۔“

معلوم ہوا کہ اتباعِ نبی مطاع صلی اللہ علیہ وسلم سے انسان اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔

☆ ......اتباعِ رسول کی اہمیت:

اللہ ربّ العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دین اسلام کی تکمیل فرمائی، اور تا قیامت اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔ اسلام کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے متعلق آپ نے مکمل راہنمائی فراہم نہ کی ہو۔ اس راہنمائی کے مطابق زندگی بسر کرنے کو اتباع سنت کہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتباعِ سنت کے خلاف کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی بات کو بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ لیکن افسوس! صد افسوس! آج ہم اپنی زندگی کو احکاماتِ خداوندی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر دور پاتے ہیں۔ آیئے! قرآنِ حکیم کی روشنی میں اتباعِ رسول کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ الہ العالمین کا ارشاد ہے:

﴿وَمَاۤ اٰتٰٮكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ ۚ وَمَا نَهٰٮكُمۡ عَنۡهُ فَانْتَهُوۡا ۚ﴾

(الحشر : ۷)

”اور رسول تمھیں جو دیں اسے لے لو، اور جس چیز سے وہ تم کو روک دیں اس سے رُک جاؤ۔“

اور اہل ایمان کو نصیحت کی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں، ورنہ ان کے اعمال ضائع کردیئے جائیں گے۔

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَلَا تُبۡطِلُوۡۤا اَعۡمَالَكُمۡ ○﴾ (محمد : ۳۳)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور اپنے اعمال کو بے کار نہ بناؤ۔''

زندگی کے تمام امور کو نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اور سنت کی کسوٹی پر پرکھنا واجب ہے، جو چیز آپ ﷺ کی سنت کے موافق ہوگی وہ قبول کرلی جائے گی، اور جو قول و عمل اس کے مخالف ہوگا اسے ردّ کردیا جائے گا، چاہے کہنے یا کرنے والا کوئی بھی انسان ہو۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ (النور: ٦٣)

''پس جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، انھیں ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی بلا نہ نازل ہوجائے، یا کوئی دردناک عذاب نہ انھیں آ گھیرے۔''

''فقہاء نے اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا امر وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ اس لیے کہ یہاں آپ کے حکم کو ترک کردینے کا لازمی نتیجہ دو سزاؤں میں سے ایک کو بتایا گیا ہے کہ یا تو کوئی بلا نازل ہوگی یا کوئی دردناک عذاب۔ اس لیے جو لوگ نبی کریم ﷺ کی سنت کی مخالفت کرتے ہیں، یا فاسد تاویلوں کے ذریعے دوسروں کے اقوال کو اس پر ترجیح دیتے ہیں، انھیں اس آیت پر ضرور غور کرنا چاہیے، اور رسولِ اکرم ﷺ کے مقام و حجت کا تصور کرتے ہوئے کسی کے قول و عمل کو سنت کے مقابلے میں درخورِ اعتناء نہیں سمجھنا چاہیے۔'' [1]

کیا خوب فرمایا مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ؏

رَضِیْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِیْنَا لَنَا نَبِیٌّ وَلِلنَّاسِ رِجَالٌ

☆ ...... ائمہ اربعہ اور اتباعِ سنت:

دین و شریعت صرف کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کا نام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے

[1] تیسر الرحمٰن، ص: ۱۰۱۸.

علاوہ دنیا میں کوئی شخصیت ایسی نہیں جس کی ہر بات تسلیم کی جاسکتی ہو۔ چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

((لَیْسَ اَحَدٌ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا وَیُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِہٖ وَیُتْرَكُ، إِلَّا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ .)) ❶

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہر شخص کی بات قبول بھی کی جاسکتی ہے اور ردّ بھی (مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو قبول ہی کیا جائے گا۔)''

صحابہ کرام، ائمہ ومحدثین عظام نے بھی ہدایت کے اسی چشمے سے فیض پایا۔ عموماً یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ کتاب وسنت کو براہِ راست سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ...... یہ بات درست نہیں۔ ہمارے لیے کتاب وسنت کو سمجھنا، تفقہ فی الدین انتہائی آسان ہے، کیونکہ اللہ ربّ العالمین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لیے بطورِ خاص ''معلم'' بنا کر مبعوث فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکمل دین سیکھا اور اسے ہم تک پہنچانے کا حق ادا کیا۔ صحابہ کرام کی طرح ائمہ اربعہ نے بھی صرف اتباعِ سنت کا ہی راستہ اختیار کرنے کی دعوت دی، اتباع سنت کی اہمیت ائمہ اربعہ کے ارشادات کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے گا۔

☆ ......امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ المتوفی ۱۵۰ھ ارشاد فرماتے ہیں:

((اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ .)) ❷

''جب حدیث صحیح ہو، تو وہی میرا مذہب ہے۔''

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک قول اس طرح ہے کہ:

((لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَّأْخُذَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ یَعْلَمْ مِنْ اَیْنَ اَخَذْنَاہُ .)) ❸

---

❶ ارشاد السالك لابن عبد الهادی: ١/ ٢٢٧.

❷ ردّ المحتار علی الدر المختار: ١/٦٨.

❸ الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء لإبن عبدالبر، ص ١٤٥.

''کسی شخص کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ ہمارے قول کو لے، جب تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ ہمارے قول کا ماخذ کیا ہے؟''

آپ سے پوچھا گیا کہ جب آپ کی بات کتاب اللہ کے خلاف ہو؟ فرمایا: کتاب اللہ کے سامنے میری بات چھوڑ دو۔ کہا گیا: جب آپ کی بات حدیث رسول کے خلاف ہو؟ فرمایا: حدیث رسول کے سامنے میری بات چھوڑ دو۔ کہا گیا: جب آپ کی بات قولِ صحابہ کے خلاف ہو؟ فرمایا: قولِ صحابہ کے سامنے میری بات چھوڑ دو۔ [1]

☆ ......امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ:

امام مالک رحمہ اللہ المتوفی ۱۷۹ھ فرماتے ہیں:

((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُخْطِئُ وَأُصِيْبُ ، فَانْظُرُوْا فِيْ رَأْيِيْ ، فَكُلُّ مَا وَافَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ ، وَكُلُّ مَا يُخَالِفُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَاتْرُكُوْهُ .)) [2]

''یقیناً میں ایک انسان ہوں، میری بات غلط بھی ہوسکتی ہے اور صحیح بھی، لہٰذا میری رائے کو دیکھ لیا کرو۔ جو کتاب وسنت کے مطابق ہو، اسے لے لو اور جو کتاب و سنت کے مطابق نہ ہو اسے ترک کردو۔''

☆ ......امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ:

امام شافعی رحمہ اللہ المتوفی ۲۰۴ھ ارشاد فرماتے ہیں:

((اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ خِلَافَ قَوْلِیْ فَاعْمَلُوْا بِالْحَدِيْثِ ، وَاتْرُكُوْا قَوْلِیْ .)) [3]

''جب میری کسی بات کے مقابلہ میں حدیث صحیح ثابت ہو تو حدیث پر عمل کرو، اور

---

[1] ایقاظ هم اولی الأبصار، ص: ۵۰۔

[2] ایقاظ هم اولی الأبصار، ص ۷۲۔ اصول الأحكام لإبن حزم: ۱۴۹/۶.

[3] المجموع شرح المهذب للنووی: ۱۰۴/۱.

میری بات کو چھوڑ دو۔"

مزید فرماتے ہیں:

((اِذَا وَجَدْتُمْ فِيْ كِتَابِيْ خِلَافَ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُوْلُوْا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَعُوْا مَا قُلْتُ .)) ❶

"جب تم میری کسی بھی کتاب میں کوئی بات رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف پاؤ تو سنت کو اختیار کرلو، اور میری بات کو چھوڑ دو۔"

ایک مقام پر اپنی تقلید سے بایں الفاظ منع فرماتے ہیں:

"میری کسی بھی بات کے خلاف رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث ثابت ہو تو حدیث کا مقام زیادہ ہے، اور میری تقلید نہ کرو۔" ❷

☆......امام أحمد بن حنبل رحمہ اللہ:

امام احمد المتوفی ۲۴۱ھ فرماتے ہیں:

((لَا تُقَلِّدْنِيْ وَلَا تُقَلِّدْ مَالِكًا وَلَا الشَّافِعِيَّ وَلَا الْاَوْزَاعِيَّ وَلَا الثَّوْرِيَّ وَخُذْ مِنْ حَيْثُ اَخَذُوْا .)) ❸

"تم نہ میری تقلید کرو، اور نہ مالک، شافعی، اوزاعی اور ثوری رحمہم اللہ (جیسے ائمہ) کی تقلید کرو، بلکہ جہاں سے انھوں نے دین لیا ہے تم بھی وہاں (یعنی کتاب و سنت) سے دین حاصل کرو۔"

مزید فرماتے ہیں:

"دین کے معاملے میں لوگوں کی تقلید کرنا انسان کی کم فہمی کی علامت ہے۔" ❹

---

❶ حواله أيضًا. ❷ آداب الشافعى و مناقبه لابن أبي حاتم الرازى، ص: ۹۳.

❸ ايقاظ همم اولى الأبصار، ص: ۱۱۳.

❹ اعلام الموقعين لابن قيم رحمه الله: ۲/ ۱۷۸۔

☆......**تقلیدی مذاہب کی ابتداء:**

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اعلم ان الناس كانوا قبل المائة الرابعة غير مجمعين على التقليد الخالص لمذهب واحد بعينه .)) [1]

''معلوم ہونا چاہیے کہ (تکمیل دین کے) ۴۰۰ سال بعد تک اہل اسلام کسی ایک فقہ یا مسلک کے پیروکار نہیں تھے۔''

صاف ظاہر ہے کہ یہ تقلیدی مذاہب (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) اہل اسلام میں رسولِ اکرم ﷺ، صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ محدثین کے پورے چار سو (۴۰۰) سال گزر جانے کے بعد وجود میں آئے، ان پوری چار صدیوں میں مسلمانوں میں تفریق نہ تھی۔ سب قال اللہ وقال الرسول کے متلاشی رہتے اور اسی پر عمل پیرا تھے۔ نہ معلوم مسلمانوں سے توفیق الٰہی نے کیوں منہ پھیر لیا کہ چوتھی صدی کے بعد مسلمانوں میں تقلید جامد کی بیماری نے سر نکالا، ائمہ کرام کے اسمائے گرامی پر مختلف پارٹیوں کی تشکیل شروع ہوئی، افتراق کا یہ مرض دن بدن بڑھتا گیا، حتی کہ کتاب وسنت سے آنکھیں بند کر کے صرف اقوال کا بروآرائے ائمہ کو مدار فتوٰی قرار دیا جانے لگا۔ بلکہ بعض دفعہ تو قرآن وسنت کو بڑی دیدہ دلیری سے چھوڑ دیا جاتا اور آرائے ائمہ کو اختیار کیا جانے لگا۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے: ہماری کتاب ''شرک کے چور دروازے'')

ائمہ پرستی کی وجہ سے اہل اسلام کی فکر مختلف محاذوں پر تقسیم ہوگئی۔ افتراق نے آپس میں رقابتوں کے دروازے کھول دیئے، ہر فریق دوسرے پر مسابقت حاصل کرنے لگا، جیسا کہ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں:

''فقہ کے مذاہب اربعہ جب مشخص ومدون ہوگئے اور تقلید شخصی کا التزام قائم ہوگیا، تو سوال پیدا ہوا کہ ان چاروں اماموں میں افضل کون ہیں؟ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

---

[1] حجة الله البالغة : ١/ ١٥٢.

یا امام شافعی رحمہ اللہ ؟ اب بحث شروع ہوئی اور بحث نے جنگ وقتال کی شکل اختیار کی۔ چنانچہ ہلاکو خاں کو اسلامی ممالک پر حملہ کی سب سے پہلی ترغیب خراسانیوں کے اسی جھگڑے سے ملی تھی۔ حنفیوں نے شافعیوں کی ضد میں آ کر بلاوا بھیجا اور شہر کے پھاٹک کھول دیئے، جب تا تاریوں کی تلوار چل گئی تو اس نے نہ شافعیوں کو چھوڑا نہ حنفیوں کو۔''

﴿ فَجَاسُوْا خِلَالَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ﴾ [1]

قارئین کرام! ائمہ اربعہ کے واضح اقوال کے بعد ان کی تقلید اور ان کے ناموں سے موسوم مذاہب کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے؟

آیئے! ہم بھی اسی سرچشمہ رشد و ہدایت سے براہِ راست دین حاصل کریں۔ جیسا کہ صحابہ کرام، ائمہ اربعہ اور محدثین وفقہاء نے دین حاصل کیا کہ یہی ان کی تعلیمات کا تقاضا ہے۔

☆...... سچی بات کرنا، امانت کا حق ادا کرنا اور ہمسایوں سے اچھا برتاؤ کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن وضو کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین (آپ کے اعضاء سے گرنے والے) وضو کے پانی کو جسم پر مل رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا، تم اس طرح کیوں کررہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت (کا اظہار) ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُّحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ أَوْ يُحِبَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَلْيَصْدُقْ حَدِيْثَهُ إِذَا حَدَّثَ ، وَلْيُؤَدِّ أَمَانَتَهُ إِذَا أُؤْتُمِنَ ، وَلْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهُ .)) [2]

---

[1] ملخص ترجمان القرآن، جلد دوم، ص ٤٦٤.

[2] شعب الإيمان (٢٠١/٢)، رقم: ١٥٣٣، سلسلة الصحيحة، رقم: (٢٩٩٨).

''جس شخص کو پسند ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت کرے یا اس کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول محبت کریں تو اسے چاہیے کہ جب وہ بات کرے تو سچی کرے، اور جب اس کے ہاں امانت رکھی جائے تو امانت کا حق ادا کرے، اور اپنے ہمسایوں سے اچھا برتاؤ کرے۔''

☆ ......اللہ سے اس کی محبت کا سوال کرنا

سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیّدنا داود علیہ السلام کی دعاؤں میں سے ایک دعاء یہ تھی:

((اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ ، وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ ، وَأَهْلِيْ ، وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ .)) [1]

''اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کا، اور اس شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے، اور اس عمل کا سوال کرتا ہوں جو تیری محبت تک پہنچا دے، اے اللہ! اپنی محبت کو میرے لیے میری جان، میرے اہلِ خانہ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔''

اس حدیث میں اللہ کی محبت کی ترغیب کے علاوہ اہل اللہ اور اعمالِ صالحہ کی محبت کی اہمیت کا بھی بیان ہے۔ کیونکہ ان کے ذریعے سے بھی انسان کو اللہ کی محبت اور اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

۳۔ ذکر اور محبت الٰہی میں آنسو بہانے کی فضیلت:

اللہ کو یاد کرنا انسان کے عقل مند ہونے کی دلیل ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] سنن ترمذی، ابواب الدعوات، باب من دعاء داؤد علیه السلام، رقم: (۳۴۹۰)، مستدرك حاکم، رقم: ۳۶۷۳ اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔

﴿ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ ﴾ ط
(آل عمران : ۱۹۲)

’’(عقل مند وہ ہیں) جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔‘‘

کیونکہ یادِ الٰہی سے ہی انسان کے دل کو سکون و آرام مہیا ہوتا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ؕ ﴾ (الرعد : ۲۸)

’’جو ایمان والے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے آرام پاتے ہیں اور سن لو اللہ کی یاد ہی سے دل آرام پاتے ہیں۔‘‘

یادِ الٰہی انسان کی فلاح وفوز کا باعث ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (جمعه : ۱۰)

’’اللہ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم نجات پا جاؤ۔‘‘

دنیا میں رہ کر انسان اللہ کے ذکر کے بغیر شیطان سے نجات حاصل نہیں کرسکتا، چنانچہ سیّدنا حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے سیدنا یحیٰی بن زکریا علیہ السلام کی طرف پانچ باتیں بذریعہ وحی پہنچائیں تا کہ وہ خود بھی ان پر عمل کریں، اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کی دعوت دیں۔‘‘ (لمبی حدیث ذکر کرنے کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’میں تمہیں کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس کا دشمن اسے تلاش کرتے ہوئے اس کے پیچھے تیزی سے آرہا ہو، اور وہ ایک قلعے میں پہنچ جائے، اور اپنے آپ کو اس قلعے میں محفوظ کرلے۔ اسی طرح بندہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر شیطان سے نجات حاصل نہیں کرسکتا۔‘‘ [1]

---

[1] صحیح ابن حبان (موادر الظمان) ص: ۳۷۲، مستدرك حاكم: ۱/ ۴۲۱، امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے حاکم کی تصحیح کے ساتھ اتفاق کیا ہے۔

پس جو شخص اللہ کو یاد کرے، اور محبت الٰہی میں آنسو بہادے، پھر اس کا کیا مقام ہوگا؟

چنانچہ سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ .)) ❶

''سات طرح کے لوگ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں پناہ دے گا۔ (ان میں سے) ایک وہ شخص بھی ہے جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔''

اس کا رونا اللہ کو پسند آ گیا تو اسی سے اس کی نجات ہوسکتی ہے، اور وہ عرشِ الٰہی کے سایہ کا حق دار بن سکتا ہے۔

ع

ہر وقت کا ہنسنا تجھے برباد نہ کردے
تنہائی کے لمحوں میں کبھی رو بھی لیا کر

❀❀❀❀

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الرقاق، باب البكاء من خشية الله، رقم الحديث: (٦٤٧٩).

باب نمبر:۴

انبیاء علیہم السلام کے آنسو

تمام انبیاء علیہم السلام کی پاک زندگیوں کے تمام احوال پر نظر ڈالی جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے برگزیدہ بندے گداز دلوں کے حاملین تھے، زندگی کی سخت جانیوں اور مصائب و شدائد پر انہوں نے تحمل، بردباری اور حوصلہ مندی کا مظاہرہ کیا۔ مگر غم والم کے وہ فطری جذبات گاہے بگاہے آنسوؤں کے ستارے بن کر ان کے مژگاں پر چمک اٹھے، اور بعض دفعہ ان کے پُر انوار چہروں پر ڈھلک گئے۔ راتوں کی تنہائی میں اور مصائب کے مقابلے میں یہ اپنے خالق اور مالک حقیقی کی طرف التفات کرتے ہیں، اور دعاؤں کی صورت میں آنسوؤں کی جھڑی شروع ہوجاتی ہے، مگر یہ کیفیت آہ وبکا یا اس نوعیت کی کسی دوسری منفی شکل کا رخ اختیار نہیں کرتی، اور یہی ان مقدس ہستیوں کی سیرت کا اعجاز ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ معبودِ برحق کا فرمان ہے:

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۫ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۫ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۩ ﴾

(مریم : ۵۸)

”یہی وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ نے اپنا خاص انعام کیا تھا، جو آدم کی اولاد اور ان کی اولاد سے تھے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا، اور جو ابراھیم علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے تھے، اور وہ ان میں سے تھے، جنہیں ہم نے ہدایت دی تھی اور جنہیں ہم نے چن لیا تھا، جب ان کے سامنے رحمٰن کی آیتوں کی تلاوت ہوتی تھی تو سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے زمین پر گر جاتے تھے۔“

اس سورت مریم میں زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، ابراہیم، موسیٰ، اسماعیل اور ادریس علیہم السلام کا ذکر کرنے کے بعد اس آیت کریمہ میں انہیں کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سی دنیوی اور دینی نعمتیں دی تھیں، ان انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ نے راہِ حق کی طرف ہدایت دی تھی، اور نبوت جیسے عظیم ترین مقام ومرتبہ کے لیے چن لیا تھا، اور یہ لوگ جب کلام اللہ سنتے تھے، جس میں توحید کے دلائل و براہین اور نصیحت کی دیگر باتیں ہوتی تھیں، تو اللہ کے سامنے سربسجود ہو جاتے تھے اور شدتِ خشوع وخضوع کی وجہ سے روتے تھے۔

''اسی لیے اس آیت پر سجدہ کرنے کا حکم علماء کا متفق علیہ مسئلہ ہے، تا کہ ان پیغمبروں کی اتباع اور اقتداء ہو جائے۔''[1]

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کی تلاوت کی اور جب اس آیت پر پہنچے تو سجدہ کیا، پھر فرمایا: سجدہ تو کیا ہے لیکن وہ رونا کہاں سے لائیں؟[2]

۱۔ سیّدنا آدم علیہ السلام کے آنسو:

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو جنت سے نکال دیا، اور سیّدنا آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی حوا کے لیے جنت کی تمام نعمتوں اور پھلوں کو حلال بنا دیا، صرف ایک درخت کے کھانے سے انہیں روک دیا، اور تنبیہ کر دی کہ دیکھو اگر اس کے قریب جاؤ گے، تو اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہو جاؤ گے، شیطان لعین نے جب انہیں اس حال میں دیکھا تو اس کے حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور ان کے ساتھ مکر وفریب کی سوچ لی، تا کہ وہ جن نعمتوں سے بہرہ مند ہو رہے ہیں، اور جو خوبصورت لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں ان سے چھن جائے، چنانچہ اس نے اللہ تعالیٰ کے خلاف افترا پردازی کرتے ہوئے کہا کہ تمہارے رب نے اس درخت سے اس لیے روکا ہے کہ اگر اسے کھا لوگے تو تم فرشتے بن جاؤ گے، پھر کھانے پینے کی محتاج نہیں رہے گی یا تمہیں موت لاحق نہیں ہوگی اور جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہو گے۔ اور ابلیس نے انہیں اپنی صداقت کا یقین

---

[1] ابن کثیر: ۳/ ۳٦۷.

[2] ابن جریر: ۱/ ۳٥٤، ابن ابی حاتم: ۷/ ۲٤۱۲.

دلانے کے لیے ذاتِ باری تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ میں تم دونوں کا انتہائی خیر خواہ ہوں۔ جبھی یہ راز تمہیں بتا دیا ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ:

''ابلیس نے قسم کھا کر سیّدنا آدم و حوا کو دھوکہ دیا، سچ ہے مومن اس وقت دھوکہ کھا جاتا ہے جب کوئی ناپاک انسان اللہ کو بیچ میں دیتا ہے۔ چنانچہ سلف کا قول ہے کہ مومن اللہ کے نام کے بعد اپنے ہتھیار ڈال دیا کرتے ہیں۔'' [1]

شیطان نے انہیں ارتکابِ معصیت کی ہمت دلائی، چنانچہ جب انہوں نے اس شجرۂ ممنوعہ کو شیطان کے دھوکے میں آ کر کھالیا، تو اس نافرمانی کا انجام فوراً ہی ان کے سامنے آ گیا کہ ان کے لباس ان کے جسموں سے الگ ہو گئے، اور انہیں اپنی شرمگاہیں نظر آنے لگیں، تو جنت کے درختوں کے پتے لے لے کر اپنے جسموں پر چپکانے لگے تاکہ اپنی پردہ پوشی کریں۔ تب اللہ نے ان سے کہا: کیا میں نے تمہیں اس درخت کے کھانے سے نہیں روکا تھا، اور کہا نہیں تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے؟

اس وقت انہوں نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا اور اس پر ندامت کے آنسو بہائے۔ چنانچہ آتا ہے:

((وَلَوْ أَنَّ دُمُوْعَ أَهْلِ الْأَرْضِ وَدُمُوْعَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَمِيْعَ مَا عَدَلَ دُمُوْعَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ أُهْبِطَ مِنَ الْجَنَّةِ .)) [2]

''جب آدم علیہ السلام کو جنت سے پستی میں اتار دیا گیا تو انہوں نے (ندامت کے) اتنے آنسو بہائے کہ اب اھل زمین کے اور سیّدنا داؤد علیہ السلام کے بہائے ہوئے آنسو بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں سکھایا کہ اپنی غلطی کی معافی کے لیے یہ دعا کریں:

﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾ (الأعراف: ۲۳)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہیں

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۳۳۴.
[2] الزهد للإمام أحمد، ص: ۷۳.

کیا اور ہم پر رحم نہیں فرمایا، تو ہم یقیناً خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

تب اللہ نے سیّدنا آدم وحوا کی توبہ قبول کی۔

۲۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آنسو:

کلام پاک میں جن انبیاء علیہم السلام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی آیات کی تلاوت سن کر سربسجود ہو جاتے، اور اپنے اللہ کے سامنے آنسو بہاتے تھے ان میں سے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔

روایات میں آیا ہے کہ آپ علیہ السلام لوگوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے:

((طُوْبٰى لِمَنْ خَزَنَ لِسَانَهُ، وَوَسِعَهُ بَيْتُهُ، وَبَكٰى مِنْ ذِكْرِ خَطِيْئَتِهِ))[1]

''اس شخص کے لیے طوبیٰ ہے جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی، اور اس کا گھر اس کو وسیع لگا، اور اپنی خطاؤں پر آنسو بہائے۔''

اور اس کی مؤید ''سنن ترمذی'' کی حدیث بھی ہے۔ سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! نجات کیا ہے؟ تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

((اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ .))[2]

''اپنی زبان کی حفاظت کرو، اور تمہارے لیے تمہارا گھر کشادہ ہونا چاہیے (کہ فضول بیٹھک کی بجائے اپنے گھر میں بیٹھے رہو) اور اپنے گناہوں پر (ندامت کے) آنسو بہایا کرو۔''

---

[1] اس کی سند صحیح ہے، الزهد للإمام أحمد، ص: ۸۵، رقم: ۳۰۳، كتاب الزهد لإبن المبارك، رقم: ۱۱۳، كتاب الزهد للإمام وكيع: ۱/ ۲۵۹، رقم: ۳۱، روضة العقلاء لابن حبان، رقم: ۵۳، معجم صغير طبرانى: ۱/ ۷۸، معجم اوسط: ۱/ ۱۳۱، مسند الشاميين، رقم: ۱۰۲.

[2] سنن ترمذى، ابواب الزهد، باب ماجاء فى حفظ اللسان، رقم: ۲۴۰۶، سلسلة الصحيحة، رقم: ۸۸۸.

۳۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کے آنسو:

سیّدنا داؤد علیہ السلام قوت والے تھے اور اپنے رب کی طرف بڑے رجوع کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو ان کے لیے مسخر کر دیا تھا، وہ شام اور صبح کے وقت اُن کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے، اور چڑیاں بھی ان کے گرد جمع ہو کر تسبیح پڑھتیں، ہر ایک ان کا تابع فرمان تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کی سلطنت کو مضبوط بنایا تھا، اور انہیں حکمت اور فیصلہ کرنے کے لیے قوتِ گویائی عطا فرمائی تھی، اسی لیے ان کا کوئی قول و عمل حکمت سے خالی نہیں ہوتا تھا۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ نے انہیں زبور عطا کی ہوئی تھی، جو بے بہا حکمتوں کا خزانہ تھا، اور وہ لوگوں کے درمیان اتنا صحیح فیصلہ کرتے تھے کہ اس وجہ سے سارے لوگ ان سے محبت کرتے تھے، اور کوئی بھی ان کی مخالفت نہیں کرتا تھا۔''

سورۂ صٓ کی آیات (۲۱) سے (۲۵) تک اللہ تعالیٰ نے سیّدنا داؤد علیہ السلام کے ایک فیصلے کا ذکر کیا ہے جو ان کی حکمت و دانائی، بالغ نظری اور اللہ سے ان کے شدت خوف پر دلالت کرتا ہے۔

ان آیات کا اجمالی معنی یہ ہے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ایک دن سیّدنا داؤد علیہ السلام کے پاس دو آدمی دروازے سے داخل ہونے کی بجائے دیوار پر چڑھ کر اس محراب میں داخل ہو گئے، جس میں وہ اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے، چنانچہ ان دونوں کو اچانک اپنے سامنے دیکھ کر گھبرا گئے، تو انہوں نے کہا: گھبرایئے مت۔ ہمارے درمیان جھگڑا ہے، ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے۔ آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ عدل و انصاف کے مطابق ہمارے درمیان فیصلہ کر دیجیے۔ کسی پر زیادتی نہ کیجیے۔ اور صحیح راستے کی طرف ہماری راہنمائی کیجیے، پھر وہ آدمی جو اپنے آپ کو مظلوم سمجھتا تھا، کہنے لگا کہ میرے اس بھائی کے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دُنبی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ تم مجھے اپنی دُنبی دے دو، تاکہ اپنی دُنبیوں کے ساتھ اسے ملا لوں، اور اپنی چرب زبانی اور میٹھے بولوں کی وجہ سے مجھ پر غالب آ کر دُنبی لے لی ہے۔

سیدنا داؤد علیہ السلام نے کہا: اس نے تمہاری ملکیت دُنبی مانگ کر تم پر زیادتی کی ہے، اس لیے کہ ننانوے دُنبیوں کے ہوتے ہوئے تمہاری دُنبی زبردستی لینے کی اسے ضرورت نہیں تھی۔

مزید کہا کہ بہت سے شرکاء اسی طرح اخوت وصداقت کا پاس نہیں رکھتے، اور زیادتی کر بیٹھتے ہیں، حالانکہ برادری کا تقاضا تو یہ ہے کہ اپنے بھائی کو اپنے آپ پر ترجیح دیں۔ البتہ جو لوگ ایمان وتقویٰ کی دولت سے لبریز ہوتے ہیں۔ وہ ایسی زیادتی نہیں کرتے، اور ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں، دونوں کے واپس چلے جانے کے بعد سیدنا داؤد علیہ السلام کے ذہن میں بات آئی کہ یہ قضیہ تو اللہ کی طرف سے ان کا امتحان تھا، اس لیے اپنے رب سے مغفرت طلب کرنے لگے، اور ان کے دل پر خشیت الٰہی کا ایسا غلبہ ہوا کہ سجدے میں گر کر رونے لگے، اور پوری طرح اپنے رب کی طرف متوجہ ہوگئے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۩ ﴾ (صٓ: ۲۴)

''پس وہ اپنے رب سے مغفرت طلب کرنے لگے، اور سجدے میں گر گئے اور (ہماری طرف پوری طرح) متوجہ ہوگئے۔''

روایات میں آیا ہے کہ:

((أَنَّ دَاوُدَ نَبِيَّ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَكَى مِنْ خَطِيئَتِهِ حَتَّى هَاجَ مَا حَوْلَهُ .))❶

''اللہ کے نبی سیدنا داؤد علیہ السلام یقیناً اپنی خطا سے اتنا روئے کہ پاس والوں نے بھی رونا شروع کردیا۔''

پھر اللہ نے انہیں معاف کردیا، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ۝ ﴾

(صٓ: ۲۵)

''پس ہم نے ان کی غلطی معاف کردی، اور یقیناً ان کو ہم سے قربت حاصل تھی، اور

❶ کتاب الزهد للإمام وكيع: ۱/ ۲۵۰، قم: ۲۴، اس کے سب راوی ثقہ ہیں

ان کا ٹھکانہ اچھا ہے۔''

مفسرین لکھتے ہیں کہ: ''سیدنا داؤد علیہ السلام کا یہ فیصلہ ان کی حکمت و بالغ نظری اور فیصلوں میں ان کے صائب الرائے اور صحیح ہونے پر دلالت کناں ہے، کیونکہ انہوں نے کسی کی رعایت کیے بغیر حق بات کہی، اور مدعیٰ علیہ کو ٹھنڈک پہنچائی، اور ظالم نے اپنا ظلم جان لیا، اور سب نے بھی جان لیا کہ عدل وانصاف ہر بات پر مقدم ہے، اور یہ اکثر لوگوں میں دوسروں پر زیادتی کرنے کی صفت پائی جاتی ہے۔'' [1]

۴۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام کے آنسو:

جب سیّدنا یوسف علیہ السلام مفقود الخبر ہوگئے تو سیّدنا یعقوب علیہ السلام، سیدنا یوسف علیہ السلام کی گمشدگی پر شدید حزن و ملال کا اظہار کرنے لگے، اس لیے کہ ان کی مصیبتوں کی ابتداء انہی کی گمشدگی سے ہوئی تھی، وہ گم ہوئے، بعد میں بنیامین غلام بنا لیے گئے اور پھر بڑے بیٹے نے بنیامین کے حادثے سے متأثر ہو کر مصر میں ہی غریب الوطنی کی زندگی اختیار کرلی، اور باپ یعقوب علیہ السلام کو منہ دکھانا پسند نہیں کیا۔

سیدنا یعقوب علیہ السلام، سیدنا یوسف علیہ السلام کے گم ہونے کے بعد گھٹ گھٹ کر اتنا روئے کہ مسلسل آنسو بہتے رہنے سے آنکھیں سفید ہوگئیں۔ اللہ ذو الجلال والاکرام کا فرمان ہے:

﴿ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝ ﴾ (یوسف : ۸۴)

''اور غم سے ان کی آنکھیں سفید ہوگئیں، اور اپنا درد اور غم دل میں چھپائے رہتے تھے۔''

سیّدنا یعقوب علیہ السلام کا حالت زار دیکھ کر ان کے بیٹوں کو ان پر بڑا رحم آتا تھا، اور ان کی حالت دن بدن غیر ہونے لگی۔ اور ڈرے کہ کہیں سیّدنا یوسف علیہ السلام کا غم ان کے دل کو نہ کھا جائے، اور ان کی موت کا سبب نہ بن جائے۔ تو انہوں نے ان سے کہا:

---

[1] تیسیر الرحمٰن، ص: ۱۲۷۶، ۱۲۷۷ تھوڑی تبدیلی کے ساتھ۔

﴿تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ○﴾ (یوسف : ۸۵)

''اللہ کی قسم! آپ یوسف علیہ السلام کو اسی طرح ہمیشہ یاد کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ گھل کرموت کے قریب ہوجائیں گے، یا ہلاک ہوجائیں گے۔''

☆......سیّدنا یعقوب علیہ السلام کا اپنا حالِ زار اللہ سے بیان کرنا

لیکن سیّدنا یعقوب علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ﴾ (یوسف : ۸۶)

''میں اپنا دردِ غم اور حزن والم اللہ سے کہتا ہوں۔''

اور اسی کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں، اس سے التجا کرتا ہوں، کسی انسان سے نہیں، لہٰذا تم لوگ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔

❀❀❀❀

باب نمبر: ۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو

رسول اللہ ﷺ کی پاک زندگی کے تمام احوال پر نظر دوڑائی جائے، مکی اور مدنی زندگی کے واقعات پر نگاہ ڈالی جائے تو احساس ہوتا ہے کہ آپ ﷺ دلِ گداز کے مالک تھے، زندگی کے مصائب و آلام پر آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے بردباری اور تحمل کا اظہار فرمایا، مگر غم والم کے وہ فطری جذبات احیاناً آنسوؤں کے ستارے بن کر رسول اللہ ﷺ کی پلکوں پر چمک اٹھے اور بعض دفعہ چہرہ پُر انوار پر ڈھلک گئے۔ راتوں کی خلوت میں اور سخت جانیوں کے مقابلے میں آپ ﷺ اپنے مالک حقیقی کی طرف التفات فرماتے ہیں، اور التجاؤں کی صورت میں آنسوؤں کی جھڑی ساون کی برسات کی طرح شروع ہو جاتی ہے، مگر یہ کیفیت دہاڑیں مار کر رونا نہ تھا، صرف آنسوؤں سے آنکھیں ڈبڈبا جاتی تھیں، اگر بہت ہوا تو آنکھیں اشکبار ہو جاتیں اور گریہ کی آواز سینہ سے نکلتی معلوم ہوتی، آپ ﷺ کا گریہ کبھی میت کے لیے ہوتا، کبھی اپنی اُمت کے لیے، کبھی خشیت الٰہی سے، کبھی قرآن سننے سے جس میں شوق، محبت اور خشیت کی آمیزش ہوتی۔ ذیل کی سطور میں ہم اِن شاء اللہ آپ کے ایسے واقعات کو پیش کریں گے، جن میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے آنسو بہانے کا ذکر ہوگا۔

☆ ...... نبی کریم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر بے اختیار رونے لگے

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر جب اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے تو والدہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر بے اختیار رونے لگے۔ آپ ﷺ کے ساتھ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تھے وہ بھی آپ ﷺ کو

روتے دیکھ کر بے اختیار رو پڑے۔ ❶

☆......رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ان کا ہار دیکھا تو بے اختیار آنسو بہانے لگے

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب مکے والوں نے اپنے قیدی مدینے بھیجے تو اس وقت زینب رضی اللہ عنہا نے ابوالعاص کے بدلے میں کچھ مال بھیجا اور اس مال میں ایک ہار بھیجا تھا، جو سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا، انہوں نے یہ جہیز میں دیا تھا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب آپ نے اس ہار کو دیکھا تو سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی حالت غربت پر آپ بے اختیار رو پڑے، (اور مصاحبت خدیجہ رضی اللہ عنہا یاد آئی، اس لیے کہ یہ ہار ان کے گلے میں رہتا تھا۔) چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: اگر تم مناسب جانو تو زینب کی خاطر کے لیے اس کے قیدی کو چھوڑ دو، اور جو مال اس کا ہے وہ بھی اس کو واپس کر دو، سب نے سر اطاعت خم کر دیا، یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہاں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا مال بھی پھیر دیتے ہیں اور ابوالعاص کو بھی رہا کر دیتے ہیں۔ ❷

☆......رسول اللہ ﷺ اپنے جگر گوشہ سیّدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی قبر پر بیٹھ کر رونے لگے

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی ایک بیٹی (سیّدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا) کے جنازہ میں حاضر تھے، (وہ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں جن کا انتقال ۹ ھ میں ہوا) حضور اکرم ﷺ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئی تھیں۔ ❸

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی ﷺ ربه عزوجل في زيارة قبر أمه، رقم: ۲۲۵۹، سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب في زيارة القبور، رقم: ۳۲۳۴، سنن ابن ماجة، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی زيارة قبور المشركين، رقم: ۱۵۲۲، سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب زيارة قبر شرك، رقم: ۲۰۳۶

❷ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن کہا ہے۔ صحیح ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب في فداء الأسير بالمال، رقم: ۲۶۹۲

❸ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۸۵.

☆ ......سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے کی وفات پر نبی کریم ﷺ کے آنسو

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کی بیٹی (زینب رضی اللہ عنہا) کا خادم آیا اور عرض کیا: ''اللہ کے رسول! زینب رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو بلا رہی ہے اور اس کا بچہ بسترِ مرگ پر ہے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیٹی سے کہہ دو:

((اِنَّ لِلّٰـهِ مَا اَخذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَىْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمّٰى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ .))

''بلاشبہ اللہ ہی کا ہے جو کچھ وہ واپس لے لیتا ہے یا عطا کرتا ہے، اور اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے، پس چاہیے کہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔''

خادم نے نبی ﷺ کا پیغام سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا تک پہنچا دیا۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو پھر پیغام بھیجا، اور قسم دلائی کہ آپ ﷺ ضرور تشریف لائیں۔ (یہ سُن کر) حضور اکرم ﷺ چل پڑے۔ آپ کے ساتھ سیّدنا سعد بن عبادہ، سیّدنا معاذ بن جبل اور سیّدنا ابی بن کعب اور سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ جب بچہ نبی ﷺ کو دکھایا گیا تو وہ اس وقت دم توڑ رہا تھا اور سسکیاں بھر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بچے کو گود میں لیا تو رسولِ اکرم ﷺ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے۔ سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے جب آپ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو تعجب سے پوچھا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کیا؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ رحم دلی ہے۔''

اللہ تعالیٰ انہی بندوں پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔ [1]

☆ ......نبی کریم ﷺ کا اپنے بیٹے سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی جدائی میں آنسو بہانا

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو سیف لوہار

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم الحدیث: ۱۲۸۴.

کے ہاں گئے، یہ ابراہیم (رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے رضی اللہ عنہ) کو دودھ پلانے والی انا کے شوہر تھے۔ آنحضور ﷺ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں لیا، اور پیار کیا اور سونگھا۔ پھر اس کے بعد ہم ان کے ہاں گئے۔ دیکھا کہ اس وقت ابراہیم رضی اللہ عنہ دم توڑ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ تو سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بول پڑے کہ یا رسول اللہ! اور آپ بھی لوگوں کی طرح بے صبری کرنے لگے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ابن عوف! یہ بے صبری نہیں یہ تو رحمت ہے۔ پھر آپ ﷺ دوبارہ روئے اور فرمایا: آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے، لیکن زبان سے ہم وہی کہیں گے جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی پر غمگین ہیں۔ [1]

☆ ...... نبی کریم ﷺ کے اپنے جاں نثار سیّدنا سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کی مرض پر آنسو بہہ نکلے

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: اشْتَکَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ شَكْوَى، فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہم، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، وَجَدَهُ فِيْ غَشْيَةٍ فَقَالَ: ((أَقَضَى؟)) قَالُوْا: لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَبَكَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكَوْا، قَالَ: ((أَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا)) وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ ((أَوْ يَرْحَمُ)) [2]

''سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ إنا بك لمحزونون، رقم: ۱۳۰۳

[2] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب البکاء عند المریض، رقم: ۱۳۰۴، وصحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، رقم: ۹۲۴.

کی معیت میں ان کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے گئے، جب ان کے پاس پہنچے تو انہیں بے ہوشی کی حالت میں پایا۔ آپ نے پوچھا: کیا ان کا انتقال ہوگیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ بے اختیار رو پڑے، جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو ان پر بھی گریہ طاری ہوگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم سنتے نہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو کی وجہ سے عذاب دیتا ہے اور نہ دل کے غم کے سبب۔ لیکن وہ تو اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔ یا رحم فرماتا ہے۔''

☆ ......فقہ الحدیث:

مذکورہ بالا حدیث میں چند فوائد ہیں:

۱: مریض کی عیادت کرنا۔

۲: صاحب فضیلت کا مفضول (یعنی کم فضل والے) شخص کی عیادت کے لیے جانا۔

۳: امام اپنے پیروکاروں (رعایا) کی عیادت کے لیے جائے۔

۴: نہی عن المنکر یعنی غیر شرعی کام سے روکنا اور اس پر وعید کا بیان ہے۔

☆ ...... نبی کریم ﷺ کو جب تین سپہ سالاروں رضی اللہ عنہم اجمعین کی شہادت کا علم ہوا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زید، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی شہادت کی خبر اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کو دے دی تھی جب ابھی ان کے متعلق کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ آپ فرماتے جا رہے تھے کہ اب سیّدنا زید رضی اللہ عنہ جھنڈا اٹھائے ہوئے ہیں، اب وہ شہید کر دیئے گئے۔ اب سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھا لیا، وہ بھی شہید ہوگئے، آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آخر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار سیّدنا

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔ [1]

☆......اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی ملاقات کے شوق میں رسول اللہ ﷺ کے آنسو بہہ جانا:

سیّدنا عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کریم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ (میں نے دیکھا کہ) آپ کے سینے سے رونے کی وجہ سے اس طرح آواز نکل رہی تھی، جیسے چولہے پر رکھی ہوئی ہنڈیا سے نکلتی ہے۔ [2]

☆......رسول اللہ ﷺ کا اپنی اُمت پر خوف کے آنسو بہانا:

☆......اور سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ، میں نے کہا: ''یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں؟ جبکہ قرآن آپ پر اترا ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں اپنے علاوہ دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔'' چنانچہ میں نے آپ کے سامنے سورۃ النساء پڑھی، یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا:

﴿ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴾ (النساء: ٤١)

''پس اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ بنائیں گے۔''

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بس اب کافی ہے۔'' میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة موتة من أرض الشام، رقم: ٤٢٦٢.

[2] صحیح أبو داؤد، کتاب الصلاة، باب البکاء في الصلاة، رقم: ٩٠٤، صحیح سنن ترمذی، ابواب الشمائل المحمدیة، باب ماجاء في بکاء رسول اللّٰه، رقم: ٣٢١.

[3] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة النساء، باب فکیف إذا جئنا، رقم: ٤٥٨٢، صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب فضل استماع القرآن...... رقم: ٨٠٠.

شمائل کے کسی شارح نے کہا ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ کا اپنی اُمت کے لیے خوف سے آنسو بہانا۔ آپ کی فرطِ رحمت اور آپ ﷺ کی شفقت کی وجہ سے تھا، جیسا کہ اُمت کی تکلیف آپ پر شاق گزرتی تھی۔'' [1]

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (التوبة: ۱۲۸)

''مسلمانو! تمہارے لیے تم ہی میں سے ایک رسول آئے ہیں، جن پر ہر وہ بات شاق گذرتی ہے جس سے تمھیں تکلیف ہوتی ہے، تمہاری ہدایت کے بڑے خواہشمند ہیں، مومنوں کے لیے نہایت شفیق ومہربان ہیں۔''

☆ ......فکرِ آخرت سے رسول اللہ ﷺ کا ساری ساری رات روتے رہنا:

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تمام رات روتے رہے اور صبح تک نماز میں یہ آیت تلاوت فرماتے رہے:

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾ (المائدة: ۱۱۸)

''اگر تو انہیں عذاب دے تو تیرے بندے ہیں اور اگر تو معاف کرے تو تو غالب حکمت والا ہے۔'' [2]

☆ ......نبی ﷺ کا غزوۂ بدر کے دن درخت کے نیچے آنسو بہانا:

☆ ......اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''بدر کے دن سیّدنا مقداد کے علاوہ ہمارے ساتھ کوئی بھی گھڑ سوار نہیں تھا۔ ہم سے ہر شخص گہری نیند سویا، سوائے اللہ کے نبی ﷺ کے جو

---

[1] دليل الفالحين: ۲/ ۳٦٩.

[2] صحيح سنن ابن ماجه، كتاب الصلاة، باب ماجاء في القراءة في صلاة الليل، رقم: ۱۳۵۰، مسند أحمد: ۵/۱٤٩.

ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر ساری رات اللہ کی عبادت کرتے اور روتے رہے۔ ❶

آپ ﷺ کا یہ گریہ اللہ ربّ العزت کا شکرادا کرنے کے لیے تھا کہ اس نے اِعلاءِ کلمتہ اللہ کے لیے جہاد کی توفیق بخشی، اور کفار کے خلاف ان کی مدد فرمائی۔

☆......قبر کا منظر دیکھ کر آپ ﷺ کے بے اختیار آنسو بہہ پڑے

((عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ جَنَازَةٍ، فَجَلَسَ عَلٰی شَفِيْرِ الْقَبْرِ، فَبَكٰی حَتّٰی بَلَّ الثَّرٰی، ثُمَّ قَالَ ((يَا اِخْوَانِیْ لِمَثْلِ هٰذَا فَاَعِدُّوْا .)) ❷

''سیّدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں تھے۔ آپ ﷺ قبر کے کنارے بیٹھ کر رونے لگے، حتی کہ مٹی آپ ﷺ کے آنسوؤں سے تر ہوگئی، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بھائیو! اس کے لیے (یعنی قبر کے لیے) کچھ تیاری کرلو۔''

☆......سورج کوگہن لگنے پر نبی ﷺ کا تضرع وعاجزی سے آنسو بہانا:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ثقہ روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ کے زمانہ میں سورج کو گہن لگا، نبی ﷺ اُٹھے اور نماز شروع کردی۔ آپ ﷺ نے اتنی دیر تک قیام کیا کہ یوں معلوم ہونے لگا کہ جیسے آپ رکوع میں نہیں جائیں گے پھر جب آپ ﷺ رکوع میں گئے تو اتنی دیر تک رہے کہ یوں معلوم ہوا کہ اب آپ سجدہ میں نہیں جائیں گے۔ سجدہ سے اٹھنے کے بعد آپ ﷺ قعدہ میں اتنی دیر تک بیٹھے کہ یوں معلوم ہوا جیسے آپ ﷺ دوبارہ سجدہ میں نہ جائیں گے اس کے بعد آپ ﷺ (دوسرے) سجدہ میں گئے تو یوں محسوس ہوا جیسے آپ ﷺ سر کو دوبارہ نہ اٹھائیں گے۔ اس کے بعد آپ نے ایک گہرا سانس لیا اور روتے ہوئے ''اُف،

---

❶ مسند أحمد: ۱/ ۱۲۵، سنن نسائی کبریٰ، رقم: ۸۲۳، ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے، رقم: ۸۹۹.

❷ صحیح سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الحزن والبکاء، رقم الحدیث: ٤١٩٥، مسند احمد: ٤/ ٢٩٤.

اُف'' کر کے اللہ تعالیٰ سے کہا:

''اے میرے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ جب تک میں ان لوگوں کے درمیان ہوں تو انہیں عذاب نہیں دے گا؟ اے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ جب تک یہ لوگ توبہ کرتے رہیں گے انہیں عذاب نہ دیا جائے گا۔ اے رب! ہم تجھ سے توبہ کے طلب گار ہیں۔''

جب آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ختم کی، اس وقت تک سورج گہن ختم ہو چکا تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ اٹھے اور اللہ کی تعریف بیان کی، اطمینان کا سانس لیا اور فرمایا:

''سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، انہیں کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے گہن نہیں لگتا۔ پس جب تم گہن لگتا دیکھو تو اللہ کی یاد میں مصروف ہو جاؤ۔'' [1]

☆...... نبی کریم ﷺ کا اپنی امت پر شفقت کے طور پر آنسو بہانا

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِي إِبْرَاهِيمَ ﴿رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ. الْآيَةَ﴾ وَقَالَ عِيسَى علیہ السلام ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ.﴾ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: [اَللّٰهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي وَبَكٰى فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلٰى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا يُبْكِيكَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ وَهُوَ أَعْلَمُ، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا جِبْرِيلُ

[1] صحيح أبو داؤد، كتاب صلاة الإستسقاء، باب من قال يركع ركعتين، رقم: ١١٩٤، صحيح سنن نسائى، كتاب الصلاة: ١/١٤٠١، جامع الأصول: ٦/١٨١.

اذْهَبْ إِلٰى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوءُكَ)) [1]

''سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ آیت تلاوت فرمائی جس میں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول ہے:

''اے میرے پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا پس جو شخص میرے پیچھے چلا وہ میرا (فرمانبردار) ہے، اور جس نے میری نافرمانی کی (اس کے لیے) تو بخشنے والا مہربان ہے۔'' (ابراھیم:۳۶)

اور پھر وہ آیت تلاوت فرمائی جس میں سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے:

''اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف فرمادے تو بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔'' (مائدہ:۱۱۸)

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) پھیلا دیئے اور عرض کیا: یا اللہ! میری امت، یا اللہ! میری امت، اور رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ آپ کیوں روتے ہو؟ اور اے جبریل تیرا رب تو خوب جانتا ہے (کہ محمد (ﷺ) کیوں رو رہے ہیں) چنانچہ جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے، اور سیّدنا محمد عربی ﷺ سے دریافت کیا (کہ آپ کیوں روتے ہیں؟) سیّدنا محمد ﷺ نے رونے کی وجہ بتائی، اور جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو جا کر بتایا، حالانکہ اللہ تو خوب جاننے والا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! سیّدنا محمد (ﷺ) کے پاس جا اور بتا کہ ہم (یعنی اللہ تعالیٰ) تمہاری امت کے معاملے میں تمہیں خوش کر دیں گے اور ناراض نہیں کریں گے۔''

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب دعاء النبى ﷺ لأمته وبكائه شفقة عليهم، رقم: ٤٩٩.

☆ ......عذاب کا منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کے آنسو بہہ جانا

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

''جب بدر کے قیدیوں کو باندھ لیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا؛''ان قیدیوں کے ساتھ ہمیں کیا سلوک کرنا چاہیے؟'' سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ ہمارے رشتہ دار ہیں۔ میرا خیال ہے انہیں فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے۔ اس سے ہمیں کافروں کے مقابلہ میں قوت ملے گی۔ شاید اللہ ان کے دلوں کو حق کی طرف موڑ دے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کہا؛

اے ابن خطاب! تمہارا کیا خیال ہے؟

وہ بیان کرتے ہیں کہ میں (عمر) نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! مجھے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تجویز سے اتفاق نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ان کی گردنیں کاٹ دینی چاہیے۔ لہٰذا آپ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو عقیل کی گردن کاٹنے کا حکم دیں، اور میں اپنے رشتہ داروں کو قتل کرتا ہوں۔ کیوں کہ یہ کفار کے اہم لوگ اور سردار ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے میری تجویز ماننے کی بجائے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند فرمایا۔ اس سے اگلے دن جب میں آیا تو میں نے نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اکٹھے بیٹھے دیکھا اور وہ دونوں رو رہے تھے۔ میں نے کہا؛''یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بھی بتایئے کہ کس چیز نے آپ دونوں کو رُلایا ہے؟ اگر وہ بات رونے والی ہوئی تو میں بھی رو پڑوں، اور اگر وہ رونے والی بات نہ بھی ہوئی تو میں صرف آپ دونوں کا ساتھ دینے کے لیے روؤں گا۔''

پس اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: تمہارے ساتھیوں نے فدیہ لینے کے بارے میں مجھے رائے دی ہے، (اس لیے میں رو رہا ہوں) کہ مجھ پر تمہاری سزا پیش کی گئی جو مجھے اس درخت سے زیادہ قریب لگ رہی ہے۔ اللہ، قادر اور قدیر نے قرآن میں فرمایا ہے:

﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ڶ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾

(الانفال: ٦٧، ٦٩)

’’نبی کے لیے یہ مناسب نہیں تھا کہ اس کے پاس جنگی قیدی آئے حتی کہ زمین (میدانِ جنگ) میں کافروں کو اچھی طرح قتل نہ کر دیا جاتا، تم دُنیا کا مال چاہتے ہو جب کہ اللہ (تمہارے لیے) آخرت چاہتا ہے، اور اللہ ہی غالب اور حکمت والا ہے۔ اگر ایسا پہلے سے نہ لکھا جا چکا ہوتا تو جو تم نے (فدیہ) لیا اس کے لیے تمہیں بہت بڑی سزا دی جاتی۔ جو تم نے بطور مال غنیمت حاصل کیا ہے اسے کھا سکتے ہو یہ حلال اور پاکیزہ ہے، اور اللہ سے ڈرو، اور یقیناً اللہ بخشنے والا اور رحم والا ہے۔‘‘ [1]

❀❀❀❀

[1] صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب الإمداد بالملائكة في غزوة بدر وإباحة الغنائم، رقم: ٤٥٨٨.

باب نمبر:٦

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آنسو

فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین:

اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینے کے بعد آپ کے صحابہ کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۠﴾ (الفتح : ۲۹)

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے لیے بڑے سخت ہیں، اور آپس میں نہایت مہربان ہیں، آپ انہیں رکوع وسجود کرتے دیکھتے ہیں، وہ لوگ اللہ کی رضا اور اس کے فضل کی جستجو میں رہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کی نشانی ان کی پیشانیوں پر عیاں ہوتی ہے، تورات میں ان کی یہی مثال بیان کی گئی ہے اور انجیل میں بھی ان کی یہی مثال بیان کی گئی ہے، اس کھیتی کی مانند جس نے پہلے اپنی کونپل نکالی، پھر اُسے سہارا دیا تو وہ موٹی ہوگئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی، وہ کھیت اب کاشتکاروں کو خوش کر رہا ہے (اللہ نے ایسا اس لیے کہا) تاکہ اُن مسلمانوں کے ذریعہ کافروں کو غضبناک بنائے، ان

میں سے جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کیا اُن سے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔''

اس آیت سے پچھلی آیت (۲۸) میں اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اس کی مزید تاکید کے طور پر اللہ نے اس آیت میں فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور آپ کے لیے یہ گواہی دینا گویا آپ کے لیے ہر وصف جمیل کی گواہی ہے، اس لیے کہ اللہ کے رسول تمام اخلاقِ کریمہ اور اوصافِ حمیدہ سے متصف ہوتے ہیں۔

پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح کرتے ہوئے اللہ عزوجل نے فرمایا کہ وہ کفار کے لیے ایسے ہی سخت ہوتے ہیں جیسے شیر اپنے شکار کے لیے سخت ہوتا ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے لیے نہایت ہی رحم دل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کرتے ہوئے سورۃ المائدہ میں فرمایا:

﴿أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِينَ﴾ (المائدۃ : ٥٤)

''وہ مومنوں کے لیے مانند ابریشم نرم ہوتے ہیں، اور کافروں کے لیے مانند فولاد سخت ہوتے ہیں۔''

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

مخلوق کے ساتھ ان کا معاملہ ایسا ہوتا ہے، اور خالق کے ساتھ ان کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے رب کی جنت اور اس کی خوشنودی کے لیے کثرت سے نماز پڑھتے ہیں، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ﴾

(الانعام : ٥٢)

''وہ صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں، اس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔''

اور اللہ کے ان نیک بندوں کی علامت کثرتِ سجود اور کثرتِ تہجد و نوافل کی وجہ سے ان کی پیشانیوں پر پائی جاتی ہے، اور صحابہ کی یہ نشانی انجیل اور تورات میں بھی پائی جاتی ہے۔

اہل علم کی ﴿ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ ﴾ کے اعراب کے متعلق دو رائے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱ ﴿ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ﴾ مبتدا ہے اور ﴿ كَزَرْعٍ ﴾ اس کی خبر ہے، اور معنی یہ ہے کہ انجیل میں ان کی مثال پودے کی ہے...... الخ

۲ ﴿ مَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ﴾ ﴿ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ﴾ پر معطوف ہے، اور ”كَزَرْعٍ“ مبتدا محذوف کی خبر ہے، جس کی تقدیر ﴿ هُمْ كَزَرْعٍ ﴾ ہے، اور معنی یہ ہے کہ صحابہ کی مثال اس پودے کی ہے جو زمین سے اپنی کونپل نکالتا ہے، پھر وہ بڑھ کر درخت بن جاتا ہے، پھر درخت موٹا ہو جاتا ہے، پھر وہ اپنے تنے پر کھڑا ہو جاتا ہے، جسے دیکھ کر کاشتکار خوش ہوتا ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ نے اس مثال کے ذریعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت بیان کی ہے کہ ابتدا میں ان کی تعداد کم ہوگی، پھر ان کی تعداد بڑھتی جائے گی، اور وہ پودے کی مانند قوی سے قوی تر ہوتے جائیں گے، اور ایسا اس لیے ہوگا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کی کثرت اور قوت کے ذریعہ کافروں کے غیظ و غضب میں اضافہ کرے۔ [1]

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے اپنے ان بندوں سے جنہیں صحابہ رسول کہا جاتا ہے، اور جن کے لیے اللہ نے ایمان اور عمل صالح کی گواہی دی ہے، وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کے گناہوں کو معاف کر دے گا، اور انہیں اجر عظیم اور ثوابِ جزیل یعنی جنت عطا فرمائے گا۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ”امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ﴿ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ﴾ ”تا کہ اللہ ان کے ذریعہ کافروں کے غیض و غضب میں اضافہ کرے۔“ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان

---

[1] فتح القدير: ٥/ ٥٦.

روافض کی تکفیر کی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بُغض رکھتے ہیں، اور جو صحابہ سے بغض رکھے گا، وہ اس آیت کریمہ کے مطابق کافر ہو گا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اس رائے سے علماء کی ایک جماعت نے اتفاق کیا ہے۔ [1]

صحابہ وخلفاء راشدین کا احترام ایمان کی نشانی ہے:

اصحاب کبار، خلفاء راشدین پر لعن وطعن اور سب وشتم کرنا قطعاً ممنوع وحرام ہے، اللہ عظیم و برتر کا فرمان ہے:

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾ (التوبہ: ۱۰۰)

''اور مہاجرین اور انصار میں سے وہ اوّلین لوگ جنہوں نے ہجرت کرنے اور ایمان لانے میں دوسروں پر سبقت کی، اور وہ دوسرے لوگ جنہوں نے ان سابقین کی اخلاص کے ساتھ پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہو گیا، اور وہ سب اللہ سے راضی ہو گئے، اور اللہ نے ان کے لیے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔ یہی عظیم کامیابی ہے۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے راضی ہو چکا ہے، صحابہ کے متعلق ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ ﴾

(الفتح: ۱۸)

''یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہو گیا، جب وہ آپ سے درخت کے نیچے

---

[1] ابن کثیر: ۵/ ۱۷۲.

بیعت کر رہے تھے۔"

یہ بالکل ظاہر ہے کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے اللہ راضی ہو چکا تو وہ اہل ایمان ہیں، اور اللہ تعالیٰ راضی ہونے کے بعد جنت ہی عطا فرماتے ہیں، اللہ غفور اور رحیم کا فرمان ہے:

﴿يَآيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝﴾ (الفجر: ۲۷ تا ۳۰)

"اے (ایمان کی وجہ سے) مطمئن جان! تو اپنے رب کے پاس لوٹ چل درآنحالیکہ تو اس سے راضی ہے، اس کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ پس تو میرے مقبول بندوں میں شامل ہو جا، اور میری جنت میں داخل ہو جا۔"

اگر خدانخواستہ انہی اکابر صحابہ کا ایمان زیر بحث ہو اور یہی چیز نزاع کا محل ٹھہرے تو پھر ہمارے، آپ کے اور کسی کے ایمان کا کیا ٹھکانا ہوگا؟ جن کے واسطہ سے ہم نے ایمان پایا جب انہی کا ایمان خدانخواستہ درست نہیں تو ہمارا کیا حشر ہوگا؟

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی عیب جوئی غیبت ہے:

صحابہ پر لعن وطعن اور سب وشتم بہرحال غیبت میں شامل ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ﴾ (الحجرات: ۱۲)

"اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔"

مزید فرمایا ہے:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝﴾ (الھمزہ: ۱)

"جہنم کی وادی ویل یا ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو کسی کی عیب جوئی، نکتہ چینی اور برائی کرتا ہے۔"

سیّدہ آمنہ کے لعل، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((لَا تَسُبُّو أَصْحَابِیْ ، فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ فَلَوْ أَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ .)) [1]

''تم میرے صحابہ کو گالی مت دو، بُرا بھلا مت کہو، ان پر لعن وطعن مت کرو، تم اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے تو میرے صحابہ کے آدھ سیر جو خرچ کرنے کے ثواب کو نہ پاسکو گے۔''

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانہ میں یہ قصہ پیش آیا کہ کچھ لوگوں نے سیدنا عثمان و معاویہ رضی اللہ عنہما کو گالی دی۔ امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تیس کوڑوں کی سزا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والوں کو دی، اور چند کوڑوں کی سزا اس کو دی جس نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالی دی تھی۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ائمہ سلف کے ارشادات کو نقل کیا ہے کہ خلفاء کرام کو گالی دینے والے کو اولاً سزا دی جائے پھر توبہ کرائی جائے اگر توبہ نہ کرے تو قید خانہ میں ڈال دیا جائے یہاں تک کہ وہ مرجائے یا رجوع کرے۔ [2]

خلفاءِ راشدین کے متعلق مہاتما گاندھی کے تاثرات:

Simplicity is not the monopoly of congressistesiam not going to slmention the names of raam and krishan because they were not historical personalities. I am compelled to mention the names of Abubakar and Umar Though they were masters of the vart empire yet they lived the life of poures.

(Harigand. DT.27.7.37)

یعنی سادگی کانگریس کی اجارہ داری نہیں۔ میں رام اور کرشن کا حوالہ بھی اس سلسلہ میں پیش نہ کروں گا، کیونکہ ان کی شخصیتیں ماقبل تاریخ کی ہیں۔ البتہ میں اس ضمن میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا نام لینے پر مجبور ہوں کہ باوجود ایک وسیع مملکت کے حاکم

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، رقم: ۳۶۷۳

[2] الصارم المسلول علی شاتم الرسول لابن تیمیہ، ص: ۵۷۱

ہونے کے ان لوگوں نے انتہائی فقیرانہ زندگی بسر کی۔'' ❶

یہی وہ اندازِ زیست ہے جس کا نقشہ اقبال نے یوں کھینچا ہے:

آن مسلماناں کہ میری کردہ اند　　درشہنشاہی فقیری کردہ اند

مندرجہ بالا سطور پڑھ کر یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خیر الأمم تھے۔ صحابہ وخلفاء راشدین کا احترام ایمان کی علامت ہے، صحابہ کی عیب جوئی غیبت ہے جو کہ ممنوع وحرام ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو گالی دینے والے کا برا حشر ہوتا ہے۔

ان پاک ہستیوں سے محبت ومودت کا اظہار کرنے کے لیے ہم آئندہ کی سطور میں ایسے واقعات رقم کریں گے جن میں ان کے خشیت الٰہی سے آنسو بہانے کا ذکر ہوگا (جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اہل اللہ بڑے دلِ گداز کے حامل تھے) اُمید ہے کہ ان سطور کے مطالعہ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کا کچھ نقشہ ضرور سامنے آجائے گا، اورلوگوں کے حالات کی اصلاح وسدھار اور دلوں کی سختی کو دور کرنے میں ان کے لیے یہ سطور کچھ راہبر اور راہنما بن سکیں، اور کچھ ان کے طرزِ عمل میں فکری انقلاب پیدا کرسکیں۔

(۱) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنسو

امام الانبیاء علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

بلا شبہ لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس کا جان و مال کے اعتبار سے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مجھ پر کوئی احسان ہو۔'' [صحیح البخاری، رقم:۴۶۷]

☆......سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انقطاعِ خیر پر رونا

سیدنا أنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:

((انـطَلِقْ بِنَا اِلیٰ أُمِّ أَیْمَنَ ، رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا ، نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ

❶ ماخوذ از صدق حدید،ص:۸، مؤرخہ ۹ دسمبر ۱۹۶۰ء

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ ، فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! قَالَتْ: إِنِّىْ لَا أَبْكِي أَنِّىْ لَا أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَلٰكِنِّىْ أَبْكِى أَنَّ الْوَحْىَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ ؛ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ ، فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا .)) [1]

''ہمارے ساتھ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس چلو، ہم ان کی زیارت کریں۔جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے۔پس ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں۔انہوں نے کہا: کیوں روتی ہو؟ کیا تم نہیں جانتیں کہ اللہ کے پاس جو ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زیادہ بہتر ہے۔تو اس پر سیدہ اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اس لیے نہیں رو رہی ہوں کہ میں یہ بات نہیں جانتی کہ اللہ کے پاس جو ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زیادہ بہتر ہے (یقیناً میں یہ جانتی ہوں) لیکن میں تو اس لیے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔پس (اس بات نے) ان دونوں کو بھی رونے پر مجبور کر دیا اور وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔''

☆......سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت آنسو بہانا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے دوران حکم دیا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز کی امامت کروائیں۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی جگہ نماز کی امامت کے لیے کھڑے ہوں گے تو ان کے (بکثرت) رونے کی وجہ سے لوگوں کو ان کے قرآن کی آواز سنائی نہ دے گی۔لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کرانے کا حکم دیں۔

---

[1] صحیح مسلم ، کتاب الفضائل ، باب من فضائل أم ایمن رضی اللہ عنها ، رقم: ٦٣١٨

نبی دو جہاں ﷺ نے دوبارہ فرمایا: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز کی امامت کے لیے کہو۔" اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو کہا: "تم رسول اللہ ﷺ کو بتاؤ کہ اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز کی امامت کرائیں تو لوگ ان کے رونے کی وجہ سے قرآن کی قرأت نہ سن پائیں گے، لہٰذا آپ ﷺ عمر رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کا حکم فرمائیں۔ پس سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسے ہی کہا: اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے جواب دیا: جو کہا ہے اس پر عمل کرو! حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ بھی یوسف علیہ السلام کے ساتھیوں جیسی ہو۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کے لیے کہو۔" [1]

☆ ......سلامتی رسول کریم ﷺ کو خطرہ لاحق ہونے پر سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رونا

سفرِ ہجرت میں سراقہ بن مالک سرکارِ مدینہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تعاقب کرتے ہوئے ان کے بالکل قریب پہنچ جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سلامتی کو خطرہ میں دیکھ کر سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ پریشان اور غمگین ہو جاتے ہیں، اور اسی پریشانی کے سبب ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ یہ قصہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی زبانی ان الفاظ میں روایت کرتے ہیں:

((عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: "فَارْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ يَطْلُبُوْنَا ، فَلَمْ يُدْرِكْنَا إِلَّا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ عَلٰى فَرَسٍ لَهُ . فَقُلْتُ: "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا . "

فَقَالَ: "لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا . "

حَتَّى إِذَا دَنَا مِنَّا فَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ قَدْرُ رُمْحٍ أَوْ رُمْحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةَ ،

قَالَ: قُلْتُ: "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا" وَبَكَيْتُ .

قَالَ: "لِمَ تَبْكِيْ؟"

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب أهل العلم والفضل أحق بالامامة رقم: ٦٧٨، ٦٧٩

قُلْتُ: "أَمَا وَاللّٰهِ! مَا عَلَى نَفْسِيْ أَبْكِيْ، وَلٰكِنْ أَبْكِيْ عَلَيْكَ"
قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ اكْفِنَاهُ بِمَا شِئْتَ."

فَسَاخَتْ قَوَائِمُ فَرَسِهِ اِلَى بَطْنِهَا فِيْ أَرْضٍ صَلْدٍ......))[1]

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: ہم روانہ ہوئے تو لوگ ہمارے تعاقب میں تھے۔ ان میں سے صرف سراقہ بن مالک اپنے گھوڑے پر سوار ہمارے قریب پہنچ گیا، میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ہمارا تعاقب کرتے ہوئے ہمارے قریب آ پہنچا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غم نہ کرو، بلاشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔''

وہ ہمارے اس قدر نزدیک پہنچ گیا کہ ہمارے اور اس کے درمیان ایک، دو یا تین نیزوں کے برابر فاصلہ رہ گیا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! یہ ہم تک آ پہنچا ہے۔'' اور (ساتھ ہی) میں رونے لگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم کیوں روتے ہو؟''

میں نے عرض کیا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اپنی جان کو خطرے میں دیکھ کر نہیں رو رہا بلکہ آپ کی سلامتی کو خطرے میں دیکھ کر رو رہا ہوں۔'' انہوں (ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا: ''نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بددعا کرتے ہوئے کہا: ''اے اللہ! جس طرح آپ پسند کریں ہمارے لیے اس کے مقابلے میں کافی ہو جائیے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کے نتیجے میں اس کے گھوڑے کی ٹانگیں سخت زمین میں پیٹ تک دھنس گئیں......''

---

[1] مسند أحمد: ۱/ ۲، رقم: ۳. احمد شاکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے۔

☆......سرورِ دو عالم ﷺ کے لیے گیارہ انصاریوں اور طلحہ رضی اللہ عنہ کی فدا کاری

معرکہ اُحد میں کچھ تیر انداز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی طرف سے ٹیلے پر متعین کردہ جگہ کو چھوڑنے کی اجتہادی غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ قریش مکہ کا ایک دستہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں پر پچھلی جانب سے حملہ کرتا ہے۔ اس اچانک حملے سے مسلمانوں کی صفوں میں اس قدر اضطراب اور کھلبلی پیدا ہوتی ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف بارہ صحابہ رہ جاتے ہیں، اور مشرک نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ ان حالات میں ان سچی محبت کرنے والے بارہ جان نثار صحابہ کرام نے آنحضرت ﷺ کا دفاع کس طرح کیا؟

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کردہ روایت میں اس سوال کا جواب موجود ہے۔ جس میں انہوں نے بیان کیا کہ ''معرکہ اُحد میں جب مسلمان بھگدڑ میں منتشر ہو گئے، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف گیارہ انصاری اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم رہ گئے تو مشرک آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ گئے۔ آپ نے نگاہ کو بلند فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''قوم (مشرکوں) کا مقابلہ کون کرے گا؟''

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''میں''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی جگہ پر رہو۔''

انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا: ''میں، اے اللہ کے رسول''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم (ٹھیک ہے، مشرکوں کا مقابلہ کرو)

اس صحابی نے مشرکوں سے لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ مشرک اسی جگہ ڈٹے ہوئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''قوم کا مقابلہ کون کرے گا؟''

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''میں''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنی جگہ پر رہو۔''

ایک انصاری نے عرض کیا: ''میں''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم'' (ہاں ٹھیک ہے تم مشرکوں کا مقابلہ کرو) وہ شخص مشرکوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوگیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح فرماتے رہے، اور ہر مرتبہ ایک ایک انصاری سامنے آتے اور اپنے آپ کو پیش رو کی طرح مشرکوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو جاتے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قوم (مشرکوں) کا مقابلہ کون کرے گا؟''

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''میں''

سیدنا طلحہ نے گیارہ انصاریوں کے بقدر لڑائی کی۔ دورانِ لڑائی ان کے ہاتھ پر وار ہوا اور ان کی اُنگلیاں کٹ گئیں۔ انہوں نے کہا: ''حس''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تو (بِسْمِ اللّٰہِ) کہتا تو فرشتے لوگوں کے سامنے ہی تجھے اُٹھا لیتے۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو پھیر دیا۔'' [1]

اَللّٰہُ اَکْبَرُ رسول مقبول، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرنے والے گیارہ جان نثار آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جانوں کو نچھاور کر دیتے ہیں۔ پھر بارہویں جان نثار آگے بڑھتے ہیں اور ان کی فدا کاری کچھ معمولی نہ تھی بلکہ تنہا ان کی فدا کاری پہلے گیارہ جان نثاروں کی جان نثاری کے بقدر تھی۔ ان کا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے شل ہوگیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سیدنا قیس رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ''میں نے سیدنا

[1] صحیح سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب ما یقول من یطعنه العدو، رقم: ۳۱۵۱.

طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے شل ہو گیا تھا۔'' ❶

رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم! وہ ہاتھ بڑا خوش نصیب اور پاکیزہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے محبوب اور مقدس ہستی کے دفاع میں شل ہوا، اوراس ہاتھ والے کے نصیبوں کا کیا کہنا!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے صرف ان کا ہاتھ ہی شل نہ ہوا بلکہ سارا جسم چھلنی ہو گیا۔ ان کے جسم پر کم و بیش ستر زخم آئے۔ امام ابو داؤد الطیالسی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''پھر ہم طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اوران کے جسم پر تیر وتلوار وغیرہ کے کم و بیش ستر زخم تھے۔'' ❷

اسی طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب بھی معرکہ اُحد کا ذکر فرماتے تو روتے ہوئے فرماتے: ''یہ سارا دن سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔'' ❸

☆......سفرِ ہجرت میں حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میسر آنے پر شدت مسرت سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا آنسو بہانا:

جب جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہجرت کے سفر میں اپنا رفیق بنانے کی بشارت سناتے ہیں تو یہ سن کر وہ اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ اسی واقعہ کی تفصیل درج ذیل حدیث میں بیان کی گئی ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ ، قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ "هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَنِّعًا" فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا .

---

❶ صحيح بخاری، كتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم ، رقم: ٣٧٢٤.

❷ منحه المعبود فی ترتيب مسند أبی داؤد الطيالسی : ٢/٩٩، نیز ملاحظہ ہو: فتح الباری: ٧/٨٢، ٨٣.

❸ ملاحظہ ہو: منحة المعبود: ٢/٩٩.

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ:" فِدَاءٌ لَهُ أَبِي وَأُمِّي، وَاللّٰهِ مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ."

قَالَتْ:" فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ، فَأُذِنَ لَهُ، فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ: "أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ"

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ:"إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!"

قَالَ:"فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ"

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ:الصَّحَابَةُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ"

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"نَعَمْ" [1]

"(زوجہ نبی کریم ﷺ) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ"جب ہم سورج ڈھلنے (زوال) کے وقت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے تھے کہ کسی نے ان سے کہا: "رسول کریم ﷺ سر ڈھانپے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔"

اور اس وقت ہمارے ہاں تشریف لانا آپ ﷺ کی عادت نہ تھی۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"ان پر میرے ماں باپ قربان! اللہ کی قسم! اس وقت آپ کی تشریف آوری کسی اہم مقصد ہی کے لیے ہے۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا:"رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اندر تشریف لانے کی اجازت طلب کی۔

اجازت ملنے پر اندر تشریف لائے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:"جو لوگ تمہارے پاس موجود ہیں انہیں باہر بھیج دو۔"

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:"اے اللہ کے رسول! میرے باپ آپ پر فدا ہوں،

---

[1] صحيح بخاري، كتاب مناقب الأنصار، رقم: ۳۹۰۵.

وہ تو آپ کے گھر والے ہی ہیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے (مکہ مکرمہ سے) نکلنے کی اجازت مل چکی ہے۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اس سفر میں آپ کی رفاقت کا طلب گار ہوں۔''

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''ہاں''

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے اس سفر کے متوقع سنگین خطرات اور مصیبتوں سے بے خبر نہ تھے۔لیکن ان خطرات کا اندیشہ ان کے اپنے محبوب جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق سفر بننے کی رغبت وخواہش میں کچھ کمی پیدا نہ کرسکا۔اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی رغبت پر موافقت کا اظہار فرمایا تو شدت فرحت سے ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔''

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((زَادَ ابْـنُ اِسْحَاقَ فِيْ رِوَايَتِهِ: " قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: "فَـرَأَيْـتُ أَبَـا بَكْرٍ يَبْكِيْ ، وَمَا كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ أَحَدًا يَبْكِيْ مِنَ الْفَرْحِ . ")) [1]

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں، اور اس سے پیشتر مجھے اس بات کا تصور نہ تھا کہ خوشی ومسرت کی وجہ سے بھی کوئی روتا ہے۔''

☆ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت رحلت کا ادراک کرکے رونا

رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّ صادق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خطبے کے اشاروں اور کنایوں سے اندازہ کرتے ہیں کہ جناب حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] فتح الباری: ۷/۲۳۸، نیز ملاحظہ ہو: السيرة النبوية لابن هشام: ۲/۹۳.

کا رحلت کا وقت قریب آ پہنچا ہے۔ ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصے کی تفصیل سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان الفاظ سے روایت کی ہے:

((خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ وَ قَالَ : "إِنَّ اللَّهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ ذَلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللَّهِ . "

قَالَ: فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ فَعَجِبْنَا لِبُكَائِهِ أَنْ يُخْبِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خُيِّرَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرْ ، وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَعْلَمَنَا .))[1]

''رہبر کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا (اس خطبہ میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اور جو کچھ ان کے پاس ہے دونوں میں سے ایک چیز منتخب کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ اس بندے نے وہ چیز پسند کی جو اللہ کے پاس ہے۔''

انہوں (ابوسعید رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا: ''سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا۔ ہمیں ان کے رونے پر تعجب ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بندے کے متعلق بتلایا کہ اسے (دو میں سے ایک چیز منتخب کرنے کا) اختیار دیا گیا (اور انہوں نے رونا شروع کر دیا)

اصل حقیقت یہ تھی کہ رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اختیار دیا گیا تھا، اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سمجھنے والے تھے۔''

---

[1] صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سدوا الابواب إلا باب أبی بکر، رقم: ٣٦٥٤.

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ روایت میں ہے:

((فَلَمْ يُلَقنها اِلاَّ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَبَكَى ، فَقَالَ:"نَفْدِيْكَ بِأَبَائِنَا وَأُمَّهَائِنَا .)) ❶

''سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نہ سمجھا (وہ بات کی تہہ کو پہنچ کر) رونے لگے۔ پھر عرض کیا: ''ہم آپ پر اپنے باپ، مائیں اور بیٹے نثار کرتے ہیں۔''

☆......سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رحلت امامِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کو یاد کر کے رونا

جناب رسول ثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے رحلت کر جانے کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کو یاد کرتے تو ان کے آنسو رواں ہو جاتے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ درج ذیل حدیث اس پر دلالت کرتی ہے:

((عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَابَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى هٰذَا الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ:"سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ هٰذَا الْيَوْمِ مِنْ عَامٍ الْاَوَّلِ ، ثُمَّ اسْتَعْبَرَ أَبُوْبَكْرٍ وَبَكٰى .

ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:"لَمْ تُؤتَوْا شَيْئًا بَعْدَ كَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ مِثْلَ الْعَافِيَةِ فَاسْأَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ .)) ❷

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ: ''میں نے اس منبر پر

---

❶ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد و منبع الفوائد: ۹/ ۴۳۔ حافظ ہیثمی نے اس روایت کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

❷ شیخ احمد شاکر نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: ہامش المسند: ۱/ ۱۷۰.

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں نے گزشتہ سال اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔''

پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ پھر ارشاد فرمایا: ''میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''کلمہ اخلاص کے بعد تمہیں عافیت جیسی کوئی نعمت نہیں دی گئی۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔''

ایک اور دوسری روایت میں ہے:

((فَخَنَقَتْهُ الْعَبْرَةُ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ قَالَ:...... الحديث)) [1]

''آنسوؤں نے تین مرتبہ ان کی آواز کو دبا دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا...... الحدیث''

☆ ......سنہ ۱۲ ہجری میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نائب بنا کر حج کے لیے تشریف لائے، جب مکہ میں داخل ہوئے تو عتاب بن اُسید اور سہیل بن عمرو، اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ اور ہشام بن حارث ان سے ملے، اور سلام کیا اور یوں کہا: ''سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ .''

سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے سلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر رونا شروع کر دیا، اور برابر روتے رہے یہاں تک کہ آپ بیت اللہ میں پہنچے۔ [2]

☆ ......سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سورہ ﴿ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴾ نازل ہوئی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے، جب یہ سورت سنی تو رو پڑے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کس چیز نے رُلایا؟ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اس سورت نے رُلایا۔ [3]

---

[1] شیخ احمد شاکر نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: هامش المسند: ۱ / ۱۷۰

[2] ابن سعد ج: ۳، ص: ۱۸۷.

[3] تفسیر طبری: ۱۲ / ۲۶۳، شعب الأیمان: ۹ / ۳۱۲.

☆ ......سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تلاوتِ قرآن سن کر آنسو بہانا:

☆ ......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صحن میں ایک مسجد بنا رکھی تھی، اسی میں نماز پڑھتے اور قرآن حکیم پڑھتے، مشرکین کی عورتیں اور بچے ان کے آس پاس جمع ہو جاتے اور تعجب سے (قرآن سنتے) اور ان کو دیکھتے رہتے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت رونے والے آدمی تھے، قرآن مجید پڑھتے وقت انہیں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہتا تھا اور بے اختیار رونے لگتے، اس سے مشرکین کو پریشانی ہوتی۔ [1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی، یہاں تک کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں۔ اور بنی ہاشم میں سے کسی ایک نے بھی (چھ ماہ تک) بیعت نہ کی، سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد (علی رضی اللہ عنہ نے) سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس آئیں، لیکن آپ کے ساتھ کوئی دوسرا نہ ہو، اور اس کو ناپسند سمجھا کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ساتھ آئیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ اکیلے نہ جائیں۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اکیلے جاؤں گا، مجھے کسی خطرے کا اندیشہ نہیں۔ سیّدنا ابوبکر چل پڑے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچ گئے، ان کے ہاں بنی ہاشم تھے، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد وثناء بیان فرمائی جو ان کی شان کے لائق تھی، پھر فرمایا: **اما بعد!** اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! ہم نے بیعت کرنے سے اس لیے تاخیر نہیں کی کہ ہم آپ کی (باقی اُمت پر) فضیلت کے منکر تھے، لیکن ہم اس بارے میں فکر کر رہے تھے کہ اس امر (خلافت) میں ہمارا حق ہے لیکن آپ اس بارے میں ہم سے غالب ہو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی رشتہ داری کا ذکر فرمایا اور (وراثت) کا استحقاق کا ذکر فرمایا، اس کا تذکرہ فرماتے رہے یہاں تک کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے، جب خاموش ہوئے تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اللہ کی شان کے لائق حمد وثناء کی۔ پھر

[1] صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٧٦

فرمایا: اما بعد، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی قرابت مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں ان سے اپنی قربت داری سے بہتر سلوک کروں۔ اللہ کی قسم! میں نے تمہیں اس کے مال میں جو میرے اور تمہارے درمیان میں سب سے بہترین ہیں، محروم نہیں کیا۔ لیکن میں نے پیارے پیغمبر ﷺ سے سنا ہے، فرما رہے تھے جو ہم (انبیاء) مال چھوڑتے ہیں اس میں وراثت نہیں چلتی، وہ صدقہ ہوتا ہے، آل محمد ﷺ اس مال میں سے کھائیں گے اور میں اللہ کی قسم! اس بارے میں ان شاء اللہ وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، پھر سیدنا علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا: ہم آپ سے شام کو بیعت کریں گے۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چند عذر (بیعت میں تاخیر کے) بیان کیے جو انہوں نے ان سے بیان کیے تھے۔

پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں تعظیمی کلمات ارشاد فرمائے اور سابق فی امر الخلافۃ کا ذکر فرمایا، پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے، اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ (صحابہ رضی اللہ عنہم) سیّدنا علی کرم اللہ وجہ کی طرف متوجہ ہوئے، اور کہا کہ آپ نے درست کیا اور احسن کام سرانجام دیا۔ [1]

(۲) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آنسو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اگر میرے بعد سلسلہ نبوت جاری رہتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی ہوتے۔''

[سنن ترمذی، رقم: ۳۶۸۶]

☆......قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا آنسو بہانا

سیّدنا عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''نماز کے دوران قرآن پڑھتے وقت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آہوں کی آواز میں نے نماز کی آخری قطار میں (کھڑے) سنی (آیت یہ تھی)۔''

﴿ إِنَّمَآ أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِيٓ إِلَى ٱللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ ﴾

(یوسف : ۸۶)

[1] صحیح البخاری، کتاب المغازی، رقم: ۴۲۴۰، الریاض النضرہ، ۱/ ۲۴۳.

''انہوں (سیّدنا یعقوب علیہ السلام) نے کہا کہ میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں، مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جن سے تم سراسر بے خبر ہو۔'' ❶

☆ ......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں جب سے مسلمانوں کے امر کا والی ہوا ہوں ان کا ایک دینار اور ایک درہم بھی نہیں کھایا، ہاں ہم نے ان کے موٹے آٹے سے اپنا پیٹ بھرا ہے، اور ان کے موٹے کپڑے سے اپنی پیٹھ چھپائی ہے، میرے پاس مسلمانوں کے مالِ غنیمت میں سے نہ تھوڑا ہے اور نہ زیادہ۔ سوائے حبشی غلام کے اور پانی لانے والے اونٹ کے اور سوائے اس پرانی چادر کے، جب میں مر جاؤں تو ان کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دینا اور ان سے برأت طلب کر لینا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا، جب قاصد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہاں تک روئے کہ ان کے آنسو زمین پر بہنے لگے اور فرمایا: اللہ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، انہوں نے اپنے بعد والوں کو مشقت میں ڈال دیا۔ ❷

☆ ......سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے بے رغبتی پر آنسو بہانا:

☆ ......سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف ایک لنگی تھی اور چٹائی کے نشانات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو پر نمایاں تھے۔ یہ دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہ روؤں، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا اثاثہ میرے سامنے ہے؟ یہ قیصر و کسریٰ والے باغات اور نہروں میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ

---

❶ اس کی سند صحیح ہے۔ مصنف عبدالرزاق: ۲/ ۱۱۴، شعب الأیمان للبیهقی: رقم: ۱۸۹۵ طبقات ابن سعد: ۶/ ۱۲۶۔

❷ اس کی سند صحیح ہے۔ بیهقی، ج: ۶، ص: ۳۵۳۔ ابن سعد، ج: ۳، ص: ۱۹۶۔۱۹۷۔

میرے لیے آخرت ہوگی، اوران کے لیے دنیا ہے۔ ❶

☆ ......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ کیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں قیصر وکسریٰ فتح کیے، آپ کے پاس عرب وعجم سے وفود آتے ہیں اورآپ رضی اللہ عنہ یہ جبہ جس پر بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں پہنتے ہیں، اگراس کی جگہ جبہ بدل لوتو بہتر ہوگا اورصبح وشام عمدہ کھانا کھاؤ تاکہ مہمان بھی کھائیں، لیکن کس کی جرأت ہوسکتی ہے کہ عرض کرے؟ سب نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا و حفصہ رضی اللہ عنہا کو وکیل بنایا۔ انہوں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! اللہ نے آپ کے ہاتھوں قیصر وکسریٰ فتح کیے، اورعرب وعجم کے وفود آتے ہیں، اور آپ پر یہ بارہ پیوند والا موٹا جبہ؟ کسی نرم کپڑے کا بنالیں جس سے آپ بارعب معلوم ہوں، اورصبح وشام اچھا کھانا خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بہت روئے (یعنی آنسو بہنے لگے) اور پھر فرمایا: تم ہی بتاؤ! امام الصالحین صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی گندم کے آٹے کی روٹی سے پیٹ بھرا، یا وہ نرم بستر پر سوئے؟ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا لباس پہنا؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں۔ بس میں تو اپنے دونوں ساتھیوں کے نقش قدم پر چلوں گا، اللہ کی قسم! اگر مجھے معلوم ہوجاتا کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے میں ان کے چہرے بگاڑ دیتا۔ ❷

☆ ......سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ایک روز خواب میں جنت کی سیر کی تو میں نے ایک عورت کو ایک محل کے قریب وضو کرتے دیکھا، میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ اس نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا (میں نے داخل ہونے کا ارادہ کیا) لیکن تمہاری غیرت یاد آگئی اس لیے میں واپس لوٹ آیا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے، اور پھر فرمایا:

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الطلاق، رقم: ۳۶۹۱، مسند احمد: ۱۴۰/۳، صحیح ابن حبان، رقم: ٦٣٦٢.

❷ ابن عساکر کذا فی الکنز، ج: ٤، ص: ٤٠٨.

آپ سے کیا غیرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ ❶

(۳) سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آنسو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں؟ [مسند احمد: ۱۵۵/۶]

سیّدنا حسن و حسین کے نانا علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

''عثمان رضی اللہ عنہ کو آج کے بعد کوئی عمل بھی نقصان نہیں دے گا۔''

[سنن ترمذی: ۳۷۰۱]

☆ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سیدنا ہانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((كَانَ عُثْمَانُ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرٍ بَكَى حَتَّى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ فَقِيلَ لَهُ: تُذْكَرُ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَلَا تَبْكِي، وَتَبْكِي مِنْ هَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ . "")) ❷

''کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ انکی داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ آپ سے عرض کیا گیا؛ ''آپ رضی اللہ عنہ جنت اور دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تو نہیں روتے، لیکن قبر کے ذکر پر اس قدر روتے ہیں؟'' سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''قبر

---

❶ صحيح بخارى، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء فى صفة الجنة وأنها مخلوقة، رقم: ٣٢٤٢ـ صحيح مسلم ، كتاب فضائل الصحابه، باب من فضائل عمررضى الله عنه، رقم: ٦٢٠٠ .

❷ صحيح الترمذى، ابواب الزهد، باب ماجاء في فظاعة القبر وأنه أول منازل الآخرة، رقم: ٢٣٠٨، مسند أحمد: ٦٣/١ .

آخرت کی منازل میں سے سب سے پہلی منزل ہے۔ اگر کسی نے اس سے نجات پالی تو اگلی منزلیں اس کے لیے آسان ہوں گی، اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو بعد کی منازل اس سے کہیں زیادہ سخت ہوں گی، نیز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''میں نے قبر سے زیادہ گھبراہٹ اور سختی والی کوئی اور جگہ نہیں دیکھی۔''

(۴) سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے آنسو

پیارے نبی، دعائے خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''علی رضی اللہ عنہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں میرے ساتھ وہی نسبت ہو، جو ہارون (علیہ السلام) کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی۔ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔''

[صحیح بخاری: ۴۴۱۶]

☆ ادیب ملت ضرار بن ضمرہ سیّدنا علی علیہ السلام کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((كَانَ وَاللّٰهِ غَزِيْرَ الدَّمْعَةِ، طَوِيْلَ الْفِكْرَةِ .)) [1]

''اللہ کی قسم! خشیت الٰہی سے ان کی آنکھیں پُرنم رہتیں، اور وہ طویل غور وفکر کے عادی تھے۔''

☆......سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں سے پوچھا: بتاؤ! سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ حاضرین نے کہا: آپ۔ آپ نے فرمایا: نہیں۔ سب سے زیادہ بہادر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سائبان تیار کیا، ہم نے کہا کہ کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفاع کے لیے کھڑا ہوگا، تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار سونت کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے کھڑے ہوگئے اور (اسلام کے ابتدائی دنوں میں) میں نے قریش کو دیکھا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لیا، کچھ کرتا ہے کوئی کچھ کرتا ہے، اللہ کی قسم! سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہم میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کوئی نہ گیا، کسی سے یہ لڑتے کسی سے مار پیٹ

---

[1] صفة الصفوه: ۱/ ۳۱۵.

ہوتی۔ اور کہہ رہے تھے: تمہارا ستیاناس ہو، کیا تم اس آدمی کو قتل کر ڈالو گے جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ اتنا کہنے کے بعد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر اتاری اور اتنا روئے کہ ان کی ڈاڑھی تر ہوگئی۔ ❶

(۵) سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے آنسو

معلم کائنات، رسول ماحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قرآن مجید کو چار آدمیوں سے سیکھو! عبداللہ بن مسعود، ابوحذیفہ کے غلام سالم، معاذ بن جبل اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم۔'' [صحیح بخاری: ۳۸۰۸]

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ''سید المسلمین'' مسلمانوں کے سردار تھے۔''

[صفة الصفوة: ۱/ ٤٧٤ .]

☆ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ ، عَزَّوَجَلَّ ، أَمَرَنِی أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا ط﴾ [البيّنة:١] قَالَ: وَسَمَّانِی؟ قَالَ: "نَعَمْ. " فَبَكَى أُبَيٌّ .)) ❷

''اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے سورہ ﴿ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾ پڑھ کر سناؤں۔ سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! پس سیدنا ابی رضی اللہ عنہ (فرطِ مسرّت سے) رو پڑے۔''

---

❶ البداية والنهاية: ٢٣٧/٣.

❷ صحيح بخاری، كتاب المناقب، باب مناقب أبي رضی اللہ عنہ. رقم: ٣٨٠٩۔ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب قراءة القرآن على أهل الفضل، رقم: ١٨٦٥

(٦) سیّدنا أبوھریرۃ رضی اللہ عنہ کے آنسو

سردارِ دوجہاں، حبیب کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''الٰہی! اپنے اس بندے (ابو ہریرہ) اوراس کی ماں کی قدر ومنزلت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں پیدا کردے، اوران بندوں کی قدر ومنزلت ان دونوں کے دلوں میں پیدا کردے۔'' [صحیح مسلم، رقم:٦٣٩٦]

☆......سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے وقف کردیا۔ ہروقت مسجد میں رہتے نبی علیہ السلام سے تعلیم حاصل کرتے، اورآپ کی امامت میں نمازیں پڑھتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں انہوں نے شادی نہیں کی۔ ان کی بوڑھی والدہ مسلسل انہیں شرک کی طرف لوٹانے کی کوشش کرتی رہی۔ اور یہ اُسے مسلسل دائرۂ اسلام میں لانے کے لیے کوشاں رہے۔ لیکن والدہ مسلسل انکار، ہٹ دھرمی، نفرت اورحقارت کے راستے پر گامزن تھی۔ جس کی وجہ سے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا دل افسردہ رہتا۔

ایک روز سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی تو اس نے غصے میں آکر ایسی جلی کٹی سنائیں، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی ناگوار باتیں کیں جس سے انہیں بہت دلی صدمہ ہوا۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتے ہوئے گئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''ابوہریرہ! روتے کیوں ہو؟'' عرض کیا: ''یارسول اللہ! میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور وہ اسے قبول کرنے سے انکاری ہے۔ آج میں نے جب اسے اسلام کی طرف دعوت دی تو اس نے آپ کے متعلق ایسی جلی کٹی باتیں کیں جو مجھے بہت ناگوار گزریں۔

یارسول اللہ! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ میری ماں کا دل اسلام کی طرف مائل کردے۔'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی:

((اَللّٰھُمَّ اھْدِ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ .))

''اے اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت نصیب فرما۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں گھر میں پہنچا، وہاں حالات بدلے ہوئے تھے۔ میں نے پانی کی کھڑکھڑاہٹ سنی میری والدہ نہا رہی تھی، گھر میں داخل ہونے لگا تو میری والدہ نے کہا: ابو ہریرہ! ٹھہرو۔

والدہ نے نہا کر کپڑے پہنے اور کہا: اندر آ جاؤ، میں گھر میں داخل ہوا تو مجھے دیکھتے ہی میری والدہ پکار اٹھی:

((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ .))

''میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، اور میں گواہی دیتی ہوں کہ سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

میں اسی وقت اُلٹے پاؤں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، میں بے انتہا خوشی کی وجہ سے زار و قطار رو رہا تھا، جس طرح کہ پہلے غم و اندوہ اور حزن و ملال کی وجہ سے رویا کرتا تھا۔

میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی۔ میری ماں نے اسلام قبول کر لیا......'' [1]

☆ ......سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے مرض الموت میں رونے لگے، آپ سے پوچھا گیا کہ ''کیوں رو رہے ہیں؟'' فرمانے لگے: ''میں تمہاری اس دنیا (کو چھوڑنے کی) وجہ سے نہیں روتا بلکہ (آئندہ پیش آنے والے) طویل سفر اور قلت زادِ سفر کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ میں نے ایسی بلندی پر شام کی ہے، جس کے آگے جنت ہے یا جہنم۔ اور میں نہیں جانتا ان دونوں میں سے میرا مقام کون سا ہوگا؟'' [2]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي هريرة الدوسي رضي الله عنه، رقم: ٦٣٩٦، مسند أحمد: ٢/ ٣٢٠. [2] حلية الأولياء: ١/ ٤٩٦، طبقات الكبرىٰ: ٤/ ٦٢.

☆ ......شفا رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو میں نے ایک شخص کے ارد گرد بہت سے لوگوں کو جمع دیکھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں ان کے قریب ہوگیا، جب تنہائی ہوگئی میں نے عرض کیا: میں آپ کو حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ آپ ضرور مجھے ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنی ہو، اور اس کو جانا اور اس کو سمجھا ہو۔ سیّدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک میں تجھے ایسی حدیث سناؤں گا جو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے سنی ہے، اور اس کو جانا اور سمجھا ہے۔ یہ کہہ کر ایک آہ بھری اور بے ہوش ہوگئے، پھر ہوش آیا تو وہی الفاظ دہرائے اور پھر بے ہوش ہوگئے، پھر وہی الفاظ دہرائے اور بے ہوش ہوگئے، پھر ہوش آیا تو اپنا چہرہ صاف کیا، پھر حدیث بیان فرمائی کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے نزول فرمائیں گے، تمام اُمتیں گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوئی ہوں گی۔ ان میں سے سب سے پہلے قاری قرآن کو اور اللہ کے رستہ میں شہید ہونے والے کو اور بہت زیادہ مال دار شخص کو بلایا جائے گا، اللہ تعالیٰ قاری قرآن سے فرمائے گا: کیا میں نے تجھے وہ کتاب نہیں سکھائی تھی جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی؟ وہ کہے گا: ہاں۔ اے میرے رب! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھے جو سکھایا تھا اس پر کیسے عمل کیا؟ وہ جواب دے گا: میں اس کی رات اور دن تلاوت کرتا رہا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا ہے، اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو نے کذب بیانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو یہی چاہتا تھا کہ تیرے متعلق کہا جائے: فلاں شخص قاری ہے، پس وہ کہہ دیا گیا۔

مالدار کو پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں نے تجھ پر مال کی فراوانی نہیں کی تھی حتی کہ تجھے کسی کا محتاج نہ رہنے دیا، وہ کہے گا: ہاں! اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جو

میں نے تجھے مال عنایت کیا تھا تو نے اسے کس طرح خرچ کیا؟ وہ کہے گا: اللہ! میں صلہ رحمی اور صدقہ کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا ہے، اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو نے کذب بیانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرا تو صرف اتنا مقصد تھا کہ تجھے کہا جائے کہ فلاں شخص بڑا سخی ہے، پس وہ کہا جا چکا ہے۔

اللہ کے رستہ میں شہید ہونے والے کو پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو کس لیے قتل کیا گیا تھا؟ وہ کہے گا: اللہ تو نے اپنے رستہ میں جہاد کا حکم فرمایا تھا تو میں نے تیرے رستہ میں لڑائی کی حتی کہ میں شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو نے جھوٹ بولا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرا تو یہی مقصد تھا کہ کہا جائے: فلاں شخص بڑا بہادر اور شجاع ہے، تو وہ کہا جا چکا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنا دست مبارک) میرے زانو پر مارا اور فرمایا: ابو ہریرہ! اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے ان تینوں افراد سے قیامت کے دن جہنم بھڑکائی جائے گی۔'' [1]

فائدہ :...... گویا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس لیے روئے کہ جب ان کے ساتھ ایسے کیا جائے گا تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا؟

(۷) سیّدنا اَبو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے آنسو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''الٰہی! عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کے گناہ بخش دے اور اسے قیامت کے دن عزت واکرام کے ساتھ جنت میں داخل کرنا۔'' [صحیح مسلم: ۶۴۰۶]

سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بصرہ کے گورنر تھے، ایک روز لوگوں سے خطاب کیا، فرمایا: ''اے لوگو! خشیت الٰہی سے آنسو بہاؤ، وگرنہ تمہیں آخرت میں رلایا جائے گا، یقیناً اہل جہنم اتنا

[1] صحیح سنن ترمذی، ابواب الزھد، رقم: ۲۳۸۱، اسے ابن خزیمہ، رقم: ۲۴۸۲ اور ابن حبان، رقم: ۴۰۸ نے صحیح کہا ہے۔

روئیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ختم ہو جائیں گے اور پھر خون کے آنسو روئیں گے، اور اتنے آنسو بہائیں گے کہ اگر ان کے آنسوؤں میں کشتیاں چلائیں جائیں تو وہ بھی چل پڑیں۔'' ❶

اور بعض روایات میں ہے کہ خود بھی بہت زیادہ روئے، حتیٰ کہ آپ کے آنسو منبر پر گر رہے تھے۔ ❷

(۸) سیّدنا اَبو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے آنسو

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جب ان کی یاد آتی تو فرماتے: بڑا نیک اور صالح انسان تھا۔'' [أسد الغابہ: ۳۱۱/۶]

☆ ......سیّدنا ابو وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، ابو ہاشم کی عیادت کے لیے تشریف لائے، وہ رو رہے تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے ماموں کسی تکلیف کی وجہ سے رو رہے ہو یا دنیا کے لالچ کی وجہ سے؟'' فرمایا: ''یہ دونوں باتیں نہیں، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک وعدہ کیا تھا، لیکن میں اس کو پورا نہ کر سکا۔'' پوچھا: آپ نے کیا عہد کیا تھا؟ کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ: ''تمام مال سے ایک خادم اور ایک سواری جہاد کے لیے کافی ہے۔ آج میں نے بہت کچھ جمع کر رکھا ہے، اس پر روتا ہوں۔'' ❸

(۹) سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے آنسو

''اے بلال! تو جنت میں مجھ سے آگے کیسے سبقت لے گیا، میں جب بھی

---

❶ سنن ترمذی، رقم: ۲۳۲۷، طبقات ابن سعد حلیة الأولیاء: ۳۲۸/۱. اس کی سند صحیح ہے۔

❷ التخویف من النار، ص: ٦٣.

❸ سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء فیما یکفی المرء من جمیع ماله، رقم: ۲۳۲۷، مسند أحمد: ۲۹۰/۵، ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔ رقم: ٦٦٨.

جنت میں داخل ہوا ہوں تو اپنے آگے تیرے قدموں کی آہٹ پائی ہے، میں رات جنت میں داخل ہوا تو اپنے آگے تیرے قدموں کی آہٹ سنی۔'' [1]

☆ ...... سیّدہ اُمّ المؤمنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے ہم پر رنج ومصیبت کے پہاڑ ٹوٹے ہوئے تھے، اچانک ہم نے کدالوں کی آواز صبح ہی صبح سنی تو ہمارے رنج میں اوراضافہ ہوگیا۔ ادھر سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان دی جب '' اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّد رَسُوْل اللّٰه '' کہا تو رو پڑے اور پھوٹ کر روئے، جس سے ہمارا غم اور تازہ ہوگیا۔ [2]

(۱۰) سیّدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے آنسو

نبی التوبہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آپ ...... خیر و بھلائی کے ساتھ زندہ رہیں گے، خیر و بھلائی پر فوت ہوں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔'' [سنن الکبریٰ بیہقی: ۲/۲۴۳]

☆ جب قرآنِ کریم کی آیت:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴾ (لقمان : ۱۸)

''بے شک اللہ ہر اس شخص کو پسند نہیں کرتا ہے جو اکڑ کر چلنے والا، فخر کرنے والا ہوتا ہے۔''

نازل ہوئی تو سیّدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیا، اور بیٹھ کر رونے لگے، کچھ عرصہ گزر گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق پوچھا، پھر ان کو بلا بھیجا، جب وہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غیر حاضری کا سبب پوچھا؟ تو سیّدنا ثابت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اچھا لباس اور بہترین جوتے پہننا پسند کرتا ہوں، مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس وجہ سے میرا شمار متکبرین میں نہ ہوجائے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخوشی مسکراتے

---

[1] سنن ترمذی: ۳۶۸۹.
[2] البدایة والنهایة، ج: ۵، ص: ۲۷۱.

ہوئے انھیں جواب دیا: ''آپ ان میں سے نہیں ہو، بلکہ آپ خیر و بھلائی کے ساتھ زندہ رہیں گے، خیر و بھلائی پر فوت ہوں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔'' [1]

(۱۱) سیّدنا خباب رضی اللہ عنہ کے آنسو

''چھٹے مسلمان تھے، غزوۂ بدر، احد اور خندق میں شریک ہوئے۔''

[طبرانی کبیر: ۶۲/۴]

☆ ...... آپ کے ہم نشین صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے یہ خبر دی کہ ہم سیّدنا خباب رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت گئے، جس وقت آپ مرض الموت میں مبتلا تھے، ہمیں دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا:

''اس گھر میں میرے پاس چالیس ہزار درہم ہیں، اللہ کی قسم! میں نے کبھی ان کو کہیں چھپایا نہیں اور نہ کسی سائل کو میں نے محروم واپس لوٹایا۔''

یہ بات کہی اور زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ ہم نے پوچھا: ''آپ روتے کیوں ہو؟ فرمایا:

''میں اسی لیے روتا ہوں کہ میرے بہت سے ساتھی اس دُنیا سے اس حالت میں کوچ کر گئے کہ انہیں دنیاوی مال و متاع سے کچھ بھی نہ ملا، مجھے یہ مال مل گیا، مجھے اندیشہ ہے کہ میرا یہ مال میرے کام نہ آ سکا تو آخرت میں محروم رہ جاؤں گا۔'' [2]

(۱۱) سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے آنسو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابوبکر! اگر تم نے ان کو ناراض کر دیا تو اپنے رب کو ناراض کر دیا۔''

[صحیح مسلم، رقم: ۶۴۱۲]

☆ ...... سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہدایت کی تلاش میں شہر در شہر، ملک در ملک پھرا، یہود اور نصاریٰ کے احبار اور رہبانوں کے پاس گیا۔ لیکن مقصود حاصل نہ ہوا۔

---

[1] سنن الکبریٰ بیہقی: ۲/ ۲۴۳.

[2] حلیة الأولیاء ۱/ ۱۴۵، حیاة الصحابة ۲/ ۲۳۷.

ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ایک کھجوروں والی زمین ہے، اس جگہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم آئیں گے، آپ وہاں چلے جائیں، کہتے ہیں کہ میں ایک قافلہ والوں کے ساتھ چلا، انہوں نے مجھے غلام بنا کر بیچ دیا۔ میں اپنے آقا کے باغ میں کام کر رہا تھا اور کھجور پر چڑھا ہوا تھا۔ میرے آقا کے چچا کا بیٹا آیا اور اس نے کہا: اللہ تعالیٰ فلاں قبیلہ کو ہلاک کرے۔ میں ابھی ان سے گزر کر آرہا ہوں۔ وہ ایک شخص کے اردگرد جمع ہیں۔ جو مکہ سے آیا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! جب میں نے یہ بات سنی تو مجھ پر خوشی سی چھا گئی۔ اور میں کھجور سمیت حرکت میں آ گیا، قریب تھا کہ میں گر پڑتا، اور میں تیزی سے اترا اور میں نے آتے ہی کہا: کیا بات ہے؟ اس مالک نے میرے ایک تھپڑ مارا اور کہا: جا، تو اپنا کام کر۔

فرماتے ہیں کہ میں اپنے کام پر چلا گیا۔ جب شام ہوئی تو میں نے کھجوریں جمع کیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (کیونکہ میں نے سن رکھا تھا کہ وہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول کرتے ہیں، اور صدقہ قبول نہیں کرتے، اور ان کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے) اور عرض کیا: میں نے سنا ہے کہ آپ نیک سیرت انسان ہیں، اور آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی ہیں، جو حاجت مند ہیں، اس لیے یہ صدقہ ہے۔ یہ کہہ کر میں نے پیش کر دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہاتھ نہیں لگایا، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا: کھاؤ! انہوں نے کھایا۔ میں نے اپنے دل میں یہ بات کہی کہ ایک نشانی پوری ہوگئی۔

پھر میں لوٹ آیا اور کچھ کھانے کا سامان جمع کر کے چند روز بعد حاضرِ خدمت ہوا، اور عرض کیا: میں آپ لوگوں سے محبت کرتا ہوں اور ہدیہ لے کر حاضر ہوا ہوں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تناول فرمایا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی کھایا۔ میں نے کہا: یہ دو نشانیاں ہوگئیں۔

پھر میں لوٹ آیا اور ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کے ساتھ قبرستان تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد آپ کے ساتھی تھے۔ میں نے سلام کیا اور دائیں بائیں گھومنے لگا، تاکہ مہر نبوت دیکھوں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ارادے کو جان لیا اور اپنی چادر مبارک

کو کندھے سے اتار دیا، میں نے مہر نبوت کو دیکھا، اور بوسہ دیا اور (خوشی سے) رویا، یہاں تک کہ آنسو بہنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سامنے بٹھایا اور میں نے طلب ہدایت کا سارا قصہ سنایا۔ یا جیسے اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! تجھے سنا رہا ہوں۔ ❶

☆ ......سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''سیّدنا سلمان بیمار تھے، سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لیے گئے تو انہیں روتے اور گریہ زاری کرتے پایا، پس سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے سلمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''اے میرے بھائی! تمہیں کس چیز نے گریہ پر مجبور کیا ہے؟'' کیا آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے نہیں ہیں؟ سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''میں دنیا کے لیے نہیں رو رہا اور نہ ہی آخرت سے نفرت میرے رونے کا سبب ہے، میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں نے ایک وعدہ کیا تھا، اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میں اس وعدے کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو چکا ہوں۔ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: آپ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وعدہ لیا تھا؟'' سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: '' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وعدہ کے ساتھ ضمانت لی تھی کہ ہم میں سے ہر کسی کو دنیا سے اتنا لینا چاہیے، جتنا ایک مسافر کی ضرورت کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میں اس وعدے کی پاسداری نہیں کر سکا۔ اور سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ تمہارے لیے یہ ہے کہ! جب تم حاکم بنو تو اللہ سے ڈرتے ہوئے فیصلہ کرو، اور جب قاسم بنو تو تقسیم کرتے وقت عدل کا دامن مت چھوڑو، اور جب تمہیں کوئی ذمہ داری سونپی جائے تو اسے پوری توجہ سے ادا کرو۔''

سیّدنا ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ''میں نے سنا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت صرف چوبیس درہم ترکہ میں چھوڑے۔'' ❷

---

❶ ملخص از: مسند احمد: ٥/ ٤٤١ـ ٤٤٤ـ الحلية ١/ ٢٤٨ اسد الغابة: ٢/ ٥١٠ـ ٥١٢. اس کی سند صحیح ہے۔

❷ صحيح سنن ابن ماجه، أبواب الزهد، باب الزهد في الدنيا، رقم: ٤١٠٤. الحلية: ١/ ٢٥٣ـ ٢٥٤.

(۱۳۳) سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ کے آنسو

سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ مکہ میں مسلمان ہوئے تھے، جب مدینہ کی طرف ہجرت کرنی چاہی تو کافروں نے ان سے کہا کہ ہم تمہیں مال لے کر نہیں جانیں دیں گے۔ اگر تم مال چھوڑ کر جانا چاہتے ہو تو تمہیں اختیار ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے سب مال سے علیحدگی اختیار کر لی اور کفار نے اس پر قبضہ کر لیا، اور آپ نے ہجرت کی، جب مدینہ پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ربح البيع أبا يحيى ربح البيع أبا يحيى

''ابو یحییٰ نے بڑے نفع کی تجارت کی، ابو یحییٰ نے بڑے نفع کی تجارت کی ہے۔''

اور بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ انہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ﴾ (البقرۃ: ۲۰۷)

''اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان بیچ ڈالتے ہیں۔''[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابوبکر! اگر تم نے انہیں ناراض کر دیا تو اپنے رب کو ناراض کر دیا۔''

[صحیح مسلم، رقم: ۶۴۱۲]

☆ ......سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے چلا، جب ہم بیداء تک پہنچے تو سامنے ایک ببول کے درخت کے نیچے چند سوار نظر آئے، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جا کر دیکھو تو سہی یہ کون لوگ ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا تو سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر جب اس کی اطلاع دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہیں بلاؤ۔ میں صہیب کے پاس دوبارہ آیا اور کہا کہ چلئے امیر المؤمنین بلاتے ہیں۔ چنانچہ وہ خدمت میں حاضر ہوئے (خیر یہ قصہ تو ہو چکا) پھر جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے تو سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ

---

[1] مستدرك حاكم: ۳/ ۴۰۰، ۴۹۸ اور کہا یہ شرطِ مسلم پر صحیح ہے۔ ابن كثير: ۱/ ۳۳۳، ۳۳۴، صفة الصفوة: ۱/ ۳۴۰.

ہوئے اندر روتے داخل ہوئے۔ وہ کہہ رہے تھے: ہائے میرے بھائی! ہائے میرے صاحب! اس پر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ! تم مجھ پر روتے ہو، تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ ❶

(۱۴) سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے آنسو

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی۔'' [مسند احمد: ۲۴۴/۴]

☆......سعد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے کہا:

''سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فاقہ سے تھے وہ تھوڑی سی کھانے کی چیز لے کر آئے اور کہا: سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جب شہید ہوئے تو ان کی حالت مجھ سے بہتر تھی۔ ان کے کفن کی چادر اتنی مختصر تھی کہ اگر (اس چادر سے) ان کا سر ڈھانپا جاتا تو ان کی ٹانگیں ننگی ہوجاتیں اور اگر ٹانگیں ڈھانپی جاتیں تو ان کا سر ننگا ہوجاتا اور میں اس موقع کا چشم دید گواہ ہوں۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی کہا؛ ''سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کی حالت بھی مجھ سے بہتر تھی۔ اب دنیا ہمارے اوپر حاوی ہوچکی ہے۔'' یا اس طرح کہا؛ ''ہمیں دنیا کا مال کثرت سے مل گیا ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ ہمیں ہمارے اچھے اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی مل گیا ہے۔ (اور آخرت میں ہمارا حصہ نہ ہوگا) اتنا کہتے ہی انہوں نے رونا شروع کردیا۔ اور کھانا چھوڑ دیا۔'' ❷

☆......سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم چند افراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ

---

❶ صحيح البخاری، كتاب الجنائز، رقم الحديث: ١٢٨٧.

❷ صحيح بخاری، كتاب الجنائز، باب الكفن من جميع المال، رقم: ١٢٧٤، كتاب المغازی، رقم: ٤٠٤٥.

ہوتے تھے کہ شاید آپ ﷺ کو کوئی ضرورت پیش آئے اور ہم آپ کی خدمت کر سکیں۔ چنانچہ میں آپ کے پاس آیا، اور آپ ﷺ مکان سے باہر کھجوروں کے ایک باغ کی طرف تشریف لے گئے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہولیا۔ آپ ﷺ نے اس باغ میں نماز پڑھی اور سجدہ کیا اور بہت طویل سجدہ کیا۔ میں رونے لگا، میں نے اپنے جی میں کہا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح قبض کر لی ہے، پھر آپ ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور فرمایا: تجھے کیا ہو گیا؟ میں نے عرض کیا: میں تو یہ (یعنی آپ کی وفات کا) سمجھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب کا شکریہ ادا کیا ہے، کیوں کہ جبریل علیہ السلام کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپ کی امت سے جو ایک مرتبہ آپ پر درود پڑھے گا، میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا، میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔''[1]

(۱۵) سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے آنسو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''الٰہی! سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو دین کا فقیہ بنا، اور اسے تفسیر کا طریقہ سکھا۔''
[صحیح بخاری:۳۷۵۶]

☆...... ابن أبی ملیکہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ سے مدینہ تک رہا، آپ نے جہاں کہیں پڑاؤ ڈالا تو وہ نصب شب قیام فرماتے۔

فرماتے ہیں: مجھ سے أیوب رحمہ اللہ نے پوچھا کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی قرأت کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ (میں نے) کہا: جب اس آیت پر پہنچتے:

﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾ (قٓ: ۱۹)

''اور موت کی بے ہوشی برحق خبر لے کر آ گئی۔''

---

[1] مسند ابو یعلی: ۱۹۵/۲، مسند أحمد: ۱۹۱/۱، قال أحمد شاکر: إسناده صحیح.

تو ترتیل سے پڑھتے اور روتے روتے ان کی ہچکی بندھ جاتی۔ ❶

(۱۶) سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے آنسو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے نزدیک عبداللہ بڑا ہی اچھا آدمی ہے۔''

[صحیح بخاری: ۳۷۴۰]

☆ ......سیّدنا سمیر ریاحی رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ٹھنڈا پانی پیا، تو رونے لگے اور بہت زیادہ روئے۔ ان سے دریافت کیا گیا: آپ کیوں اتنا روئے ہیں؟ تو سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا؛ مجھے قرآنِ مجید کی یہ آیت یاد آ گئی:

﴿وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ﴾ (سبا: ٥٤)

''اور ان کے درمیان اور ان کی خواہش کے درمیان رکاوٹ کھڑی کردی جائے گی۔''

اور مجھے معلوم ہے کہ اسی وقت جہنمی کچھ نہیں چاہیں گے۔ بس انہیں ایک چیز کی چاہت ہوگی کہ پانی مل جائے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَنَادَىٰٓ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ أَصْحَٰبَ ٱلْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا۟ عَلَيْنَا مِنَ ٱلْمَآءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ ٱللَّهُ ۚ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ ۝﴾ (الأعراف: ٥٠)

''اور اہل جہنم، اہل جنت کو پکاریں گے کہ ہمیں کچھ پانی دے دو، یا تمہیں اللہ نے جو روزی دی ہے اس میں سے کچھ دے دو۔'' ❷

سیدنا نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی سورۃ البقرہ کی ان آیات کو پڑھتے:

---

❶ حلیة الأولیاء: ۱/ ٤٠٣۔ اس کی سند صحیح ہے۔

❷ شعب الإیمان، رقم: ٤٢٩٤، الدر المنثور: ٦/ ٦٣٣، التاریخ الکبیر: ٤/ ١/ ٥٢، اس کی سند کے سارے راوی ثقہ ہیں

﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۝﴾

(البقرہ: ۲۸۴)

''اور تمہارے دل میں جو کچھ ہے اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ اس پر تمہارا محاسبہ کرے گا، پھر جسے چاہے گا معاف کر دے گا، اور جسے چاہے گا عذاب دے گا، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

تو رو دیتے اور فرماتے کہ یہ آیات شدت محاسبہ پر دلالت کرتی ہیں۔ [1]

☆......بعض روایات میں آتا ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ فرماتے تو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں) رو دیتے۔ [2]

افادہ:......آپ کیوں نہ روتے، جس کھجور کے تنے کے سہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے وہ بھی آپ کے فراق میں رونے لگا تھا، قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے چنانچہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

''کھجور کا ایک تنا تھا، جس کا سہارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کی حالت میں لیا کرتے تھے۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (لکڑی کا) منبر (بنا کر) رکھا گیا تو ہم نے تنے سے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی مانند (رونے کی) آواز سنی۔ حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اترے اور اس پر اپنا دست مبارک رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

جب جمعہ کا دن ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے تو کھجور کا وہ تنا، جس کا سہارا لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، اس طرح زور سے رونے لگا، قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے۔

---

[1] حلیة الاولیاء: ۱/۳۷۸، اس کی سند کے سارے راوی ثقہ ہیں۔

[2] الإصابة: ٤/١٦٠. ابن حجر نے اسے صحیح کہا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ وہ تنا بچے کی طرح زور سے رونے اور بلبلانے لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اترے، حتی کہ اسے پکڑا اور اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا، تو اس بچے کی طرح سسکیاں لینے لگا جس کو چپ کرایا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ خاموش ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اس لیے رویا ہے کہ یہ ذکر سنا کرتا تھا، (جس سے اب محروم ہوگیا ہے۔) ❶

(۱۷) سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے آنسو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قرآن چار آدمیوں سے سیکھو! عبداللہ بن مسعود، ابوحذیفہ کے غلام سالم، معاذ بن جبل اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہم۔" [صحیح بخاری: ۳۸۰۸]

سعد بن اخرم فرماتے ہیں کہ:

((كُنْتُ اَمْشِىْ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمَرَّ بِالْحَدَّادِيْنِ وَقَدْ اَخْرَجُوْا حَدِيْدًا مِنَ النَّارِ فَقَامَ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَيَبْكِىْ)) ❷

"میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا ہم لوہار کی دکان سے گزرے، انہوں نے آگ سے (سرخ سرخ) لوہا باہر نکالا تو سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسے دیکھنے کے لیے کھڑے ہوگئے اور رونے لگے۔"

سیدنا زید بن وہب کہتے ہیں کہ میں سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہ قرآن کی پاک آیت سیکھوں تو انہوں نے مجھے آیت پڑھائی۔ میں نے عرض کیا: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تو مجھے یہ

---

❶ صحيح بخارى، كتاب المناقب، باب علامات النبوة، رقم: ٣٥٨٤، ٣٥٨٥.

❷ التخويف من النار لإبن رجب، ص: ٢٥.

آیت اسی طرح سکھائی ہے۔ یہ سن کر سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رو دیئے اور اس قدر روئے کہ میں نے ان کے آنسو کنکریوں کے درمیان دیکھے، اس کے بعد فرمایا: ''اسی طرح پڑھو جیسے تمہیں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا ہے۔ بے شک وہ اسلام کا مضبوط قلعہ تھے، جہاں سے اسلام داخل ہوتا تھا اور پھر نکلتا نہیں تھا۔'' [1]

(۱۸) سیّدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے آنسو

''شاہِ امم سلطانِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک لے کر شاہِ ایران کے دربار میں بڑے بارعب داخل ہوئے۔'' [مؤرخین]

☆ ...... سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب سیّدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ ایک لشکر لے کر روم کی طرف روانہ ہوگئے، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ انہیں رومی فوج نے گرفتار کرلیا، پھر ان کو طاغیہ (قیصر روم) کے سامنے حاضر کیا اور بتایا کہ ہم ایسے شخص کو لائے ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ساتھیوں میں سے ہے، جنہوں نے سب سے پہلے دعوتِ اسلام کو قبول کیا۔

آپ کو بنظر غائر دیکھ کر قیصر روم نے کہا؛ عیسائیت قبول کرلو وگرنہ تمہیں جلا دیا جائے گا۔ تو سیّدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے انکار کردیا، تو انہوں نے ایک بہت بڑی دیگ منگوائی اور اس میں تیل ڈال کر نیچے آگ لگادی گئی۔ جب تیل کھولنے لگا تو اس نے حکم دیا کہ دو مسلمان قیدیوں کو حاضر کیا جائے۔ اس کے حکم کے مطابق دو مسلمان قیدی پیش کر دیئے گئے، دیکھتے ہی دیکھتے ان میں سے ایک کو کھولتے ہوئے تیل میں پھینک دیا گیا، گرم اور کھولتے تیل میں گرتے ہی اسکا گوشت پوست چٹخنے لگا۔ اور چشمِ زدن میں کھال ہڈیوں سے الگ ہوگئی۔ اس کے بعد وہ سیّدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا؛ اب بھی موقع ہے، وگرنہ تجھے بھی ڈال دیں گے، تو آپ نے پہلے سے بڑھ کر دعوت کو ٹھکرادیا۔ بالآخر قیصر نے مایوس ہوکر انہیں

---

[1] اس کی سند صحیح ہے۔ ابن سعد، ج: ۳، ص: ۳۷۱.

بھی کھولتے ہوئے تیل میں پھینکنے کا حکم دے دیا۔ جب آپ کو تیل کے پاس لایا گیا تو آپ کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو ٹپک پڑے، قیصر کے حواریوں نے کہا: اس کو واپس لے چلو، کیونکہ یہ ڈر گیا ہے۔

قیصر کے پوچھنے پر آپ نے جواباً کہا:

''میرے رونے کی وجہ یہ تھی یہ منظر دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ میرے پاس تو صرف ایک ہی جان ہے، کاش! میرے پاس میرے جسم کے بالوں کی تعداد کے برابر جانیں ہوتیں تو میں ہر جان کو اس کھولتے ہوئے تیل میں ڈال کر بارگاہِ الٰہی میں قربان کر دیتا۔''

قیصر کا یہ سننا تھا کہ انگشت بدنداں ہو کر رہ گیا، کہنے لگا: میں تمہیں آزاد کرتا ہوں۔ [1]

(۱۹) سیّدنا عبداللہ بن رواحۃ رضی اللہ عنہ کے آنسو

سیّدنا قیس بن اَبی حازم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن رواحۃ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کی گود میں سر رکھے ہوئے تھے کہ (اچانک) رونے لگے، ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی گریہ کرنے لگی، سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''تم کیوں رو رہی ہو؟'' بیوی نے عرض کیا: ''آپ کو روتے دیکھا تو میں بھی رونے لگی۔''

سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ وعدہ یاد آ گیا:

﴿ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۚ﴾

(مریم: ۷۱)

''اور تم میں سے ہر کسی نے جہنم کے اوپر سے گزرنا ہے، یہ تیرے رب کا حتمی فیصلہ ہے۔''

---

[1] اس کی سند صحیح ہے۔ از اسد الغابة: ۳/ ۲۱۴. تاریخ دمشق: ۲۷/ ۳۵۸.

اور مجھے معلوم نہیں کہ (پل صراط سے گزرتے ہوئے) ہم بچیں گے یا نہیں؟ [1]

(۲۰) سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے آنسو

رسول ہاشمی، والی بطحاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لوگ مسلمان ہوئے ہیں اور عمرو رضی اللہ عنہما ایمان لائے ہیں۔''

[سنن ترمذی: ۳۸۴۴]

''اے عمرو! آپ کی عقل و دانش اور فہم وفراست کو جب دیکھتا ہوں تو میرے دل میں خیال آتا ہے کہ آپ کو سب سے پہلے دائرۂ اسلام میں داخل ہوجانا چاہیے تھا۔''

(أمیر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ)

☆ ...... '' سیّدنا ابن شماسہ مہری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت ان کے پاس گئے وہ دیر تک روتے رہے پھر اپنا منہ دیوار کی طرف کرلیا، ان کے بیٹوں نے کہا؛ '' ابا جان! کیا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فلاں فلاں بشارتیں نہیں دیں۔'' تب سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ سامنے کیا اور کہا؛ ہم لوگ (یعنی صحابہ کرام) کلمہ شہادت..... لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ..... کا اقرار سب سے افضل باتوں میں شمار کرتے تھے، میرے اوپر تین حالتیں گزری ہیں: پہلی حالت وہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو برا نہیں سمجھتا تھا اور میری خواہش تھی کہ میں آپ پر قابو پاؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کردوں، اگر میں اسی حالت میں مرجاتا تو جہنمیوں میں سے ہوتا۔ اس کے بعد دوسری حالت وہ تھی جب اللہ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اپنا ہاتھ بڑھایئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ آگے کیا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عمرو! کیا بات ہے؟'' میں نے عرض

---

[1] اس کی سند صحیح ہے۔ تفسیر عبدالرزاق: ۳۶۳/۲، رقم: ۱۷۰۷۹، تفسیر طبری: ۳۶۵/۸، تفسیر ابن کثیر: ۲۹۱/٤.

کیا؛ ''میں شرط لگانا چاہتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون سی شرط؟'' میں نے عرض کیا: ''میرے گناہوں کی مغفرت کی شرط۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے عمرو! کیا تو نہیں جانتا کہ اسلام قبول کرنا گزشتہ سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، ہجرت کرنا گزشتہ سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور حج کرنا گزشتہ سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ تب مجھے رسولِ اکرم ﷺ سے اتنی زیادہ محبت تھی کہ اتنی زیادہ کسی دوسرے سے نہیں تھی اور میری نگاہ میں آپ ﷺ کی اتنی زیادہ شان تھی جو اور کسی کی نہیں تھی۔ میں نے آپ ﷺ کے جلال اور رعب کی وجہ سے آپ ﷺ کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھا۔ اگر میں اسی حالت میں فوت ہو جاتا تو امید تھی کہ جنتی ہوتا، لیکن اس کے بعد ہم بعض (دنیا داری کے) کاموں میں پھنس گئے اور اب میں نہیں جانتا کہ اس تیسری حالت میں انجام کیا ہے؟ لہٰذا جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے چلانے والی عورت نہ ہو، نہ ہی (کوئی) آگ لے کر چلے اور جب تم مجھے دفن کرو تو اچھی طرح قبر پر مٹی ڈال دینا اور میری قبر کے گرد اتنی دیر تک (دعا کے لیے) کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے، تاکہ میرے دل کو تسلی رہے اور مجھے پتا چل جائے کہ میں اپنے رب کے بھیجے ہوئے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔'' [1]

(۲۱) سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے آنسو

''اُصحابِ صفہ میں سے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو غزوۂ تبوک کے لیے روانہ کیا تو کچھ صحابہ آئے، جن میں سے سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، انہوں نے کہا؛ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں سواری دیجیے۔ آپ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میرے پاس تم لوگوں کے لیے سواریاں نہیں ہیں۔ تو وہ لوگ روتے ہوئے

[1] صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ۳۲۱.

واپس چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا اخلاص دیکھا تو ان کا عذر قرآنِ مجید میں بیان کیا: ﴿ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ ﴾ (التوبة: ۹۲)''

[الإصابة: ٤/ ٣٩٩]

☆ ......سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت مؤثر وعظ ارشاد فرمایا، جس سے دل ڈر گئے اور (ہماری) آنکھیں بہہ پڑیں۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو گویا الوداع کہنے والے کا وعظ ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وصیت فرما دیجیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور امیر کی بات سننے اور اس پر عمل کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام امیر مقرر ہو جائے۔ (یاد رکھو!) تم میں سے جو (میرے بعد) زندہ رہے گا، وہ بہت اختلاف دیکھے گا، پس تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا، ان کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا۔ دین میں نئے نئے کام (بدعات) ایجاد کرنے سے بچنا۔ اس لیے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ [1]

(۲۲) سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے آنسو

فاتح بدر و حنین، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قرآن چار آدمیوں سے سیکھو! عبداللہ بن مسعود، ابو حذیفہ کے غلام سالم، معاذ بن جبل اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہم۔'' [صحیح بخاری: ۳۸۰۸]

☆ ......سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف روانہ کیا تو مجھے وصیت کرتے ہوئے دور تک تشریف لائے، اور (میں) معاذ سوار تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل تھے۔ پس جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے تو پھر فرمایا:

---

[1] صحیح سنن أبو داؤد، کتاب السنة، باب لزوم السنة، رقم: ٤٦٠٧، سنن ترمذی، ابواب العلم، باب الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، رقم: ٢٦٧٦، اسے ابن حبان (موار ١٠٣)، حاکم (١/ ٩٥، ٩٦) اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

''اے معاذ! ممکن ہے کہ تم مجھ سے اس سال کے بعد نہ مل سکو اور شاید تم میری اس مسجد اور میری قبر پر گزرو گے۔ (یہ سن کر) سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں شدت غم سے رونے لگے، پھر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف رخ انور کرتے ہوئے فرمایا:

''تمام لوگوں میں سے متقی لوگ میرے سب سے زیادہ قریب ہیں، وہ جو بھی ہوں، اور جہاں بھی ہوں۔'' [1]

(۲۳) سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے آنسو

ابوالقاسم، محبوب الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''الٰہی! اسے ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنا، اسے ہدایت دے اور اس کے ذریعے ہدایت دے۔'' [سنن ترمذی: ۳۸۴۲]

☆......علاء بن اُبی حکیم نے بیان کیا کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حدیث بیان کی۔ تو سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب ان کے ساتھ ایسے کیا جائے گا تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ پھر سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بہت روئے، حتی کہ ہمیں گمان ہونے لگا کہ یہ رو رو کر ختم ہو جائیں گے، ہم نے کہا: یہ شخص ہمارے پاس شر لے کر آیا ہے۔ پھر سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہوش میں آئے اور چہرے کو صاف کیا اور فرمایا: اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کہ:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ (ھود: ۱۵۔۱۷)

---

[1] احمد شاکر فرماتے ہیں: إسناده صحيح، مسند أحمد: ٥/ ٢٣٥، طبراني كبير: ٢٠/ ٢٤٢، مسند الشاميين، رقم: ٩٩.

''جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی خوش رنگینیاں چاہتا ہے تو ہم دنیا ہی میں اسکے اعمال کا پورا بدلہ دیتے ہیں، اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی ہے، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں آخرت میں عذابِ نار کے سوا کچھ بھی نہیں ملے گا، اور جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا ہوگا ضائع ہو جائے گا، اور جو کچھ وہاں کرتے رہے تھے (ایمان کے بغیر) بیکار ہی تھا۔'' [1]

افادہ:...... معلوم ہوا کہ خلوص سے خالی ریا کاری پر مبنی عمل سراسر خسارہ اور وبال ہے، خواہ وہ کتنا ہی عظیم عمل ہو۔

❀❀❀❀

---

[1] صحیح الترمذی، ابواب الزهد، باب ماجاء في الرياء والسمعة، رقم: ٢٣٨٢، مستدرك حاكم: ٤١٩/١، ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

باب نمبر: ۷

صحابیات رضی اللہ عنہم کے آنسو

(۱) سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنسو

شاہِ مدینہ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔'' [صحیح بخاری، باب مناقب فاطمہ]

☆......سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، ان کی چال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے بڑی مشابہت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹی آؤ مرحبا! اس کے بعد آپ نے انہیں اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھایا، پھر ان کے کان میں آپ نے چپکے سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ روتی کیوں ہو؟ پھر دوبارہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ ہنس دیں۔ میں نے ان سے کہا: آج غم کے فوراً بعد ہی خوشی کی جو کیفیت میں نے آپ کے چہرے پر دیکھی وہ پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں میں آپ کے راز کو کسی پر نہیں کھول سکتی۔

چنانچہ میں نے آپ کی وفات کے بعد پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کان میں کہا تھا کہ جبریل علیہ السلام ہر سال قرآنِ مجید کا ایک دور کیا کرتے تھے، لیکن اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اب میری موت قریب ہے اور میرے گھرانے میں سب سے پہلے مجھ سے آ ملنے والی تم ہوگی۔ میں (آپ کی اس خبر پر) رونے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں کہ جنت کی عورتوں کی سردار بنو گی (یا آپ نے فرمایا) مومنہ عورتوں کی، تو اس پر میں ہنسی تھی۔'' [1]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۲۳، ۳۶۲۴، ۳۶۲۵، صحیح مسلم، کتاب فضائل اصحابه، باب من فضائل فاطمة بنت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، رقم: ۶۳۱۲، ۶۳۱۳، ۶۳۱۴.

افادہ:...... اس حدیث پاک سے سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ فی الواقع آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر، نورِ نظر ہیں اس لیے ہر فضیلت کی اولین حقدار ہیں۔

☆ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آ پہنچا تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گریہ کرنے لگیں، تو سیرت وصورت میں لاجواب، سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا: پیاری بیٹی! مت روئیں، جب میں فوت ہو جاؤں تو کہنا:

﴿ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴾ (البقرۃ: ۱۵۶)

''ہم تو بے شک اللہ ہی کے لیے ہیں، اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

کیونکہ ہر انسان کے لیے اس کے ساتھ ہر مصیبت سے بدل ہے۔

انھوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ سے بھی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اور مجھ سے بھی۔'' [1]

(۲) سیّدہ اُمِ اَیمن رضی اللہ عنہا کے آنسو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''میری اُمی کی وفات کے بعد اُمِ اَیمن میری ماں ہے۔'' [الاصابۃ: ۳۵۹/۸]

☆......سیّدنا اَنس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آؤ، سیّدہ اُمِ ایمن کے ہاں چلیں۔ کیوں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ہاں جایا کرتے تھے۔ جب یہ دونوں ملاقات کے اختتام پر چلنے لگے تو اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے رونا شروع کر دیا۔ ان دونوں نے پوچھا: ''آپ کو کس چیز نے آہ وبکا پر مجبور کیا؟ کیا اللہ کے ہاں، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہتری نہیں؟ اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''میں اس لیے نہیں رو رہی کہ میں اس سے بے خبر ہوں کہ اللہ کے ہاں

---

[1] طبقات ابن سعد: ۳/ ۳۱۲.

رسول ﷺ کے لیے کیا ہے، میں تو اس وجہ سے رو رہی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ رفیق اعلیٰ سے جا ملے ہیں۔ وحی کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔'' یہ سنتے ہی ان دونوں نے بھی سیّدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ مل کر رونا شروع کردیا۔ [1]

(۳) سیّدہ عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے آنسو

صادق وامین، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے، جیسے ثرید کی اور تمام کھانوں پر فضیلت۔'' [صحیح بخاری: ۳۷۷۰]

☆ ......سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ کے بھانجے ابن الحارث بیان کرتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ سننے کے بعد (کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کوئی چیز تحفہ میں بھیج رہی ہیں) کہا: اللہ کی قسم! اگر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس معاملہ کو ختم نہ کیا تو میں اُن سے روٹھ جاؤں گا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا؛'' میں اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہوں میں آئندہ کبھی بھی ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بات نہ کروں گی۔'' جب یہ علیحدگی طول پکڑ گئی تو سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: '' اللہ کی قسم! میں کسی مصالحت کروانے والے کو نہیں مانتی اور نہ ہی میں قسم کو توڑنے کے گناہ کی مرتکب ہوں گی۔'' یہ معاملہ مزید طویل پکڑ گیا تو سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر گراں گزرنا شروع ہوگیا تو چنانچہ انہوں بنی زہرہ کے افراد المسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن الاسد بن عبد یغوث سے کہا:'' میں اللہ کا واسطہ دے کر تم سے ملتمس ہوں کہ میرے معاملہ میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر کہیں کہ میرے متعلق قسم کھا کر قطع تعلق کرنا حرام ہے۔ پس المسور اور عبدالرحمٰن، سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اپنی اپنی عبا پہن کر اسی وقت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف چل پڑے۔ وہاں پہنچ کر ان دونوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کرنے کی غرض سے کہا:'' السلام علیکم

---

[1] صحيح مسلم ، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضل أم أيمن رضى الله عنها، رقم: ٦٣١٨.

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کیا ہم اندر آ سکتے ہیں؟'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''آ جاؤ!'' انہوں نے پوچھا: ''کیا ہم سب؟'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''ہاں! تم سب اندر آ جاؤ، بغیر یہ جانے کہ سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ ہے۔ پس یہ لوگ اندر داخل ہو گئے تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا چونکہ پردے کے پیچھے تھیں، سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان سے لپٹ گئے اور ان سے روتے ہوئے معافی کے خواستگار ہوئے۔ المسور اور عبدالرحمٰن نے بھی کہا: سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بول چال بحال کر لیں۔ ان دونوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''آپ جانتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کسی بھی دوسرے مسلمان بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قطع تعلق کرنا حرام ہے۔'' پس جب ان دونوں نے زیادہ اصرار کیا اور اپنے تعلق داروں سے اچھے تعلقات کے نتائج بیان کیے تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے روتے ہوئے کہا: ''میں نے قسم کھائی ہے، اور قسم (توڑنا) ایک مشکل امر ہے۔'' جب انہوں (المسور اور عبدالرحمٰن) نے زیادہ اصرار کیا تو انہوں نے کفارہ کے طور پر چالیس غلام آزاد کیے، اور سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (اپنے بھانجے) سے بولنا شروع کر دیا۔ بعد میں جب کبھی بھی انہیں اپنی قسم یاد آتی تو آپ اس کثرت سے روتیں کہ آپ کی اوڑھنی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ [1]

☆...... واقعہ اِفک اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آنسو بہانا

ایک غزوے کا دوسرا اہم واقعہ افک کا واقعہ ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ سفر میں جاتے ہوئے ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے، جس کا قرعہ نکل آتا، اسے ہمراہ لے جاتے۔ اس غزوہ میں قرعہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نام نکلا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ساتھ لے گئے، غزوے سے واپسی پر ایک جگہ پڑاؤ ڈالا گیا۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی حاجت کے لیے گئیں اور اپنی بہن کا ہار جسے عاریۃً لے گئی تھیں کھو بیٹھیں۔ احساس ہوتے ہی فوراً اس جگہ واپس گئیں جہاں ہار غائب ہوا تھا۔ اسی دوران وہ لوگ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب الهجرة، رقم: ٦٠٧٣.

آئے جو آپ کا ہَودَج اونٹ پر لادا کرتے تھے۔ انہوں نے سمجھا آپ ہودج کے اندر تشریف فرما ہیں اور اس لیے اسے اونٹ پر لاد دیا اور ہودج کے ہلکے پن پر نہ چونکے۔ کیونکہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ابھی نوعمر تھیں۔ بدن موٹا اور بوجھل نہ تھا۔ نیز چونکہ کئی آدمیوں نے مل کر ہودج اٹھایا تھا، اس لیے ہلکے پن پر تعجب نہ ہوا۔ اگر صرف ایک یا دو آدمی اٹھاتے تو انہیں ضرور محسوس ہو جاتا۔

بہر حال سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہار ڈھونڈھ کر قیام گاہ پہنچیں تو پورا لشکر جا چکا تھا اور میدان بالکل خالی پڑا تھا نہ کوئی پکارنے والا تھا نہ جواب دینے والا۔ وہ اس خیال سے وہیں بیٹھ گئیں کہ لوگ انہیں نہ پائیں گے تو پلٹ کر وہیں تلاش کرنے آئیں گے، لیکن اللہ اپنے امر پر غالب ہے وہ بالائے عرش پر جو تدبیر چاہتا ہے کرتا ہے۔ چنانچہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئیں۔ پھر صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی یہ آواز سن کر بیدار ہوئیں کہ **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی......؟ وہ پچھلی رات کو چلا آ رہا تھا۔ صبح کو اس جگہ پہنچا، جہاں آپ رضی اللہ عنہا موجود تھیں۔ انہوں نے جب سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو پہچان لیا؛ کیوں کہ وہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے بھی انہیں دیکھ چکے تھے۔ انہوں نے **اِنَّا لِلّٰہِ** پڑھی اور اپنی سواری بٹھا کر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب کر دی۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر سوار ہو گئیں۔ سیّدنا صفوان نے **اِنَّا لِلّٰہِ** کے سوا زبان سے ایک لفظ نہ نکالا، چپ چاپ سواری کی نکیل تھامی اور پیدل چلتے ہوئے لشکر میں آ گئے۔ یہ ٹھیک دوپہر کا وقت تھا اور لشکر پڑاؤ ڈال چکا تھا۔ انہیں اس کیفیت کے ساتھ آتا دیکھ کر مختلف لوگوں نے اپنے اپنے انداز پر تبصرہ کیا اور اللہ کے دشمن خبیث عبداللہ بن ابی کو بھڑاس نکالنے کا ایک اور موقع مل گیا۔ چنانچہ اس کے پہلو میں نفاق اور حسد کی جو چنگاری سلگ رہی تھی اس نے اس کے کربِ پنہاں کو عیاں اور نمایاں کیا، یعنی بدکاری کی تہمت تراش کر واقعات کے تانے بانے بننا، تہمت کے خاکے میں رنگ بھرنا اور اسے پھیلانا، بڑھانا اور اُدھیڑنا اور بننا شروع کیا۔ اس کے ساتھی بھی اسی بات کو بنیاد بنا کر اس کا تقرب حاصل کرنے لگے اور جب مدینہ آئے تو ان تہمت تراشوں نے خوب جم کر پروپیگنڈہ کیا۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے، کچھ بول نہیں رہے تھے؛ لیکن جب لمبے عرصے تک

وحی نہ آئی تو آپ ﷺ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے علیحدگی کے متعلق اپنے خاص صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ کیا۔ سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے مشورہ دیا کہ آپ ﷺ انہیں اپنی زوجیت میں برقرار رکھیں، اور دشمنوں کی بات پر کان نہ دھریں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہوکر عبداللہ بن ابی کی ایذا رسانیوں سے نجات دلانے کی طرف توجہ دلائی۔ اس پر سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت چاہی، لیکن سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ پر جو عبداللہ بن ابی کے قبیلہ خزرج کے سردار تھے، قبائلی حمیت غالب آ گئی اور دونوں حضرات میں ترش کلامی ہوگئی، جس کے نتیجے میں دونوں قبیلے بھڑک اُٹھے۔ رسول اللہ ﷺ نے خاصی مشکل سے انہیں خاموش کیا، پھر خود بھی خاموش ہوگئے۔ ادھر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حال یہ تھا کہ وہ غزوے سے واپس آتے ہی بیمار پڑ گئیں، اور ایک مہینے تک مسلسل بیمار رہیں۔ انہیں اس تہمت کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ البتہ انہیں یہ بات کھٹکتی رہتی تھی کہ بیماری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو لطف وعنایت ہوا کرتی تھی اب وہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ بیماری ختم ہوئی تو وہ ایک رات اُمِ مِسطح رضی اللہ عنہا کے ہمراہ قضائے حاجت کے لیے میدان میں گئیں۔ اتفاق سے اُمّ مُسطح اپنی چادر میں پھنس گئیں، اور اس پر انہوں نے اپنے بیٹے کو بددعا دی۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس حرکت پر انہیں ٹوکا تو انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بتلانے کے لیے کہ میرا بیٹا بھی پروپیگنڈے کے جرم میں شریک ہے تہمت کا واقعہ کہہ سنایا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے واپس آ کر اس خبر کا ٹھیک ٹھیک پتا لگانے کی غرض سے رسول اللہ ﷺ سے والدین کے پاس جانے کی اجازت چاہی، پھر اجازت پاکر والدین کے پاس تشریف لے گئیں اور صورتِ حال کا یقینی طور پر علم ہوگیا تو بے اختیار رونے لگیں، اور پھر دو راتیں اور ایک دن روتے روتے گزر گیا۔ اس دوران نہ نیند کا سرمہ لگایا نہ آنسو کی جھڑی رُکی۔ وہ محسوس کرتی تھیں کہ روتے روتے کلیجہ شق ہوجائے گا۔ اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ کلمۂ شہادت پر مشتمل خطبہ پڑھا اور **اما بعد** کہہ کر فرمایا: ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا! مجھے تمہارے متعلق اس اس طرح کی خبر ملی ہے۔ اگر تم اس سے

بری ہو تو اللہ تعالیٰ عنقریب تمہاری براءت ظاہر فرمادے گا اور اللہ نہ کرے، تم سے کوئی گناہ سرزد ہوگیا ہے تو تم اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگو اور توبہ کرو، کیوں کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر کے اللہ کے حضور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔''

اس وقت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے آنسو ایک دم تھم گئے، اور اب انہیں آنسو کا ایک قطرہ بھی محسوس نہ ہو رہا تھا۔ انہوں نے اپنے والدین سے کہا کہ وہ آپ ﷺ کو جواب دیں، لیکن ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا جواب دیں۔ اس کے بعد سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود ہی کہا: ''واللہ میں جانتی ہوں کہ یہ بات سنتے سنتے آپ لوگوں کے دلوں میں اچھی طرح بیٹھ گئی ہے اور آپ لوگوں نے اسے بالکل سچ سمجھ لیا ہے، اس لیے اب اگر میں کہوں کہ میں بَری ہوں...... اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بَری ہوں...... تو آپ لوگ میری بات سچ نہ سمجھیں گے، اور اگر میں کسی بات کا اعتراف کرلوں ...... حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بَری ہوں ...... تو آپ لوگ صحیح مان لیں گے۔ ایسی صورت میں واللہ! میرے لیے اور آپ لوگوں کے لیے وہی مثل ہے جسے سیّدنا یوسف علیہ السلام کے والد نے کہا تھا کہ:

﴿ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝ ﴾

(یوسف : ۱۸)

''صبر ہی بہتر ہے۔ اور تم لوگ جو کچھ کہتے ہو اس پر اللہ کی مدد مطلوب ہے۔''

اس کے بعد سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دوسری طرف جا کر لیٹ گئیں، اور اسی وقت رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوگیا۔ پھر جب آپ ﷺ سے نزولِ وحی کی شدت و کیفیت ختم ہوئی تو آپ مسکرا رہے تھے، اور آپ ﷺ نے پہلی بات جو فرمائی وہ یہ تھی کہ اے عائشہ! اللہ نے تمہیں بَری کر دیا۔ اپنے دامن کی براءت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت پر اعتماد و ثوق کے سبب قدرے ناز کے انداز میں کہا: ''واللہ! میں تو ان کی طرف نہ اٹھوں گی اور صرف اللہ کی حمد کروں گی۔''

اس موقع پر واقعۂ افک سے متعلق جو آیات اللہ نے نازل فرمائیں وہ سورۂ نور کی دس

آیات ہیں جو: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ﴾ سے شروع ہوتی ہیں۔

اس کے بعد تہمت تراشی کے جرم میں مِسطح بن اثاثہ، حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم کو اسی اسی کوڑے مارے گئے۔ البتہ خبیث عبداللہ بن ابی کی پیٹھ اس سزا سے بچ گئی۔ حالانکہ تہمت تراشوں میں وہی سرفہرست تھا، اور اسی نے اس معاملے میں سب سے اہم کردار ادا کیا تھا۔ اسے سزا نہ دینے کی وجہ یا تو یہ تھی کہ جن لوگوں پر حدود قائم کردی جاتی ہیں وہ ان کے لیے آخرت کے عذاب کی تخفیف اور گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔ اور عبداللہ بن ابی کو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں عذابِ عظیم دینے کا اعلان فرما دیا تھا۔ یا پھر وہی مصلحت کارفرما تھی جس کی وجہ سے اس کی اسلام دشمنی کے باوجود اسے قتل نہیں کیا گیا۔

اس طرح ایک مہینے کے بعد مدینے کی فضا شک وشبہے اور قلق واضطراب کے بادلوں سے صاف ہوگئی اور عبداللہ بن ابی اس طرح رسوا ہوا کہ دوبارہ سر نہ اٹھا سکا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب وہ کوئی گڑبڑ کرتا تو خود اس کی قوم کے لوگ اسے عتاب کرتے، اس کی گرفت کرتے اور سخت سست کہتے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اے عمر! کیا خیال ہے؟ دیکھو! واللہ اگر تم نے اس شخص کو اس دن قتل کر دیا ہوتا جس دن تم نے مجھ سے اسے قتل کرنے کی بات کہی تھی تو اس کے بہت سے ہمدرد اٹھ کھڑے ہوتے، لیکن اگر آج انہی ہمدردوں کو اس کے قتل کا حکم دیا جائے تو وہ اسے قتل کر دیں گے۔'' سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: '' واللہ! میری سمجھ میں خوب آ گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ میرے معاملے سے زیادہ بابرکت ہے۔'' [1]

☆ ...... جناب عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبید بن عمیر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جناب عبید بن عمیر نے درخواست کی کہ رسول

---

[1] صحيح بخارى، كتاب المغازى، باب حديث الإفك، رقم: ٤١٤١. صحيح مسلم، كتاب التوبة، بـاب في حديث الإفك وقبول توبة القاذف، رقم: ٧٠٢٠، زاد المعاد: ٣/ ٢٣٢، ٢٤٠، سيرت ابن هشام: ٢/ ٢٢٠ـ٢٢٣.

اکرم ﷺ کے حوالے سے ہمیں کوئی ایسا واقعہ بتائیں جو آپ کو سب سے زیادہ بھلا لگا ہو۔ یہ سن کر سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور فرمایا:

''ایک رات رسول اللہ ﷺ تہجد کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے عائشہ! آج مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے دو۔'' میں نے کہا: ''اللہ کی قسم! مجھے آپ ﷺ کا قرب پسند ہے اور جو چیز آپ ﷺ کو خوش کرے وہ بھی پسند ہے۔'' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور وضو فرمایا، پھر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ مسلسل روتے رہے، حتی کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی، پھر آپ ﷺ روتے رہے، یہاں تک کہ قمیص کا اگلا حصہ تر ہو گیا، اور پھر روتے رہے حتی کہ زمین بھی نم دار ہو گئی۔ اس دوران سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو نماز کا کہنے آ گئے۔ دیکھا کہ آپ ﷺ رو رہے ہیں۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ رو رہے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپ ﷺ کی اگلی پچھلی سب لغزشیں معاف کر دی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا؟ لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَیَّ اللَّیْلَةَ آیَاتٌ، وَیْلٌ لِمَنْ قَرَءَهَا وَلَمْ یَتَفَکَّرْ فِیْهَا.))

''کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ آج رات مجھ پر کچھ آیات نازل ہوئی ہیں۔ اُس آدمی کی تباہی و بربادی ہے جو ان کو پڑھے اور ان میں غور نہ کرے۔''

اور وہ یہ آیات ہیں:

﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ ﴾ (آل عمران : ۱۹۰)

''زمین و آسمان کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں

ہوش مند لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔'' [1]

☆...... نبی دو جہاں، سرکارِ مدینہ ﷺ کے محبّ صادق امیر المؤمنین سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس دنیا سے کوچ فرما رہے ہیں اس وقت ان کی سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ دفن کے لیے انہیں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے پڑوس میں جگہ میسر آ جائے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ روایت کیا ہے۔ اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

''عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛ اے عبداللہ بن عمر! ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر کہو: عمر آپ کو سلام کہتا ہے۔ میرے لیے امیر المؤمنین کا لقب استعمال نہ کرنا، کیوں کہ اب میں مومنوں کا امیر نہیں رہا۔ اور ان سے کہنا؛ عمر بن الخطاب آپ سے اپنے دونوں ساتھیوں کے پڑوس میں دفنائے جانے کی اجازت طلب کرتا ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کہا اور اجازت طلب کی، پھر ان کے ہاں داخل ہوئے تو وہ بیٹھی رو رہی تھیں۔ عرض کیا؛ ''سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آپ کو سلام کہتے ہیں اور اپنے دونوں ساتھیوں کے پڑوس میں دفنائے جانے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔''

انہوں نے جواب میں فرمایا: ''میں نے یہ جگہ اپنے لیے رکھی تھی۔ لیکن آج انہیں اپنے پر ترجیح دیتی ہوں۔''

جب وہ واپس پلٹے تو کسی نے کہا: ''یہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما واپس پلٹ آئے ہیں۔''

انہوں (عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ''مجھے اٹھاؤ۔''

ایک آدمی نے اپنی طرف سہارا دے کر انہیں اٹھایا تو دریافت کیا: ''کیا خبر لائے

---

[1] ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔ صحیح ابن حبان: ۲/۳۸٦، ۳۸۷، رقم: ٦۲۰.

ہو؟'' (ابن عمر رضی اللہ عنہما نے) عرض کیا: خبر وہی ہے جو امیر المؤمنین کو پسند ہے۔
انہوں نے اجازت دے دی ہے۔ فرمانے لگے: ''الحمد للہ! میری نگاہ میں اس
سے اہم کوئی بات نہ تھی۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اٹھا کر وہاں لے جا کر
سلام عرض کرنا اور کہنا: ''عمر بن الخطاب اجازت مانگتا ہے۔''
اگر انہوں (عائشہ رضی اللہ عنہا) نے اجازت دی تو مجھے وہاں داخل کر دینا، اور اگر انہوں
نے اجازت نہ دی تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں لے جانا۔''[1]

اللہ اکبر! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّ صادق سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں زندگی کے آخری لمحات میں سب سے اہم بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں قبر کا حصول ہے۔ اور اللہ رحیم و رحمٰن نے اپنے اس سچے مومن بندے کی آرزو کو پورا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۴) سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے آنسو

واقدی نے سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے، وہ فرماتی ہیں: اس اثناء میں کہ ہم رو رہے تھے اور ابھی سوئے نہیں تھے، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھروں میں چارپائی پر دیکھ کر تسلی حاصل کر رہے تھے، کہ اچانک ہم نے بوقت سحری کدالوں کی آواز سنی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہم نے (کدالوں کی آواز سن کر) زور زور سے رونا شروع کر دیا، اور اہل مسجد نے بھی رونا شروع کر دیتے ہیں، بلکہ پورا مدینہ درد بھری آوازوں سے لرز گیا، اور پھر بلال رضی اللہ عنہ نے نمازِ فجر کے لیے اذان دینا شروع کر دی، جب اذان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو وہ رونے لگے اور سسکیاں بھرنے لگے، جس سے

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء في قبر النبي صلی اللہ علیہ وسلم وأبی بکر و عمر رضی اللہ عنہما، رقم: ۱۳۹۲.

ہمارے غم میں اور اضافہ ہوگیا۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف جانا ہی اس مسئلے کا حل سمجھا، لیکن وہ ان پر بند کردی گئی، پس اس کے بعد ہمیں جو بھی مصیبت پڑی تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات والی پریشانی کو یاد کیا تو وہ ہمارے لیے آسان ہوگئی۔ [1]

بقول کسے

مصیبتیں اتنی پڑیں کہ آساں ہوگئیں

❀❀❀❀

---

[1] البداية والنهاية ٥/ ٢٧١.

باب نمبر:۸

سلف صالحین کے آنسو

سلفی منہج کی رُو سے ذہن انسانی پر دستک دینے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات قلم بند کردیے گئے، اوراب سلف صالحین کے رقت آمیز حالات اوران کے آبدیدہ ہونے کوسپردِ قلم وقرطاس کیا جارہاہے، اوراس سے مقصود یہ ہے کہ ہمیں اس سلسلہ میں بہترین قدوہ ونمونہ حاصل ہوجائے۔

۱۔سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے آنسو:

☆......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''امام،حافظ،مقری،مفسرقرآن اورکبارعلما میں سے تھے۔''

☆......قاسم اُعرج فرماتے ہیں:''سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ راتوں کوزیادہ تر رویا کرتے تھےحتی کہ نابینا ہوگئے۔'' ❶

۲۔محمد بن المنکدر رحمہ اللہ کے آنسو:

☆......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''امام،حافظ،راہنمااورشیخ الاسلام تھے۔''

☆......اُبوحاتم البستی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ابن المنکدر رقراء کے سردار تھے،پس جب وہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کرتے تو پھررونے پرقابونہیں پاسکتے تھے۔'' ❷

---

❶ سیر أعلام النبلاء: (٤/٣٣٣)، كتاب الزهد (ص: ٤١٩) الحلية: (٤/٢٧٢)

❷ سير اعلام النبلاء: (٥/٣٥٤)

☆......اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''محمد بن المنکدر رحمہ اللہ سے جب کوئی شخص حدیث کے متعلق سوال کرتا تو وہ (محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم) میں رونا شروع کر دیتے تھے۔''[1]

☆......اور سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ابن المنکدر رحمہ اللہ جب روتے تو اپنے آنسو اپنے چہرے اور داڑھی پر مل لیا کرتے تھے اور فرماتے: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جہنم کی آگ ایسی جگہ کو نہیں چھو سکے گی جہاں پر آنسوؤں نے چھوا ہو گا۔''[2]

۳۔ سیار بن وردان رحمہ اللہ کے آنسو:

☆......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وہ امام، حجت، نمونہ سلف اور اہل اللہ تھے۔''

ھیثم فرماتے ہیں کہ ہم سیار بن وردان کے پاس گئے اور وہ رو رہے تھے، چنانچہ ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کس چیز نے رلایا ہے؟ فرمانے لگے: مجھے مجھ سے پہلے کے عبادت گزاروں نے رلایا ہے۔[3]

۴۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے آنسو:

☆......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''امام، شیخ الاسلام، نابغہ عصر، امیر الأتقیاء، حافظ اور غازی اسلام تھے۔''

☆......نعیم بن حماد فرماتے ہیں کہ ابن المبارک رحمہ اللہ جب ''کتاب الرقاق'' دل کو نرم کرنے والی باتیں'' پڑھتے تو رو رو کر ایسے نڈھال ہو جاتے جیسا کہ کوئی بیل ذبح کر دیا گیا ہو، اور

---

[1] الإحياء، (٤/ ١٦٠).

[2] سير أعلام النبلاء: ٥/ ٣٥٤.

[3] سير أعلام النبلاء، ٥/ ٣٩٢.

ہم میں سے کوئی بھی ان سے ایک مرتبہ سے زیادہ پوچھنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ [1]

۵۔أحمد بن أبی الحواری رحمۃ اللہ علیہ کے آنسو:

☆......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وہ امام، حافظ، قدوۃ، اہل شام کے عظیم محدث اور زاہد تھے۔''

☆......أحمد بن أبی الحواری کے بیٹے عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رات اپنے والد کو روتے ہوئے دیکھتے، اور وہ اتنا زیادہ روتے ہم خیال کرتے شاید کہ وہ ابھی ابھی فوت ہو جائیں گے۔ [2]

۶۔فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے آنسو:

☆......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہ امام، پیشوا، عبادت گزار اور شیخ الاسلام تھے۔''

☆......سہل بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: آپ فضیل کو نہیں دیکھتے کہ اس کے آنسو رکتے ہی نہیں؟ چنانچہ انہوں نے فرمایا: ((إِذَا قَرِحَ الْقَلْبُ نَدِيَتِ الْعَيْنَانِ .)) ''جب دل زخمی ہو جاتا ہے تو آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔'' [3]

☆......اور محمد بن ناجیہ فرماتے ہیں کہ میں نے فضیل کے پیچھے نماز پڑھی، سورۃ '' الحاقة '' کی تلاوت کرتے ہوئے جب وہ ﴿ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ﴾ ''اسے پکڑلو پھر اس کی گردن میں طوق ڈال دو۔'' پر پہنچے تو رو رو کر نڈھال ہو گئے، اور ان کے بیٹے پر غشی طاری ہو گئی اور وہ مجھ پر گر پڑا۔ [4]

۷۔سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے آنسو:

☆......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وہ شیخ الاسلام، امام الحفاظ فی زمانہ، سید العلماء العالمین اور مجتہد تھے۔''

---

[1] السیر: ۸/۳۹٤، تاریخ بغداد: (۱۰/۱٦۷).
[2] السیر: ۱۲/۸۷
[3] السیر: ۸/٤۳۹.
[4] السیر(۸/٤٤)

☆ ......ابن مہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حدیث کی قرأت کرتے ہوئے بہت زیادہ رویا کرتے تھے، اس وجہ سے میں ان کی قرأت نہیں سمجھ سکتا تھا (کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟) ❶

☆ ......سیدنا عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: سیدنا سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے رات میرے پاس گزاری، جب زیادہ پریشان ہوئے تو رونے لگے: ایک آدمی نے ان سے پوچھا: ''اے ابو عبداللہ! کیا کثرت گناہ کی وجہ سے رو رہے ہو؟'' سیدنا سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے زمین سے ایک تنکا اُٹھایا اور فرمانے لگے: ''واللہ! گناہوں کا معاملہ میرے نزدیک اس تنکے سے بھی زیادہ ہلکا ہے، مجھے تو سوءِ خاتمہ کا ڈر ہے یعنی کہیں موت سے پہلے میرا ایمان نہ چھن جائے۔ ❷

۸۔عمر بن ذر رحمہ اللہ کے آنسو:

☆ ......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وہ امام اور بڑے عبادت گزار تھے۔''

☆ ......زکریا بن أبی زائدہ فرماتے ہیں کہ عمر بن ذر رحمہ اللہ جب لوگوں کو وعظ کیا کرتے، خود روتے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرماتے: تم اپنے آنسو بھی مجھے ادھار دے دو کہ میں رولوں۔ ❸

۹۔محمد بن المسیب رحمہ اللہ کے آنسو:

☆ ......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حافظ الوقت، شیخ الاسلام اور بڑے عبادت گزار تھے۔''

☆ ......أبو الحسین بن یعقوب الحافظ فرماتے ہیں کہ ''محمد بن المسیب رحمہ اللہ ہم پر حدیث کی قرأت کیا کرتے تھے، اور جب وہ لفظ '' قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ '' کہتے تو رونا شروع کر دیتے،

---

❶ السیر: ۲۷۷/۷.

❷ صفة الصفوة: ۱۵۰/۳. ❸ سیر أعلام النبلاء: ۳۸۹/۶.

حتی کہ ان کی حالت پر ہمیں رحم آتا۔''

ایک وقت آیا کہ تلاوتِ حدیث اور رات کی آخری گھڑیوں میں اپنے اللہ کے حضور رَورَو کر ان کی بینائی ختم ہوگئی۔ ❶

۱۰۔ أبوالحسین محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے آنسو:

☆......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ:

''امام الوقت، عالم زماں، محدث دوراں، اور عراق کے عظیم محدث تھے۔''

☆......الزاہد یوسف الھمدانی فرماتے ہیں: أبوالحسین محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ ہم پر تلاوت کیا کرتے، اور بڑے عبادت گزار تھے، ایک دفعہ انہوں نے ہم پر '' حدیث المَلَکَیْنِ ''(دو فرشتوں والی حدیث) تلاوت کی تو بہت زیادہ روئے حتی کہ حاضرین کو بھی رلا دیا۔ ❷

نوٹ:...... یہ حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو میت کو خوب ڈانٹتے ہیں، اسے بٹھا دیتے ہیں اور سوال کرتے ہیں: ''تیرا رب کون ہے؟'' مومن میت کہتی ہے: ''میرا رب اللہ ہے۔'' فرشتے سوال کرتے ہیں: ''تیرا دین کیا ہے؟'' میت کہتی ہے: ''میرا دین اسلام ہے۔'' پھر وہ سوال کرتے ہیں: ''وہ شخص جو تمہارے درمیان مبعوث ہوا، کون تھا؟'' میت کہتی ہے: ''وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔'' فرشتے سوال کرتے ہیں: ''تمھیں یہ ساری باتیں کیسے معلوم ہوئیں؟'' میت کہتی ہے: ''میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان رکھا اور اس کی تصدیق کی۔''

یہی مطلب ہے اس فرمانِ باری تعالیٰ کا کہ:

﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ﴾ (ابراھیم: ۲۷)

---

❶ سیر أعلام النبلاء: ۱۴/ ۴۲۳۔ ۴۲۴.

❷ السیر: ۱۸/ ۲۴۳.

''اللہ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں حق بات یعنی کلمۂ طیبہ پر ثابت قدم رکھتا ہے۔''

آسمان سے پکارنے والا کہتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لیے جنت کا بستر بچھا دو، جنتی لباس پہنا دو، جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو، جہاں سے جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہے، اس کی قبر تا حد نگاہ فراخ کر دی جاتی ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے کافر اور فاسق بندے کی حالت بیان فرمائی:

''گنہگار (میت) اپنے ساتھیوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے، جب اس کے ساتھی واپس پلٹتے ہیں، پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اس کی میت کو خوب ڈانٹتے ہیں، اسے بٹھا دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں: ''تیرا رب کون ہے؟'' گنہگار میت کہتی ہے: ''ہائے افسوس......! میں نہیں جانتی۔'' فرشتے سوال کرتے ہیں: ''تیرا دین کیا ہے؟'' میت کہتی ہے: ''ہائے افسوس! مجھے معلوم نہیں۔'' پھر وہ سوال کرتے ہیں: ''وہ شخص جو تمہارے درمیان مبعوث کیا گیا وہ کون تھا؟'' میت کہتی ہے: ''میں نہیں جانتی۔'' بہرحال میں نے لوگوں کو ان کے متعلق کچھ کہتے ہوئے سنا تھا۔'' اسے کہا جائے گا ''تو نے نہ تو خود عقل سے کام لیا نہ (قرآن وسنت) پڑھی۔'' آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے: ''اس نے جھوٹ کہا ہے، اس کے لیے آگ کا بستر بچھا دو اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔'' چنانچہ جہنم کی گرم اور زہریلی ہوا اسے آنے لگتی ہے، اس کی قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے حتی کہ اس کی ایک طرف پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں پیوست ہو جاتی ہیں۔'' [1]

---

[1] احمد شاکر فرماتے ہیں: اسناده صحيح۔ مسند أحمد: ٤/ ٢٨٧۔٢٨٨، سنن أبو داؤد، كتاب السنة/ رقم: ٤٠٥٣، مصنف ابن أبي شيبه: ٣/ ٣٨٠، مستدرك حاكم: ١/ ٣٧.

۱۱۔عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے آنسو:

☆......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''امام، الحافظ، علامہ، مجتہد، پرہیز گار اور امیر المؤمنین تھے۔''

☆......سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک رات نماز پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے ﴿إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ۝ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ۝﴾ [غافر: ۷۱، ۷۲]

''جب طوق اور زنجیریں ان کی گردنوں میں ہوں گی جن سے پکڑ کر وہ کھولتے پانی کی طرف گھسیٹے جائیں گے، اور پھر جہنم کی آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔''

تو بار بار اسی آیت کو پڑھتے رہے حتی کہ صبح ہوگئی۔ [1]

☆......سیدہ فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان رحمۃ اللہ علیہ جو کہ سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی تھیں، فرماتی ہیں: لوگوں میں عمر رحمۃ اللہ علیہ سے نماز، روزہ زیادہ کرنے والے تو بہت تھے لیکن اپنے رب کے ڈر سے رونے والا میں نے سیدنا عمر رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا، جب نمازِ عشاء سے فارغ ہو جاتے تو (اللہ کے حضور) ہاتھ بلند کر لیتے اور مسلسل روتے رہتے حتی کہ نیند غالب آجاتی، جگایا جاتا تو پھر اپنے ہاتھ بلند کر کے رونا شروع کر دیتے حتیٰ کہ آنکھوں میں نیند غالب آجاتی۔ [2]

☆......سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلافت سے قبل شہزادوں کی سی زندگی بسر کرتے تھے، خلافت کی ذمہ داری آن پڑی تو سارا دن سلطنت کی ذمہ داریاں پوری فرماتے اور رات کو بیٹھ کر گریہ زاری کرتے۔ بیوی نے پوچھا تو فرمایا: میری سلطنت کے اندر جتنے بھی غریب، مسکین، یتیم، مسافر، گمشدہ، مظلوم اور قیدی موجود ہیں ان سب کی ذمہ داری مجھ پر ہے، اللہ تعالیٰ

---

[1] حلية الأولياء (۵۱/۱) احياء العلوم (۳۵۵/۱).

[2] تذكرة الحفاظ: ۹۱/۱، السير (۱۳۷/۵).

قیامت کے روز ان سب کے بارے میں مجھ سے پوچھے گا، رسول اللہ ﷺ ان سب کے متعلق مجھ پر دعویٰ کریں گے۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہی نہ کر سکا تو میرا انجام کیا ہوگا؟ جب ان باتوں کو سوچتا ہوں تو میری طاقت گم ہو جاتی ہے، دل بیٹھ جاتا ہے اور آنکھوں سے بے دریغ آنسو بہنے لگتے ہیں۔

☆......ایک دفعہ اپنی بیوی سے پوچھا: ''کیا گھر میں ایک درہم ہے انگور کھانے کو جی چاہ رہا ہے؟ بیوی صاحبہ نے کہا: ''خلیفۃ المسلمین ہو کر کیا آپ میں ایک درہم خرچ کرنے کی استطاعت نہیں؟ فرمایا: ''ہاں! جہنم کی ہتھکڑیاں پہننے سے یہ تنگی میرے لیے زیادہ آسان ہے۔''

☆......سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رات بھر جاگ کر آخرت کی جواب دہی پر غور کرتے اور پھر اچانک بے ہوش ہو کر گر پڑتے۔ آپ کی بیوی بڑی تسلی دیتی لیکن آپ کے دل کو قرار نہ آتا اپنے جانشین کو وفات سے پہلے یہ وصیت فرمائی ''اب میں آخرت کی طرف جا رہا ہوں وہاں اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا، اور حساب لے گا میں اس سے کچھ چھپا نہیں سکوں گا اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو گیا، تو کامیاب رہوں گا اگر راضی نہ ہوا تو میرے انجام پر افسوس، تمہیں میرے بعد تقویٰ اختیار کرنا چاہیے اور یاد رکھو تم میرے بعد زیادہ دیر زندہ نہ رہو گے۔ ایسا نہ ہو کہ غفلت میں پڑ جاؤ اور وقت ضائع کر دو۔'' [1]

اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ سے نکلے تو مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے اور رونا شروع کر دیا، پھر اپنے ساتھ مزاحم سے کہا: کیا آپ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ شاید مدینہ نے ہمیں برداشت نہ کیا ہو۔'' [2]

۱۲۔ مروان بن رباب رحمہ اللہ کے آنسو:

☆......جناب مروان بن رباب الاسدی رحمۃ اللہ علیہ رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے اور کبھی کبھی یہی آیت صبح تک دہراتے رہتے اور روتے رہتے۔

---

[1] السیر (۵/ ۱۲۰ـ۱۴۴). [2] مؤطا مالك : ۲/ ۸۸۹.

﴿فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

(الانعام: ۲۷)

''اس وقت وہ کہیں گے: کاش کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دنیا میں پھر واپس بھیجے جائیں، اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔'' ❶

۱۳۔ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کے آنسو:

☆ ......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''امام، نمونہ سلف، عبادت گزار، کبار تابعین سے تھے، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک بھی پایا ہے۔''

☆ ......سیّدنا ابووائل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ باہر نکلے ہمارے ساتھ ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ سیدنا عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ دریائے فرات کے کنارے ایک تنور کے پاس سے گزرے جب اس کے اندر دھکتی اور بھڑکتی ہوئی آگ دیکھی تو یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا﴾

(فرقان: ۱۲)

''جب جہنم کافروں کو دور سے دیکھے گی تو کافر جہنم کا چیخنا چنگھاڑنا سن لیں گے۔''

یہ سن کر ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گر پڑے، لوگ انہیں چارپائی پر ڈال کر گھر لائے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس (صبح سے لے کر) ظہر تک بیٹھ کر ہوش میں لانے کی کوشش کرتے رہے، لیکن سیدنا ربیع رحمۃ اللہ علیہ کو ہوش نہ آیا۔'' ❷

۱۴۔ ابومیسرۃ عمرو بن شرحبیل رحمہ اللہ کے آنسو:

☆ ......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

❶ الصلاة والتهجد للأشبيلي، (ص: ۲۷۷). ❷ ابن كثير صفحه نمبر: ۶۵۰.

''عبادت گزار اور اولیاء اللہ سے تھے۔''

((كَانَ اَبُوْ مَيْسَرَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِذَا اَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ يٰلَيْتَ اُمِّىْ لَمْ تَلِدْنِىْ ثُمَّ يَبْكِىْ فَقِيْلَ: مَايُبْكِيْكَ يَا أَبَا مَيْسَرَةِ؟ فَقَالَ: أُخْبِرْنَا أَنَّا وَارِدُوْهَاوَلَم تجرأنا صَادِرُوْنَ عَنْهَا .))[1]

''سیدنا ابومیسرہ رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے بستر پر جاتے تو کہتے: ''اے کاش! میری ماں مجھے نہ جنتی'' اور رونے لگتے، ان سے کہا گیا: ''اے ابومیسرہ! کیوں روتے ہو؟'' سیدنا ابومیسرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ''ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ ہم نے جہنم کے اوپر سے گزرنا ہے لیکن یہ علم نہیں کہ نجات ہوگی یا نہیں؟''

۱۵۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ کے آنسو:

☆......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ثقات تابعین سے ہیں، اور کاتبین قرآن سے ہیں۔''

((قَالَ مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ عَجَبًا لِّمَنْ يَعْلَمُ اَنَّ الْمَوْتَ مَصِيْرُهُ وَالْقَبْرَ مَوْرِدُهُ كَيْفَ تَقِرُّ بِالدُّنْيَا عَيْنُهُ وَكَيْفَ يَطِيْبُ فِيْهَا عَيْشُهُ؟ قَالَ ثُمَّ يَبْكِىْ مَالِكٌ حَتّٰى يَسْقُطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ .))

''سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس شخص پر تعجب ہے جو جانتا ہے کہ موت اس کا انجام ہے، اور قبر اس کا ٹھکانہ ہے (اس کے باوجود اسے اس دنیا میں قرار حاصل ہے اور وہ سکون کی زندگی بسر کر رہا ہے) راوی کہتا ہے کہ سیدنا مالک بن دینار نے یہ کہا اور زار و قطار رونے لگے حتی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔''[2]

۱۶۔ عطاء السلمی رحمہ اللہ کے آنسو:

☆......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

[1] ابن كثير: ۱۷۹/۳.
[2] صفه الصفوه: ۲۸۸/۳.

''عبادت گزار اور صغار بصری تابعین سے تھے۔''

((دَخَلَ الْعَلَاءُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَلَى عَطَاءٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَقَدْ غُشِيَ عَلَيْهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ أُمَّ جعْفرٍ مَا شَانُ عَطَاءٍ؟ فَقَالَتْ سَجَّرَتْ جَارَتُنَا التَّنُّوْرَ فَنظَرَ اِلَيْهِ وَخَرَّ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ .))

''سیدنا علاء بن محمد رحمۃ اللہ علیہ عطا سلیمی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر آئے تو انہیں بے ہوشی کی حالت میں پایا، ان کی بیوی ام جعفر سے پوچھا: عطاء سلیمی کو کیا ہوا ہے؟ بیوی نے کہا: ہمارے ہمسائے نے تنور دہکایا، عطا سلیمی اسے دیکھ کر بے ہوش ہوکر گر پڑے۔'' [1]

فائدہ: ......یعنی انھیں جہنم کی آگ یاد آ گئی، تب بے ہوش ہوکر گر پڑے ہیں۔

۱۷۔ یزید بن ہارون رحمہ اللہ کے آنسو:

☆ ......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''امام، پیشوا، حافظ الوقت اور شیخ الاسلام تھے۔''

((قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ رَاَيْتُ يَزِيْدَ بْنَ هَارُوْنَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَهُوَ اَحْسَنُ النَّاسِ عَيْنَيْنِ ، ثُمَّ رَاَيْتُهُ بعَيْنٍ وَاحِدَةٍ ، ثُمَّ رَاَيْتُهُ وَقَدْ ذَهبَتْ عَيْنَاهُ فَقُلْتُ يَا اَبَا خَالِدٍ مَا فَعلَتِ الْعَيْنَانِ الْجَمِيْلَتَانِ؟ قَالَ ذَهَبَ بِهِمَا بُكَاءُ الْاَسْحَارِ .)) [2]

''حسن بن عرفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ لوگوں میں سے ان کی آنکھیں سب سے زیادہ خوبصورت تھی، ایک زمانہ کے بعد دیکھا تو ان کی ایک ہی آنکھ تھی (ایک ختم ہو چکی تھی) پھر کچھ زمانے کے بعد دیکھا تو دونوں آنکھیں ختم ہو چکی تھیں، میں نے پوچھا: اے ابو خالد! تمہاری خوبصورت آنکھوں کو

[1] صفة الصفوه: ۳/ ۳۲۶.

[2] صفة الصفوة (۳/ ۱۸)، تذكرة الحفاظ (۳/ ۷۹۰)

کیا ہوا؟ کہنے لگے: آہ سحر گاہی میں چلی گئیں۔"

۱۸۔محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ کے آنسو:

"امام، پیشوا، زاہد، عابد، کریم اور انتہائی ذکی انسان تھے۔" [مواهب الوفي]

☆ عمر بن نباتہ رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ شافعی رحمہ اللہ نے ایک روز تلاوت کی:

﴿هَٰذَا يَوْمُ لَا يَنطِقُونَ ○ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ○﴾

(المرسلات: ۳۵۔۳۶)

"یہ وہ دن ہوگا جب وہ لوگ بات نہ کرسکیں گے، اور نہ انھیں اجازت دی جائے گی تاکہ کوئی عذر پیش کرسکیں۔"

تو ان کا رنگ فق ہوگیا، اور رونے لگے حتی کہ ان پر غشی طاری ہوگئی۔" [1]

۱۹۔ثابت البنانی رحمہ اللہ کے آنسو:

علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

"امام، پیشوا، تابعی، ثقہ، عابد اور زاہد تھے۔"

☆ "حماد بن زید فرماتے ہیں کہ میں نے ثابت رحمہ اللہ کو گریہ کرتے ہوئے دیکھا حتی کہ ان کی پسلیاں ادھر سے اُدھر ہوجاتیں۔"

☆ "ثابت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم جنازوں میں شریک ہوا کرتے تھے، ہم چادر اوڑھ کر رویا کرتے تھے۔"

یاد رہے کہ یہ ان کا گریہ کرنا خوفِ الٰہی کی وجہ سے ہوتا تھا۔ [2]

۲۰۔وہیب بن الورد رحمہ اللہ کے آنسو:

"وہیب، عبداللہ بن المبارک، فضیل بن عیاض اور عبدالرزاق وغیرھم کے اُستاد اور

---

[1] مواهب الوفي، ص: ٦٦ بتحقيق حافظ حامد محمود الخضرى، ومنير أحمد الوقار.

[2] سير أعلام النبلاء.

بڑے عابد اور زاہد آدمی تھے۔''

☆ ابن اَبی حاتم نے وہیب بن الورد رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ قرآن کریم کی یہ آیت پڑھتے جاتے تھے:

﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۝ ﴾ (البقرۃ : ۱۲۷)

''اے ہمارے رب! ہماری طرف سے اس عمل کو قبول کر، تو بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

اور روتے جاتے تھے، اور کہتے تھے کہ خلیل الرحمٰن! آپ اللہ کا گھر بنا رہے تھے اور ڈر رہے تھے کہ کہیں آپ کا عمل قبول نہ کیا جائے۔

معلوم ہوا کہ مومن مخلص عمل کرتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں اس کا عمل اس کے منہ پر نہ مار دیا جائے۔ [1]

❀❀❀❀

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم، تحت آیت ﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ...... ﴾

باب:۹

صالحات کے آنسو

(۱) معاذہ بنت عبداللہ رحمہا اللہ کے آنسو:

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عابدہ، عالمہ اور ثقہ تھیں۔''

☆ ''معاذہ رحمہا اللہ کا یہ معمول تھا کہ جب دن آ جاتا تو وہ کہتیں: آج کے دن میں مرجاؤں گی، پھر وہ شام تک نہ سوتیں، اور جب رات آ جاتی تو کہتیں: آج رات میں فوت ہو جاؤں گی، پس وہ تھوڑا سا سوتیں اور صبح ہونے تک نماز پڑھتی رہتیں، اور گریہ کرتی رہتیں، اور فرماتی کہ آنکھ کے لیے تعجب ہے جو سوئی رہتی ہے حالانکہ اسے معلوم ہے قبر کی تاریکی میں دیر تک سوئے رہنا ہے۔'' [1]

(۲) منیفہ بنت أبی طارق رحمہ اللہ کے آنسو:

ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عبادت گزار، صالحہ اور لمبا قیام کرنے والی تھیں۔''

☆ عامر بن ملیک رحمہ اللہ کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ ''میں ایک رات منیفہ بنت أبی طارق کے ہاں رہی (میں نے دیکھا کہ) اس نے ایک آیت کریمہ بار بار پڑھتے ہوئے اور گریہ کرتے ہوئے ساری رات گزار دی۔ (وہ آیت یہ ہے)

﴿ وَ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ

---

[1] سير أعلام النبلاء: ٤ / ٥٠٨.

وَ مَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾

(آل عمران : ۱۰۱)

''اور تم کفر کو کیسے قبول کرلو گے؟ جبکہ اللہ کی آیتیں تمہارے سامنے پڑھی جاتی ہیں، اور اللہ کے رسول تمہارے درمیان موجود ہیں، اور جو شخص اللہ سے اپنا رشتہ استوار کرلیتا ہے، وہ سیدھی راہ پر آ جاتا ہے۔'' ❶

(۳) عجردہ بصریہ رحمہا اللہ کے آنسو:

ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عبادت گزار اور اپنے رب کی انتہا درجے کی فرمانبردار تھی۔''

☆ ان کے متعلق آتا ہے کہ رات مصلی پر کھڑی ہو جاتی، بہت روتی اور رب تعالیٰ سے مغفرت کی دعائیں کرتی۔ (ان دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی کرتی تھی)

''اے اللہ! عبادت گزار لوگوں کو صرف تہجد پر اعتماد اور یقین ہے، وہ تیری رحمت اور فضل و کرم کی طرف جلدی کرتے ہیں۔ لہٰذا اے اللہ! میں صرف تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ مجھے ان لوگوں میں سے کردے جو تیری طرف سبقت لے جانے والے ہیں، مجھے مقرب لوگوں کے درجات تک پہنچادے، اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ ملادے، تو سب سے زیادہ سخی، رحم کرنے والا اور بڑا ہے۔''

☆ ایک دن اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اسے کہا: ''تو رات کچھ زیادہ سو جایا کر (یہ تیرے لیے بہتر ہے) تو وہ یہ کہتے ہوئے رو پڑی: ''موت کی یاد مجھے سونے نہیں دیتی۔'' ❷

❀❀❀❀

---

❶ صفة الصفوة: ٤/ ٧٣۔٧٤.
❷ صفة الصفوة: ٤/ ٣١.

باب نمبر:۱۰

اہل جہنم کا آنسو بہانا

آخر میں ہم یہ بات بطور عبرت کے ذکر کر رہے ہیں تا کہ ہر شخص ضرور بہ ضرور اس دنیا میں آنسو بہا لے اور جنت میں چلا جائے، وگرنہ ساری زندگی عیش وعشرت میں گزار کر اگر جہنم میں چلا گیا تو پھر وہاں اس کا آنسو بہانا اس کے کچھ کام نہیں آئے گا، لہٰذا اس فانی دنیا میں شیطان کی عبادت سے اجتناب کرنا چاہیے اور ایک اللہ کی عبادت کرنی چاہیے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا قَـرَءَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اِعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُوْلُ: يَـاوَيْـلِـي اُمِـرَ ابْـنُ آدَمَ بِـالسُّـجُـوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ)) [1]

"جب کوئی آدمی سجدہ والی آیت پڑھ کر سجدہ کر لے تو شیطان روتے ہوئے دور ہٹ جاتا ہے اور کہتا ہے: میرا ستیاناس! آدمی کو سجدے کا حکم ملا تو اس نے سجدہ کرلیا۔ اس کے لیے جنت ہے، اور مجھے بھی سجدے کا حکم ملا تھا لیکن میں نے انکار کر دیا، میرے لیے جہنم ہے۔"

اگر کوئی شیطان کا کہنا مانتا ہے، اس کی اتباع کرتے ہوئے احکاماتِ الٰہیہ اور فرامین محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پس پشت ڈالتا ہے تو اسے یاد رہنا چاہیے جب اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ فرمائے گا، جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں بھیج دیئے جائیں گے، تو شیطان جہنمیوں سے کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کی زبانی تم سے سچا وعدہ کیا تھا کہ اگر تم اس کی اتباع کرو گے تو اللہ کے عذاب سے

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان اطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، رقم الحديث: ٢٤٤.

نجات پاؤ گے، ورنہ جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے، چنانچہ آج اس نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا، اور میں نے تم سے جھوٹ کہا تھا کہ موت کے بعد زندہ اُٹھائے جانے اور جزاوسزا کا عقیدہ غلط ہے، اور اگر بالفرض اسے صحیح مان لیا جائے تو تمہارے اصنام (معبودانِ باطلہ) تمہارے لیے سفارشی بنیں گے، اور میں نے بغیر دلیل و حجت تمہیں اپنی اتباع کی دعوت دی تھی تو تم نے قبول کر لیا تھا، اور رسولوں نے اپنی دعوت کی صداقت پر دلائل پیش کیے تھے، لیکن تم نے ان کی بات ٹھکرا دی تھی، اس لیے آج جو کچھ تمہارے ساتھ ہو۔ اس پر مجھے نہیں بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو، میں تمہیں نجات نہیں دلا سکتا ہوں اور نہ تم میرے کام آسکتے ہو۔ آج میں اس بات کا قطعی طور پر انکار کرتا ہوں کہ کسی بھی حیثیت سے میں اللہ کا شریک ہوں اور تم سے ہر طرح براءت کا اعلان کرتا ہوں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ ظالموں کو اس دن بڑا دردناک عذاب دیا جائے گا۔

علامہ زمخشری اپنی تفسیر الکشاف (۵۵۲/۲) پر رقمطراز ہیں: قیامت کے دن شیطان جو کچھ کہے گا، اللہ تعالیٰ نے اسے اس لیے نقل کیا ہے، تا کہ سامعین قیامت کے دن اپنے انجام کے بارے میں غور کریں اور ابھی سے اپنی نجات کے لیے تیاری کریں جب شیطان اپنے تمام پیروکاروں سے اپنی براءت کا اعلان کر دے گا۔

﴿وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾ (ابراھیم: ۲۲)

’’جب اور کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تو تمہیں سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے تم سے جو وعدے کیے تھے ان کا خلاف کیا، میرا تم پر کوئی دباؤ تو تھا ہی نہیں۔ ہاں میں نے تمہیں پکارا اور تم نے میری مان لی۔ پس تم مجھے الزام نہ لگاؤ بلکہ

خود اپنے تئیں ملامت کرو، نہ میں تمہارا فریاد رس اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے، میں تو سرے سے مانتا ہی نہیں کہ تم مجھے اس سے پہلے اللہ کا شریک مانتے رہے، یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

جو مجرمین دنیا میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں افترا پردازی کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اس کے شرکاء ہیں، اس کی بیوی ہے، اور اس کی اولاد ہے، روزِ محشر جب عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے، اور اللہ ان کی ان افترا پردازیوں پر شدید غضبناک ہوگا، تو رعب ودہشت کی شدت سے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے، اللہ، جبار وقہار کا فرمان ہے:

﴿وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝﴾ (زمر: ٦٠)

''اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہوگئے ہوں گے۔ کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں؟''

ان کے چہروں کی کھال نوچ لی ہوگی، اور ان کے جبڑے باہر نکلے ہوئے ہوں گے۔ اللہ قادر وقدیر کا فرمان ہے:

﴿تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝﴾ (المؤمنون: ١٠٤)

''آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی، اور وہ لوگ اس میں نہایت بدشکل اور ڈراونی صورت والے ہوں گے۔''

جہنم میں کافر کا ایک دانت اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا، اور کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ضِرْسُ الْكَافِرِ اَوْ نَابُ الْكَافِرِ مِثْلُ اُحُدٍ ، وَغِلَظُ جِلْدِهٖ مَسِيرَةُ ثَلَاثٍ .)) [1]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها، رقم: ٢٨٥١.

''کافر کا دانت یا اس کی کچلی (جہنم میں) اُحد پہاڑ کے برابر ہوگی، اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔''

جہنم کے عذاب سے جہنمی جل کر کوئلے کی طرح سیاہ ہو جائیں گے۔ سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صاحب قرآن نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حساب کتاب کے بعد جنتی جنت میں چلے جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ (جب چاہے گا) ارشاد فرمائے گا جس آدمی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے اسے بھی جہنم سے نکال دو۔ چنانچہ جہنمی نکالے جائیں گے اور وہ (جل کر کوئلے کی طرح) سیاہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر وہ نہر برسات یا نہر حیات (حدیث کے راوی امام مالک رحمہ اللہ کو شک ہے کہ نہر برسات ہے یا نہر حیات) میں ڈالے جائیں گے اور وہ اس طرح صحیح ہو جائیں گے جیسے کسی ندی کے کنارے دانہ اُگ آتا ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم نے دیکھا نہیں کہ (ندی کے کنارے) دانہ (کیسا خوبصورت) زرد زرد لپٹا ہوا اُگتا ہے۔''[1]

عذابِ جہنم کی وجہ سے جہنمی اونچی اونچی بڑی خوف ناک آوازیں نکالیں گے، اور ایسا شور و غوغہ ہوگا کہ کانوں میں پڑی آواز سنائی نہ دے سکے گی، جیسا اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ۝﴾ (الأنبياء: ۱۰۰)

''وہ لوگ (اہل جہنم) اس میں چیخیں گے، اور اس میں کچھ بھی نہیں سن پائیں گے۔''

وہاں جہنم میں انہیں نہ موت آئے گی تاکہ غم والم سے چھٹکارا مل جائے، اور نہ ایک لمحہ کے لیے ان سے عذاب کو ہلکا کیا جائے گا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ۝﴾ (فاطر: ۳٦)

''اور اہل کفر کے لیے جہنم کی آگ ہوگی، نہ انہیں ختم ہی کر دیا جائے گا کہ مر جائیں،

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم: ۲۸٤.

اور نہ اس کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا۔''

جہنمیوں کو آگ میں اس طرح عذاب دیا جائے گا، کہ جب بھی ان کی کھالیں پک جائیں گی، اللہ تعالیٰ ان کی کھالوں کو بدل دے گا، قرآن مجید میں ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا ۖ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ (النساء: ٥٦)

''بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا، ہم انہیں آگ کا مزا چکھائیں گے، جب بھی ان کے چمڑے پک جائیں گے، ہم ان کے چمڑوں کو بدل دیں گے، تا کہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں، بے شک اللہ زبردست اور بڑی حکمتوں والا ہے۔''

امام فخر الدین رازی ''تفسیر کبیر'' میں اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں: ''ممکن ہے اس میں عذاب کے دوام اور عدم انقطاع کی طرف اشارہ ہو۔''

امام ابن جریر نے اپنی تفسیر (معروف بہ تفسیر طبری) میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام وغیرھم سے روایت نقل کی ہے کہ اہل جہنم کے چمڑے دن یا گھنٹے میں کئی کئی بار بدلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر جہنم کی آگ کو حرام کردے۔ آمین یا ارحم الراحمین.

اور انہیں لگامیں ڈال دی جائیں گی، شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِلِجَامٍ مِنَ النَّارِ.)) [1]

''جس شخص سے دین کا مسئلہ پوچھا گیا اور اس نے چھپایا، قیامت کے روز اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔''

اور جہنمی بہت زیادہ روئیں گے۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مبشر و

---

[1] صحیح جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی کتمان العلم، رقم الحدیث: ٢٦٤٩.

نذیر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اَهْلَ النَّارِ لَيَبْكُوْنَ حَتّٰى لَوْ اُجْرِيَتِ السُّفُنُ فِى دُمُوْعِهِمْ لَجَرَتْ ، وَاَنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ الدَّمَ يَعْنِى مَكَانَ الدَّمْعِ .))

''جہنمی اس قدر روئیں گے کہ اگر ان کے آنسوؤں میں کشتیاں چلائی جائیں تو چلنے لگیں (آنسو ختم ہو جائیں گے تو) جہنمی خون کے آنسو بہائیں گے، یعنی پانی کے آنسوؤں کی جگہ۔'' [1]

بالآخر جب جنتی ان کی یہ حالت دیکھ کر اُن سے سوال کریں گے تو ان کا جواب ہوگا۔

﴿فِىْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِىْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰىٓ اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝﴾ (مدثر: ٤٠ـ٤٧)

''کہ وہ بہشتوں میں بیٹھے ہوئے گناہ گاروں سے سوال کرتے ہوں گے: تمہیں دورخ میں کس چیز نے ڈالا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے، نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے، اور ہم بحث کرنے والے انکاریوں کا ساتھ دے کر بحث مباحثہ میں مشغول رہا کرتے تھے، اور جزا اور سزا کے دن کو بھی ہم سچا نہیں جانتے تھے۔''

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

وما توفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه أنيب .

[1] سلسله احاديث صحيحه، رقم الحديث : ١٦٧٩.

ہماری دیگر کتابیں





انصار السنۃ پبلیکیشنز

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور

فون: 042-7357587